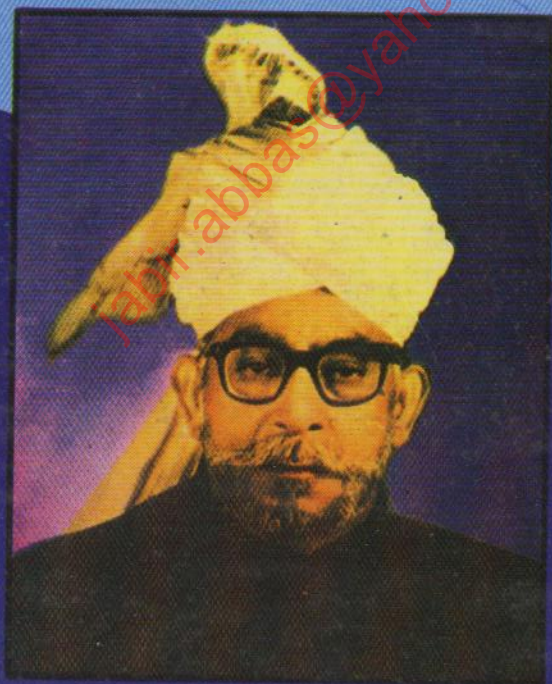


مجمع

مجموعہ تقاریر

مولانا محمد اسماعیل صاحب
قدس سرہ



مؤلف: مولانا الحاج ناصر حسین نجفی



فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مصاب	موضوع	نمبر شمار
۱۱		ختم نبوت	۱
۲۷	مصائب حضرت سیکندہ	سفینہ نوح	۲
۴۵	تاری از مدینہ	نبوت	۳
۶۲	وفات اُمّ رباب	امامت	۴
۸۱	مطالبہ فذک	خلافت	۵
۹۷	واپسی مدینہ	مودت	۶
۱۱۳	مصائب جناب صفیؑ	مودت (مدنِ عظمیٰ کی زندگی کی آخری تقریر)	۷
۱۲۸	شہادت حضرت عباسؑ	ولایت	۸
۱۴۶	شہادت حضرت علی اصغرؑ	اہلبیتؑ	۹
۱۶۶	شہادت حضرت امام حسینؑ	حسینیتؑ	۱۰
۱۸۲		اثبات ماتم و عزاداری حضرت امام حسین علیہ السلام	۱۱



MOWLANA NASIR DEVJANI

MAHURA, GUJARAT, INDIA

PHONE : 0791 254418/11

MA devjan@net.surecom

مَبْلَغِ اعْظَمِ

نے فرمایا

آلِ محمد کے ماننے کے تین رکن ہیں :-

پہلا اہل بیت کی امامت پر ایمان لانا۔

دوسرا اہل بیت کی محبت کو واجب سمجھنا۔

تیسرا اہل بیت کے دشمنوں سے بیزار ہو جانا۔

جو آلِ محمد کی امامت پر ایمان نہیں لایا، جس نے آلِ محمد

کی محبت کو واجب نہیں سمجھا، اور جو اہل بیت کے دشمنوں سے

بیزار نہ ہوا، وہ یا تو اہل بیت کو ماننا نہیں یا پھر وہ ماننا

جانتا نہیں۔



نہیں اس فی تاجہ کو المرجع العظمیٰ المصلح ساحتہ آیۃ اللہ العظمیٰ
آقای الحاج میرزا حسین الخاوری الایضہائی ادام اللہ ظلہ کو بیت
کے اسم گرامی سے شرب کراہوں جن کی ذات والا صفات نشر فیضانِ محمدی
علیہم السلام اور ذرائع تقصیر میں ہائی توبہ و عافیت ہے۔
محبوب

پیش لفظ

حضرات مومنین! قبل ازیں آپ کی خدمت میں استاذی المکرم حضرت مبلغ اعظم اعلیٰ اللہ مقامہ کے مناظروں کا مجموعہ ”فتوحات شیعہ“ پیش کر چکا ہوں۔ آپ نے جس طرح اسکی پذیرائی فرمائی ہے میں اس کیلئے آپکا ممنون و متشکر ہوں۔

مبلغ اعظم صرف مناظر ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک بلند پایہ خطیب و مبلغ بھی تھے جن کی تقریروں نے ہزار ہا لوگوں کو مذہب شیعہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

چونکہ ان کی تبلیغی تقاریر ایک بیش بہا علمی خزانہ ہے جن کو تا قیام قیامت محفوظ رہنا چاہیے۔ اسی لئے ”مبلغ اعظم اکیڈمی“ نے حتی الامکان ان کی علمی شان کے مطابق ان کی مخصوص و مکمل تقاریر کو من و عن شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے تاکہ یہ علمی خزانہ تازلیست محفوظ رہے، مومنین اس سے مستفید ہوتے رہیں اور مبلغ اعظم کی یاد ان کے دلوں میں بدستور باقی رہے۔

ہمیں فخر ہے کہ آپ نے ہماری اس کاوش کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اسی لئے قلیل مدت میں اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا اور اب دوسرا ایڈیشن مع اضافہ آپ کے پیش نظر ہے۔ اگر اسی طرح آپ ہماری حوصلہ افزائی فرماتے رہے تو انشاء اللہ ہم ہمیشہ آپ کے مذہبی فوق کی تسکین کے اسباب فراہم کرتے رہیں گے۔

نامہ حسن نجفی

MOWLANA NASIR DEVJANI
MAHUA, GUJARAT, INDIA
PHONE : 0091 2844 28711
MAIL : devjani@netcourrier.com

مبلغ اعظم کی

وصیت



میں تمہاری قوم کا مشہور مبلغ ہوں۔ جب میں
مر جاؤں تو میری کتابیں یاد نہ رکھنا، میرے مناظرے
یاد نہ رکھنا لیکن میری دو وصیتیں نہ بھولنا :-
۱۔ ایک خونِ حسین نہ بھولنا۔
۲۔ دوسری چادرِ زینب نہ بھولنا۔





الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ
اصْطَفَى خُصُوصًا عَلَى مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى وَآهِلِ
بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ الشُّرَفَاءَ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ
قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْعَجِيدِ وَخَطَايِهِ
الْحَمِيدِ وَهُوَ أَصْدَقُ الصَّادِقِينَ هـ



حقا

[illegible]

مجلس اول

ختم نبوت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ماکان محمدؐ ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله
وخاتم النبیین وكان الله بكل شیء علیما
حضرات! میں نے کل وعدہ کیا تھا کہ آج ختم نبوت بیان کر دوں گا لہذا
آج میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ صلوٰۃ دی پھل آدے میں عرض کراں۔
بات یہ ہے کہ لوگ یا افراط کرتے ہیں یا تفریط، یا کمی کرتے ہیں یا زیادتی
اس امت میں نبی لانا زیادتی ہے اور امامت کا دروازہ بند کرنا کمی ہے۔ اسی
واسطے ہم صراطِ مستقیم پر ہیں، نبی انہیں سکتا اور امام رک نہیں سکتا۔
امت محمدیہ میں نبی نہیں آسکتا۔ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور
امام رک نہیں سکتا لہذا ہم لوگ ہمیشہ امامت ہی پڑھتے رہتے ہیں کیونکہ
امامت قیامت تک جاری ہے جو چیز جاری ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ باقی
چونکہ یہ ضرورت آگئی تھی کہ ہمارے دور میں کچھ لوگوں نے نبوت کے دعوے
کر دیئے لہذا ان کے دعوے کو پرکھنے کیلئے غور کرنا پڑے گا کہ نبوت ختم ہے یا نہیں۔
عزیزو! سچی بات ہے میں اگرچہ سیاسی آدمی نہیں ہوں۔ مجھے سیاست
کا کوئی پتر نہیں، اور نہ ہی مجھے تجارت کا کچھ پتر ہے، نہ سیاست جانتا ہوں

خطبہ نمبر ۲



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَوَّرَ قُلُوبَنَا بِإِلَآءِ الْحُسَيْنِ وَ
أَخِيهِ وَجَدِّهِ وَأُمِّيهِ وَأَمِّهِ وَبَيْنِهِ وَشَيْعَتِهِ
وَمَوَالِيهِ وَأَجَلَى عِبُونَا بِالْبُكَاءِ فِي عَزَائِهِ وَ
مَصِيبَتِهِ وَجَعَلَ هَاتَيْنِ الْمُؤَهَّبَتَيْنِ وَبَيْلَةً لَنَا
فِي نَيْلِ قُرْبَتِهِ وَحُصِيلِ رَحْمَتِهِ وَحَمْدُ مَنْ تَمَّ عَلَيْهِ
نِعْمَتُهُ وَصَرَفَ عَنْهُ لَقَعَتَهُ ثُمَّ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَأَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِينَ
الطَّاهِرِينَ الْمُعْصَرِفِينَ وَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى أَعْدَائِهِمْ
أَجْمَعِينَ ۚ أَمَّا بَعْدُ ۚ

سے یا باپ سے، نبی اُمت کا روحانی باپ ہوتا ہے نہ انہوں نے کوئی نیا باپ بنایا نہ ہم نے بنایا۔ جب تم نے باپ ہی نیا بنالیا ہے تو بھائی بننے کا خواب کیوں آ رہا ہے؟

کہنے لگے تم تو حضرت کے دوستوں کو نہیں مانتے۔ میں نے کہا ہم حضرت کے دوستوں کو بڑا مانتے ہیں، کہنے لگا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ کہ باپ کے دو دوست ہوں تو پیارے معلوم ہوتے ہیں، دس ہوں تو بھی پیارے معلوم ہوتے ہیں لیکن باپ کے مرنے کے بعد اگر والدہ معظمہ دوسرا نکاح کر لے تو وہ بندہ اچھا نہیں لگتا۔

دوستوں کی کوئی بات نہیں وہ ہماری گھر کی بات ہے ہم خود فیصلہ کر لیں گے لیکن اب یہاں نبوت کی بات ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ اسلام کے تہتر فرقے ہیں۔ ان میں ایک فرقہ ہمیں بھی سمجھ لیا جائے۔ میں نے کہا کہ ہم تمہیں ان سب میں شامل نہیں کریں گے۔ کہا ویرہ؟ میں نے کہا حضورؐ نے فرمایا ہے مستفتویٰ اُمتی کہ میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ فرماؤ۔ اُمت تو نبی سے بنتی ہے جب تم نے اپنا نبی بنالیا ہے تو تم تو ان تہتروں میں بھی شامل نہیں ہو۔ صلوة۔

جب بادشاہی مسجد لاہور میں ختم نبوت کا جلسہ ہوا تو وہاں لاکھوں کی تعداد تھی۔ وہاں بڑے بڑے علماء کرام موجود تھے، مجھے مولانا مفتی محمود صاحب نے فرمایا کہ تیری تقریر مولانا مودودی کے بعد ہونی چاہیئے۔ میں نے کہا میں حاضر ہوں لیکن ایک بات کا آپ بھی اس منبر پر اعلان کریں کہ شیعہ مسلمان ہیں۔ کہنے لگے اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا شاید کل یہ سوال نہ پیدا ہو جائے آج یہ بات بھی ختم ہو جائے۔ تو اس وقت مولانا مفتی محمود صاحب

نہ تجارت جانتا ہوں اگر کچھ جانتا ہوں تو اُن محمدؐ کی امامت جانتا ہوں جو امامت پر سوال ہوتے ہیں ان کا جواب دیتا ہوں اور اپنے اماموں کی امامت بیان کرتا ہوں، لہذا نبی انہیں سکتا اور امام ترک نہیں سکتا۔ سیاست میں نہیں جانتا لیکن اس موجودہ حکومت کے قربان جاؤں جس نے تیرا یہ بہت پرانا مسئلہ بھی حل کر دیا ہے۔ صلوة دی چھل آدے میں عرض کراں۔

جب میں اسلام آباد گیا تھا تو ایک احمدی مولوی نے مجھ سے پوچھا تھا کہ مولوی اسماعیل صاحب یہ فرمائیے کہ ہمارے متعلق فیصلہ کرنے کا حکومت کو کیا حق ہے۔ عالم فیصلہ کریں یا فاضل فیصلہ کریں۔ میں نے کہا حضور! آپ کی ہر کتاب یہ کہتی ہے کہ اگر انگریز کی حکومت نہ ہوتی تو ہم دعویٰ نبوت نہ کر سکتے، پروان نہ چڑھ سکتے، تو وہ عیسائیوں کی حکومت تھی۔ جب عیسائیوں کی حکومت تمہیں نبی بنا سکتی ہے تو ہماری مسلمانوں کی حکومت تمہیں ہٹا کیوں نہیں سکتی۔

جتنی کتابیں چاہو میں دکھا سکتا ہوں۔ ہر کتاب میں انگریز کی حکومت کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ میں نے کہا کیوں میں کیوں نہیں آ سکتا۔ کہا کہ آپ تو شیعہ ہیں، میں نے کہا تھا کہ آج میں شیعہ کی حیثیت سے نہیں آیا۔ میں آج مسلمان کی حیثیت سے آیا ہوں، شیعہ سنی تو مسلمانوں کے فرقے ہیں یہاں شیعہ سنی کا فیصلہ نہیں بلکہ یہاں تو کفر اور اسلام کا فیصلہ ہے۔ کہنے لگا تم مئیوں کو کیا سمجھتے ہو۔ میں نے کہا میں سنیوں کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ کہا ہمیں کیا سمجھتے ہو، میں نے کہا تمہیں بھائی نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا ویرہ؟ میں نے کہا کہ بھائی بننا ہے ماں

تو خدا فرماتا ہے والشمس وضحاہ کہ محمد سورج ہے، تو یہ فرماؤ کہ جب اللہ نے محمد کو قرآن میں سورج کہا ہے تو سورج کے مقابلے میں یہ ربوبے کی موم بتیاں کیسے جل رہی ہیں؟

مگر کیا کیا جائے آپ کو پتہ ہے کہ میں پنجابی ہوں۔ خدا فرماتا ہے کہ نبی سورج ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ دھا ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ میں نے احمدیوں سے پوچھا تھا۔ نبی جس قوم میں آیا۔ ان کی زبان لے کر آیا۔ میں نے کہا نبی اکرم کس ملک میں آئے، کہا عرب میں، قرآن کس زبان میں، کہا عربی میں، نماز عربی، اسلام عربی، اذان عربی، اللہ اکبر عربی مسلمان سے مسلمان ملے تو سلام، علیکم عربی۔ تو میں نے کہا کہ خدا کے بندے! غور کرو کہ جب قرآن عربی، اسلام عربی، محمد کا نام عربی، اذان عربی، تیری ساری نماز عربی ہے تو میں یہ کیسے مان لوں کہ دین تو سارا عربی ہو اور نبی پنجابی آجائے۔

برادران اسلام کو میں اس لئے اپنے بھائی سمجھتا ہوں کہ دن کے وقت نہ وہ کوئی چراغ جلاتے ہیں نہ ہم۔ جب حضور دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو رات آتی ہے۔ اس سورۃ کا نام والشمس ہے اور اس سے اگلی سورۃ کا نام واللیل ہے، لیل کے معنی رات کے ہیں، سورج ہوتا ہے دن کو، باقی رات کی کوئی بات نہیں۔ رات کو چاند بھی ہوتا ہے، ستارے بھی ہوتے ہیں، بتیاں بھی ہوتی ہیں۔ رات کی ساری بات ہے، ستارے شمار نہیں ہوتے، گتے نہیں جاتے اور چاند سال میں کھل بارہ چڑھتے ہیں۔ ستارے نہیں گنے جاتے تو پھر وہ بے شمار ہوئے ناں۔

مگر ایمان سے کہو، رات کو ستارے منظور، چراغ منظور تو شیعہ مستی میں

نے میرے سامنے یہ اعلان کیا تھا کہ شیعہ، سنی، دیوبندی، اہل حدیث یہ تمام فرقہ مسلمان ہیں۔ میں نے کہا پھر بسم اللہ میں شروع کرتا ہوں۔ تو یہ بات میں نے دہاں منوالی ہوئی ہے۔ تو برادران من! ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ اقلے نامدار کے بعد کوئی بنی نہیں آسکتا۔

احمدی صاحبان نے مجھے پوچھا تھا کہ کیا آپ یہ واضح کر سکتے ہیں کہ نبی اور امام میں کیا فرق ہے۔ نبی کیا ہے اور امام کیا ہے؟ تو میں نے کہا۔ ہاں بتا سکتا ہوں۔ میرے اللہ نے جو فرمایا ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ میرا اللہ فرماتا ہے کہ والشمس وضحاہ والقمر اذا ظلمہا۔ کہ قسم ہے مجھے خورشید نبوت کی، آفتاب نبوت کی، نبوت کے سورج کی قسم ہے۔ پھر فرمایا والقمر اذا ظلمہا کہ مجھے امامت کے چاند کی قسم۔ میں نے کہا۔ دیکھیے سورج کا نور اپنا ہے۔ سورج کی شعائیں اپنی ہیں، سورج کے اوپر کسی غیر کا نور نہیں ہے۔ سورج کسی کا عکس لے کر نہیں دے رہا۔ مگر چاند کا ذاتی نور نہیں ہے، چاند پر سورج کا نور پڑتا ہے۔ وہ سورج سے نور لے کر دے رہا ہے، تو بس اتنا ہی فرق ہے کہ جس کے سینے میں خود قرآن اترے وہ نبی ہوتا ہے اور جو مجھ کے سینے سینہ کر کے حاصل کرے وہ امام ہوتا ہے۔

لہذا سورج ایک ہی ہے۔ عزیزیو فرماؤ! رات کا وقت ہے اس وقت تو بڑی بتیاں ہیں۔ بجلی کا بڑا انتظام ہے۔ لیکن اگر یہی انتظام اگر دن کو کیا جائے تو کیا جائز ہے؟ اب تو بڑے چراغ جل رہے ہیں لیکن اگر کوئی بندہ دن کو چراغ جلا کر ہاتھ میں لئے پھرے تو اسے آپ کیا سمجھیں گے؟ بیوقوف؟ میں نے کہا حضور! دیکھئے رات کو بتیاں روشن ہو سکتی ہیں لیکن جو شخص دن کو بتیاں جلائے وہ بیوقوف ہوتا ہے

ہو جاتی ہے۔ تو تیری عقل میں نہ آیا کہ کروڑوں ستاروں کا نور مل کر بھی سورج کا نائب نہ ہو سکا تو غلطی کیوں کرتا ہے چاند اکیلا نکلے تو زمین روشن ہو جاتی ہے، کروڑوں اصحاب مل کر بھی محمد کے نائب نہیں ہو سکتے حیدر کرار اکیلا بھی نائب ہو سکتا ہے۔

انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ امام کو چاند سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا امام ہے ہی چاند۔ میں نے کہا سال میں چاند کتنے جڑھتے ہیں، کہنے لگا بارہ، اور ہمارے امام کہتے ہیں، وہ بھی بارہ، پڑھے لکھے بیٹھے ہو۔ جب سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، قرآن کہتا ہے ان عدد الشهور عند اللہ اثنتی عشر۔ چاند بارہ ہی ہیں کیونکہ ذلک الدین القيم کھ دین قیم ان بارہ ہی سے ہے تو اگر میں اثنا عشری بن جاؤں تو کوئی زیادتی تو نہیں کر رہا۔ فطرت بھی شہادت دے رہی ہے اور شریعت بھی شہادت دے رہی ہے۔

میں نے کہا کہ چاند بارہ ہیں تو انہوں نے کہا تو پھر حضرت علیؑ کیا ہیں؟ میں نے کہا وہ پہلا ہے، علیؑ پہلی رات کا چاند ہے، پہلی رات کا چاند ساری دنیا کو ایک دفعہ کبھی بھی نظر نہیں آیا۔ اب تو بڑے انتظامات ہیں ریڈیو ہیں، ٹی وی ہیں، ٹیلی فون ہیں، کچھ نہ کچھ عید کا فیصلہ ہو جاتا ہے مگر پہلے زمانے میں ہمیشہ دو عیدیں ہوتی رہیں کسی نے آج عید کی، کسی نے کل کی کہ چاند نظر نہیں آیا، ہم ہمیشہ دیکھتے رہے، ہیں کہ رمضان شریف کا چاند تو زبردستی نکل آتا ہے البتہ عید کے چاند میں گڑ بڑ ہو جاتی ہے اور اس کو دیکھنے کے لئے بڑا زور شور ہوتا ہے اگر چاند نظر آگیا تو بحان اللہ خوشیاں ہو گئیں، سامان خریدنا جانے لگا، بیوتاں آگئیں کہ چاند نکل آیا۔

کوئی جھگڑا نہیں ہے، رات کو چاند کا اپنا مقام ہے ستاروں کا اپنا مقام بزرگوں کے مزاروں پر چراغوں کا اپنا مقام، چھوٹے سے چھوٹے بزرگ کی قبر پر بھی چراغ جل رہا ہے، جتنا بڑا بزرگ ہے اتنا بڑا چراغ ہے۔ اس کی روشنی اتنی ہے۔ لیکن اس کا سورج سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے، لہذا رات کو جتنی چھوٹی موٹی روشنیاں ہیں وہ تسلیم، رات کو آپ نے اکثر دکھا ہوگا کہ چھوٹا سا جگنو بھی اپنی کچھ روشنی دکھاتا ہے لیکن وہ تو رات ہے دن کو تو چاند بھی نظر نہیں آتا جگنو کی کیا حقیقت ہے رات کے وقت اگر کوئی ٹھوکر کھا جائے خواہ اس کی آنکھیں ہوں تو ہم اس کو معذور سمجھیں گے کہ رات تھی، اندھیرا تھا ٹھوکر کھا گیا، مگر جو دن کو ٹھوکر کھائے اس کو اندھا سمجھیں گے۔ اس لئے کہ سال تمام کے بعد رات ہے۔ اگر کوئی تھوڑی بہت ٹھوکر کھاتا ہے تو اسے ہم معذور سمجھیں گے مگر جو دن کو ٹھوکر کھائے اس کو اندھا سمجھیں گے تو یاد رکھو! جو نبوت محمدؐ کا کانکر ہے اسے اندھا کیا اسے کافر سمجھیں گے۔ لغو حیدری۔

شیعہ سنی آقائے نامدار کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آقائے نامدار کے بعد کسی نبی، کسی سورج کے مدعی نہیں ہیں لہذا سارے آپس میں جھباڑ ہیں، باقی رہی رات، رات کو چھوٹا سا چراغ بھی جلاؤں تو کوئی بات نہیں۔ ہمارے برادران اسلام کہتے ہیں کہ اصحابی کا لہجہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اصحاب ستارے ہیں، چشم مار و روشن دل، ماشاء اللہ مان گیا، میں شیعوں کی طرف سے دستخط کر دیتا ہوں کہ وہ ستارے ہیں لیکن سارے ستاروں کا نور مل کر بھی اتنا نور نہیں ہوتا کہ رات کو ان کا نور زمین تک آجائے، مگر چاند ایک نکلتا ہے تو ساری زمین روشن

پہنچا تا ہے، بارصواں غائب ہے لیکن زمین پر کفر نہیں چھا رہا۔ اب بھی لوگ امام زمانہ کی معرفت میں آرہے ہیں۔ میرے متعلق ہی دیکھ لو کہ بڑھا کہاں اور کہاں گیا۔ اس کو امام زمانہ کا فیض سمجھوں یا کچھ اور سمجھوں۔ شیعہ صاحبان بیٹھے ہیں آپ کو شاید معلوم نہ ہو۔ میں اب بھی جو کام کرتا ہوں اور یہ دینی سرگرمیاں اور یہ میرے پروگرام سب امام زمانہ کے اشارے پر ہوتے ہیں یا استخارے پر ہوتے ہیں۔

لہذا میں نے عرض کیا تھا کہ نبی سورج ہے اور امام چاند ہے چاند بارہ ہیں اس لئے تیرھواں امام نہیں ہو سکتا۔ امام بارہ رہیں گے چاند بھی بارہ رہیں گے۔ اللہ فرماتا ہے ذالک الدین القیم۔ قیم دین یہی ہے قائم رہنے والا دین یہی بارصویں کے بعد تیرھواں امام نہیں ہے تیرھواں چاند اس لئے نہیں کرتا کہ اگر تیرھواں چاند چڑھاؤں تو تیرھواں امام بنانا پڑے گا، نہ تیرھواں چاند ہو سکتا ہے نہ تیرھواں امام ہو سکتا ہے چاند بھی بارہ ہی رہیں گے اور امام بھی بارہ ہی رہیں گے۔

لہذا آقائے نامدار کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ میرے اللہ نے فرمایا: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ط کہ محمد تمہارا رشتہ دار نہیں بلکہ اللہ کا رسول ہے بلکہ نبیوں کا خاتم ہے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے ہیں لیکن میرا دعویٰ ہے، سن لو، میں محمد اسماعیل ہوں تمام مرزائی سن لیں ان کے اگلے پچھلے سارے سن لیں۔ اگر دنیا کی تمام تفسیروں خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ، کسی نے بھی خاتم النبیین کا ترجمہ سید المرسلین یا افضل النبیین کیا ہو

اور اگر نظر نہ آیا تو خاموش۔ مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا کریں، کہا کہ صبح روزہ رکھو، اللہ نے برکت کی ایک روزہ اور بڑھ گیا، روزہ رکھ لیا مگر ابھی دوپہر نہ ہوئی تھی کہ خبر آگئی کہ فلاں جگہ پر چاند نظر آگیا ہے تو کسی نے کہا کہ اودہ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ کسی نہ کسی جگہ چاند نظر آگیا ہوگا لیکن ہم کو نظر نہیں آیا۔ تو وہ روزہ توڑنا پڑا۔ فرماؤ! صبح عید نہ ہو سکی اور شام تک روزہ نہ جاسکا وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ چاند نظر نہیں آیا تھا۔ شریعت طاہرہ کا فیصلہ ہے تاکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ روزہ بھی خراب ہوا اور عید بھی نہ ہو سکی تو تیری عقل میں نہ آیا کہ علی ہے پہلا امام، پہلا چاند۔ تو جس کو پہلی کا چاند نظر نہ آئے اس کی عید نہیں ہوتی تو جس کو علیؑ نظر نہ آئے اس کی نماز کیسی ہے روزہ کیسا ہے؟

اس نے کہا کہ آپ بار بار امام کو چاند سے تشبیہ دے رہے ہیں میں نے کہا اللہ نے جو دی ہے میں کیوں نہ دوں۔ کہنے لگا چاند تو غائب بھی ہو جاتا ہے۔ بیجا بی بی کہنے لگا کہ وہ تو "گوڈا" بھی لگا جاتا ہے میں نے کہا حضور! چاند "گوڈا" لگتا ہے، غائب ہوتا ہے، گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ مگر نہ پہلی کو، نہ دوسری کو، نہ تیسری کو نہ چوتھی کو نہ پانچویں کو بلکہ چودھویں کو پورا چڑھ کے غائب ہوتا ہے۔ اگر چودہ سے پہلے ہمارا کوئی غائب ہو گیا ہو تو مجھ سے پوچھ لو اگر چودھویں کے بعد غائب ہوا ہے تو اعتراض کیسا؟

اگر بادل آجائیں اور سورج چھپ جائے تو پھر بھی سورج کا نور بادلوں سے چھن چھن کر زمین پر آتا ہے اور فصلوں اور پھلوں کو اثر

علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً کہ دین مکمل ہو گیا نعمت پوری ہو گئی، کیوں حضور فرمائیے! اب تو آقائے نامدار پر دین مکمل ہو گیا ہے اب اگر کوئی نبی آئے گا تو کس چیز کے لئے آئے گا۔

یا نبی اس وقت آتے تھے جب پہلی کتاب میں کچھ تحریف ہو گئی تو دوسرے نبی نے آکر اس کو درست کیا۔ جیسے حضرت عزیر نے ہزاروں سینکڑوں سال کے بعد دسیا کو تورات دوبارہ لکھ کر دی۔ مگر آقائے نامدار نے فرمایا کہ میرے بعد قرآن میں تحریف نہیں ہو سکتی۔ میرے بعد قرآن غلط نہیں ہو سکتا۔ میرے اللہ نے فرمایا جہاں میں نے نبوت کو ختم کر دیا ہے وہاں ہم نے قرآن کی حفاظت کا انتظام بھی کر دیا ہے فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں تو جب اللہ خود محافظ ہے تو قرآن بدل کیسے سکتا ہے۔ جب قرآن بدل نہیں سکتا تو نبی کی ضرورت کیا ہے؟

میرے عزیزو! جب نبی آتے تھے تو ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور وہ اس کا نائب ہوتا تھا مگر جب آقائے نامدار آئے تو فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الخ کہ اب نبی نہیں آئیں گے بلکہ اب نبی کے نائب آئیں گے نبی کے خلیفے آئیں گے۔ کیوں دوستو! قرآن میں ہے نا کہ اب نبی نہیں بھیجوں گا بلکہ نبی کے نائب بناؤں گا۔ اور خدا کے بندے! اگر حضور کے بعد نبی آ سکتا تو نائب کا وعدہ کیوں کیا جاتا۔ کل میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں آؤں گا اور ختم نبوت پر طعنوں کا آپ

تو میں مولوی ہی نہیں۔ کہتے ہیں جی نہیں جب خاتم کا لفظ بسوئے جمع مضاف ہو تو اس وقت اس کے معنی افضل کے ہوتے ہیں جیسے خاتم الشعراء یا خاتم المحدثین۔ لیکن دیکھو یہ مرزا صاحب کی تریاق القلوب ہے اس میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں خاتم الاولاد ہوں۔ اولاد ہے جمع ولد کی اور خاتم اس کی طرف مضاف ہے۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی بیٹی بیٹا پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ میں اپنے باپ کا خاتم الاولاد ہوں۔ اور خدا کے بندے! جب تو خاتم الاولاد ہو گیا تو تیرے بعد گھر میں کوئی بھی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا تو محمد خاتم النبیین ہے ان کے بعد کوئی نبی کیسے آ سکتا ہے۔ یاد رکھو! نبی اس وقت آتے تھے جب ایک ہی کن علاقے میں آیا اور دوسرا علاقہ محروم رہ گیا تو نبی کی ضرورت ہوئی۔ مگر جب آقائے نامدار نبی ہو کر آئے تو خدا نے فرمایا کہ محمد کسی ایک علاقے کا نبی ہو کر نہیں آیا بلکہ تبارک الذی نزل الفرقان علی عیدہ لیکون للعالمین منذیراً ط کہ محمد عالمین کے لئے نبی ہو کر آیا ہے۔ وھا ارسلنک اللاحۃ للعالمین۔ آقائے نامدار عالمین کے لئے رحمت ہو کر آئے کوئی کونہ باقی نہیں رہ گیا۔

سبحان اللہ! یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ نہ انگلیڈ میں، نہ عرب میں، پتہ نہیں پنجاب میں کسی خشکی آگئی کہ یہاں نبی کی ضرورت پڑ گئی حالانکہ ہمارے پنجاب میں پانچ دریا بہتے ہیں۔

یا نبی اس وقت آتے تھے جب دین کے کچھ مسائل ہو گئے اور کچھ رہ گئے تو دوسرا نبی آیا اور اس نے مسائل پورے کئے مگر جب میرا آقا آیا آوازِ قدرت آئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم وانتم مت

سوال ہی فلتا ہے۔ جب حضرت علیؑ نے ایسے جوابات دیئے تو اس نے کہا۔ اُنت منیؑ کیا آپ بنی ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں مجھے بنی نہ کہنا اَنَا عَبْدُ مَنْ عِبْدُ مُحَمَّدٍ۔ میں تو محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

اور یہ اصول کافی میرے سامنے ہے اس میں ہمارے آئمہ طاہرینؑ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ ہمیں بنی نہ کہا جائے۔

ہنج البلاغہ مطبوعہ بیروت میرے ہاتھ میں ہے اس کے صفحہ ۳۵۵ پر لکھا ہے۔ حضرت علیؑ نے رسول اکرمؐ کو غسل دیتے وقت فرمایا۔ باجی انت داعی یارسول اللہ لقد انقطع بموت غیوک من النبوة والابلاء واخبار السعواء۔ کہ یا رسول اللہ! میں آپ کو غسل دیتا ہوں اور روتا ہوں کیونکہ آپ کی موت سے وہ چیز کٹ گئی جو کسی کی موت سے کٹ نہیں سکتی تھی۔ ہزار دنیا میرے نبوت ختم نہیں ہو سکتی، مگر تیری ہستی کے تشریف لے جانے کے بعد نبوت ختم ہو گئی، آسمان سے کوئی وحی نہیں آ سکتی اور آسمان کی خبریں بھی بند ہو گئی ہیں۔

اصول کافی مطبوعہ تہران میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لقد ختم اللہ بکتابکم الکتب وختم بنبیکم الانبیاء کما شئتم تمہارے نبی کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا اور تمہاری کتابوں کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا۔ قرآن کے بعد کتاب نہیں آ سکتی اور آقاؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ فلاں روایت کے متعلق کیا خیال ہے تو فرمایا۔ اذا كانت الروایات مخالفة للقرآن

لوگ آئیں۔ دیکھو میں ختم نبوت پڑھ رہا ہوں، تو عقل کی بات کہ جب ایک مولوی بھی وعدے کے مطابق آجاتا ہے تو جس امام کا وعدہ ہے وہ کیوں نہیں آئے گا۔ اگر آج میں نہ آتا بیمار ہو جاتا تو کیا آپ مولوی اسماعیل بنا لیتے؟ شاید بنا تو لیتے لیکن میرے سینے میں جو علم ہے، جو میں قرآن پڑھ رہا ہوں، جو میں بیان کر رہا ہوں یہ اس سے نہ ہو سکے گا۔ اس لئے کہ آپ کا بنایا ہوا میرے جیسا نہیں ہو سکتا۔ تو تیری عقل میں نہ آیا کہ بنانا اور چیز ہے اور وعدے کے مطابق آنا اور چیز ہے۔

میں وعدے کے مطابق آگیا۔ اگر میرے پڑھنے کے بعد آپ ایک بچے کو کھڑا کر دیں یہ کوئی عقلمندی ہے۔ ویسے یہ میرے شاگرد ہیں، پڑھتے ہیں لیکن ان کو مجھ سے پہلے پڑھا لو تو اچھی بات ہے لیکن ان کو اگر میرے بعد کھڑا کر دو تو عقلمندی نہیں ہے تو خدا کے بندے! جب بڑے عالم کے بعد چھوٹا عالم نہیں کھڑا ہو سکتا تو تو نے محمدؐ کے بعد یہ چھوٹے چھوٹے نبی کیسے کھڑے کر دیئے لہذا آقائے نامدار کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ہماری کتابیں

صاف کہہ رہی ہیں۔ ہمارے مذہب میں علیؑ جیسی ہستیاں ہیں۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ جیسی ہستیاں ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام جیسی ہستیاں ہیں لیکن ہم نے ان کو نبی کہنے کی جرأت نہ کی بلکہ لکھا ہے کہ ہمارے اماموں کو نبی کہنا حرام ہے بلکہ کفر ہے، حضرت علیؑ سے کسی یہودی عالم نے بڑے سوال کئے اور پوچھا کہ یا علیؑ! اللہ کیسے ہے تو علیؑ نے فرمایا بیوقوف وہ کب نہیں تھا کہ کب سے ہے۔ تیرا

کوئی ابراہیم خلیل اللہ کی اینٹ اور اس کی آخری اینٹ محمد رسول اللہ۔ ایمان قرآن سے کہو کیا اتنے بڑے نبوت کے محل کا دروازہ معمولی ہو سکتا ہے؟ دو کروڑ روپیہ محل پر لگا کر باہر کھڑکی لگا دینا یہ کوئی عقلمندی ہے۔ اسی لئے نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ وہ نبوت کا محل ہے انما مدینۃ العلم وعلیٰ بابھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حیدر کرار اس کا دروازہ ہے غیر دروازہ نہیں ہو سکتا۔

یہ دروازے کا لفظ سمجھانے کے لئے فرمایا گیا ہے تاکہ تیسری سمجھ میں آجائے۔ جب محل کے اندر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی نبوتیں ہیں۔ ان کے علوم ہیں تو اس کا دروازہ وہ ہو سکتا ہے جس کی زبان سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے علوم ادا ہو سکتے ہوں۔ تو میں پیش کرتا ہوں حضورؐ نے فرمایا۔

من اراد ان ينظر الى آدم في علمه والى
نوح في فهمه والى ابراهيم في خلته
والى عيسى في زهده فليتنظر الى وجه
علي ابن ابي طالب۔

کہ جس نے آدم کا علم دیکھا ہو، نوح کا فہم دیکھا ہو، ابراہیم کی خلعت دیکھتی ہو، موسیٰ کی ہیبت دیکھنی ہو۔ عیسیٰ کا دم درو دیکھتا ہو۔ اگر ایک مرتبہ علیؑ کا چہرہ دیکھ لے تو سارے نبی نظر آجائیں گے۔

حضرت علیؑ اس محل کا دروازہ ہیں، دروازے میں کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے شہر کے اندر ہوتا ہے۔ مگر دروازہ ایک وسیلہ

فکذبھا کہ جو روایت قرآن کے مخالف ہو۔ ہم اس کی تکذیب کرتے ہیں، روایت وہ صحیح ہے۔ جو قرآن کے موافق ہو۔

امول کافی میں ہے کہ دو انار حضورؐ کے سامنے آئے فرمایا۔ یہ انار نبوت کا ہے اور یہ انار علم کا ہے۔ حضرت علیؑ سے فرمایا کہ علم میں تو تو میرا شریک ہے لیکن نبوت میں شریک نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔

تو میرے عزیزو! ہماری کتابیں تو بار بار بھی فرما رہی ہیں کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں لیکن اب میں برادران اسلام کی کتابوں سے بھی پڑھتا ہوں نبی کریمؐ نے فرمایا۔ بخاری شریف پہلی جلد باب خاتم النبیین۔ مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل یبئ بیئاً فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنیۃ من زادیۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ہلا وضعت ہذہ اللبنۃ قال

فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ کہ میری مثال اور سابقہ انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک محل بن رہا تھا۔ رارا محل بن گیا۔ ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی میں آگیا اینٹ لگ گئی محل مکمل ہو گیا۔ کیوں میرے عزیزو! حضورؐ تو فرماتے ہیں کہ نبوت کا محل مکمل ہو گیا ایک اینٹ کی گنجائش تھی وہ میں تھا میں آگیا اینٹ لگ گئی نبوت کا محل مکمل ہو گیا۔ فرماؤ! جب نبوت کا محل ہی مکمل ہو گیا ہے تو اب اگر کوئی نیا نبی آجائے تو اس کو لگایا کہاں جائے؟ تیرے خیال میں یہ نبوت کا محل ہے یا مسجد بن رہی ہے۔

یہ محل جو بنا ہے انبیاء سے بنا ہے، انبیاء اس کی اینٹیں بنی ہیں۔ پہلی آدم صلی اللہ علیہ وسلم، دوسری نوح نبی اللہ کی اینٹ

مَجْلِسِ دَوَم

سَفِيْنَةُ نُوْح



وَاٰیةٌ لَهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُوْنِ وَخَلَقْنَا
لَهُمْ قَوْثًا مِّثْلَهُ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝

میرے عزیزو! میرے بھائیو! اور میرے دوستو! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے سورۃ یسین کی آیت ہے۔ سورۃ یسین قرآن مجید کا دل ہے باقی کوئی سورۃ مسلمان سنے یا نہ سنے لیکن سورۃ یسین آخر کار ضرور سننی پڑتی ہے۔ اگر ساری عمر نہ بھی سنے تو آخر وقت میں جان نہیں نکلتی، کہ مولوی صاحب کو بلاؤ سورۃ یسین پڑھے۔ اگر غلطی سے مولوی سورۃ الرحمن شروع کر دے تو لوگ نہیں کہتے کہ مولوی صاحب! کوئی دقت تو دیکھا کرو، یہ دقت کون سی سورۃ کا ہے اور آپ کون سی سورۃ پڑھ رہے ہیں۔ پڑھی سورۃ یسین، جان نکلی، مگر فرما! کہ تمام سورتوں سے سورۃ یسین کا سننا کیوں ضروری ہے۔ بچوں کے ساتھ آباد رہو شاد رہو! یہ کیوں سننی پڑتی ہے، یاد رکھ! کہ اس کی سات مبینیں ہیں۔ پہلی مبین ہے وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ مَّبِيْنٍ کہ ہم نے ہر شے کو امام مبین میں گھیر رکھا ہے۔ ادا! جب تک تو امامت والی آیت نہ سنے، جان نہیں نکلتی۔

ہے کہ شہر میں آنا ہو تو دروازہ اگر شہر سے کچھ لے جانا ہو تو دروازہ دروازے کا کام ہے کہ باہر والا اندر آجائے اور اندر کی جس باہر چلی جائے اور دیواروں کا کام ہے کہ نہ تو کوئی آئے اور نہ کچھ لے آئے۔ لہذا آپ سمجھ گئے کہ ہم شیعہ ختم نبوت کے قائل ہیں اور ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ نعرہ حیدری۔

یہ عقد اُمّ کلثوم کے متعلق رقعہ آیا ہے، مجھے ایک مولوی کہنے لگا کہ میں نے تجھ سے ایک مسئلہ ضرور پوچھنا ہے جواب دے، میں نے کہا کونسا مسئلہ؟ کہنے لگا کہ فلاں بزرگ کا نکاح حضرت علیؑ کی لڑکی اُمّ کلثوم سے ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تم سے کوئی رشتہ مانگنے آئے اور ہم اس سے پوچھ لیں کہ تیرا خاندان کیا ہے؟ تیرا باپ دادا کون ہے؟ آخر رشتہ جو دینا ہوا اس کا ہم پوچھیں اور وہ ناراض ہو جائے کہ تو نے میرا باپ کیوں پوچھا ہے تو اس سے کوئی پوچھے کہ آخر تو جو رشتہ مانگ رہا ہے، ہم نے باپ کا پوچھ لیا تو ناراض کیوں ہوتا ہے۔ بابا! عقد اُمّ کلثوم کا جواب میں دیتا ہوں اور..... باپ ڈر دکھا دے۔

باقی رہا اُمّ کلثوم کا عقد تو سن! اصول کافی، فروع کافی میرے پاس موجود ہے۔ اگر ان کتابوں میں اُمّ کلثوم کے بعد بنت علیؑ کا لفظ لکھا ہو تو میری گردن کا خون حاضر ہے۔ یا نہیں دکھاتا ہوں۔ تاریخ طبری میرے سامنے ہے لکھا ہے بنت ابوبکر کہ وہ ابوبکر کی بیٹی تھی جس کا نکاح ہوا تھا۔ تاریخ طبری جلد ۳ کتاب تیری پڑھانی میری۔ نعرہ تیری۔

سنو بھائیوں! بھائی، جوش جو آرہے ہیں میں ان کو دبانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اگر تو ناراض نہ ہو تو حقوڑا سا قرآن پڑھ دوں۔ معاف کرنا! لاکھ دفعہ رشتہ اُمّ کلثوم کا مانگ اور جتنی باتیں کر تیری معنی۔ لیکن میرا اللہ فرماتا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَنْتَ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ مجھے قسم ہے قلم اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ مَا اَنْتَ بِعِزَّةِ رَبِّكَ بِمُجْتَنُوْنَ، اد میرا محبوب! تیرا دماغ خراب نہیں، تو دیوانہ نہیں۔ وَرَاٰنَ لَكَ لَاحِزًا غَيْرَ مَمْنُوْنَ تجھے بڑا ثواب ہے بڑا اجر ہے اِنَّكَ لَعَلٰی خَلِیْقٌ عَظِیْمٌ۔ اگر تو کسی کو کہے کہ میرا گھر سے نکل جا تو تو بدخلق نہیں، تیرا

باقی تم رقعے لکھتے ہو، مسئلے پوچھتے ہو کہ مولوی جی! تسلی نہیں ہوتی۔ یہ سوال ہے کہ شہید زندہ ہیں، زندوں کا ماتم ناجائز ہے۔ ایک مولوی کہنے لگا، رسول اللہ زندہ ہیں، میں نے کہا بے شک زندہ ہیں، تو وہ کہنے لگا کبھی زندوں کی جائیدادیں تقسیم ہوتیں، میں نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا پھر بارغ ذک کا جگہز اکیوں کرتے ہو۔ اد مولوی اسماعیل! جب رسول اللہ زندہ ہیں تو زندہ کا جنازہ کیوں؟ میں نے کہا مان گیا۔ لیکن مجھے یہ بتا کہ زندہ کا جنازہ نہیں، زندہ کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا، زندہ کا کبھی تم نے خلیفہ بھی بنایا ہے۔ میں نے کہا ہم نے جنازہ کا سوال پوچھ دیا اور بارغ ذک بھی پھوڑ دیا تم خلیفہ صاحب کو تخت سے اتار دو۔

کیا کریں، ایک مولوی بس میں بیٹھا تھا کہنے لگا حضرت امام حسینؑ شہید ہیں شہیدوں کا ماتم ناجائز ہوتا ہے۔ میں نے اس کی طرف منہ کر کے کہا کہ تم فلاں بتاؤ! کہ کبھی کسی نے زندوں کو بھی دفن کیا ہے، کہنے لگا دفن جائز ہے۔ تو میں نے کہا اگر دفن جائز ہے، اس کا ترکہ تقسیم کرنا جائز ہے تو اس کا صرف ماتم ناجائز ہے۔ ماتم کے وقت تم زندہ بنالیتے ہو۔ اس واسطے میرا دست! قرآن میرے سامنے ہے، یہ حدیث موجود ہے، جنازہ انہوں نے پڑھا ہی نہیں، جنازے میں آئے ہی نہیں، دفن میں حصہ لیا ہی نہیں، حضورؐ کے جسم پر پانی ڈالا ہی نہیں قبر کھودی ہی نہیں، اس وقت آئے جب حضورؐ دفن ہو چکے، تو جب وہ محمدؐ کے پاس نہیں آئے تو ہم ان کے پاس نہیں جاتے خراہ وہ جہاں مری پلے جائیں۔ نعرے سے نہ گھبرا یا کر، نعرہ تیری مجلسوں کی رونق ہے، نعرہ تیری محفل کی شان ہے۔

باقی آپ رقعے لکھتے ہیں مسئلے پوچھتے ہیں، میں کیا کروں تم یہ سمجھ کر آتے ہو کہ چلو دکان کھلی ہے مسئلے پوچھیں۔ لیکن سادات نے مجھے مجلس سننے کیلئے بلایا ہے۔

یہ تاریخی مجلس مبلغ اعظمؒ نے ریتیاں سیدیاں سیا کوٹ کے عظیم الشان جلسہ میں اکتوبر ۱۹۹۱ء میں پڑھی تھی۔ (بخق)

اودھا کے بندے! میں جب اس کو نبی ہی نہیں مانتا تو سچا کیا اور جھوٹا کیا۔ اس معاملے میں اب میرے فیصلے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت نے جو فیصلہ کر دیا ہے۔ میں بھی وہاں گیا تھا اور وہاں جواب دے آیا ہوں۔ اب یہی ہوئی کھیر کو پکانے کا کیا فائدہ ہے۔ اب بات ختم ہو گئی ہے، مناظرے ختم ہو گئے ہیں، مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے ہیں، ہم حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہیں، ہمیں ودلوں سے کوئی سزا نہیں ہے ہم ملاؤں نے کوئی ممبر بننا ہے۔ حکومت نے یہ مسئلہ حل کر کے ہمیں خرید لیا ہے، مجھے مرزائیوں نے اسلام آباد میں پوچھا تھا کہ تمہارا اور سنیوں کا کیا فرق ہے تو میں نے کہا تھا کہ ان کا اور ہمارا اصولی اختلاف نہیں بلکہ فروعی اختلاف ہے۔ کہا فروع کیا ہے۔ میں نے کہا فروع کے معنی شاخ کے ہوتے ہیں اور شاخ وہ ہوتی ہے جو درخت سے نکلے۔ اگر کوئی کہی اور درخت کی ڈھینگری (ٹہنی) کاٹ کے دوسرے درخت پر ڈال دے وہ اس کی شاخ نہیں بچھاتی۔ شاخ وہ ہوتی ہے جو اس سے نکلے۔ اُن کا مذہب صحابہ کا ہے اور ہمارا مذہب آلِ کلب ہے۔ آلِ کلب بھی محمدؐ کی ہے اور اصحاب بھی وہ ہیں جو محمدؐ کے پاس رہتے تھے۔ ہم تو ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں تم دوسرے درخت کی ڈھینگری (ٹہنی) ہو تمہارا ہم سے کیا تعلق۔

تمہاری پرچوں میں میرا وقت ختم ہو جائے گا اور باقی مجھے کہہ دیں گے کہ مولوی صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے، تو پھر میں نہ فضائل پڑھ سکوں گا اور نہ مصائب۔ لہذا اب رقعے نہ لکھنا۔

مجھے لوگ کہتے ہیں کہ مولوی اسماعیل ذاکروں کو بھی مانتا ہے اور ملنگوں کو بھی مانتا ہے۔ ایک مولوی کہنے لگا کہ یہ ملنگ کیا کرتے ہیں۔ انہیں دلا ٹہری کی کڑاے میں نے کہا یہ مولانا کے نام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ تبلیغ تو تو کرتا ہے۔

بڑا غلط ہے، تو بڑا غلط ہے لیکن یہ تیری محفل کے قابل نہیں فستبصر و تبصرون یا بیکہ المفتون تو دیکھ لے گا اور وہ بھی دیکھ لیں کہ دیوانہ کون ہے۔ جو راستے سے بھٹک گئے ان کو اللہ خوب جانتا ہے۔ نوٹ کر لوٹ پ ریکارڈ والوٹ پ کر لو۔ قلم دوات کا قصہ صحیح ہے۔ اللہ فرماتا ہے مجھے قسم ہے اس قلم اور دوات کی، فلا تطیع المکذبین۔ ان جھوٹوں کی تابعداری نہ کر ولا تطیع کل خلاف مہین جھوٹی قسم کھانے والے کا کہنا نہ ماننا۔ مہین۔ ذلیل کا کہنا نہ ماننا۔ ہماذ مشاء بسیم۔ اس چمچ خور کا کہنا نہ ماننا۔ متار لبحیر معین آیت۔ اس نیکی سے روکنے والے کا کہنا نہ ماننا، اس گتہ گار کا کہنا نہ ماننا، سرکش کا کہنا نہ ماننا۔ عتیل بعد ذلک زینم۔ اس حرام زادے کا کہنا نہ ماننا۔

یہ قرآن ہے میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ میں نے کہا ہے کہ میں نہ پھڑو شیعوں بیچاروں کو روکنے دو، ان کو فضائل سن کے خوش ہو لینے دو۔ شیعو! اگر کوئی گڑبڑ کرے تو مجھے بلالیا کرو، سارے ذاکروں کو تکلیف نہ دیا کرو۔ اگر میرے بلانے کے مشورے کے وقت ہی سستی نہ ہو جائے تو مجھے ملاں نہ کہنا۔ تو کی منڈی میں ایک ملنگ تھا وہ گھوڑا نکالنے لگا۔ سارا گاؤں اکٹھا ہو گیا کہ ہم گھوڑا انہیں نکالنے دیں گے یہ بدعت ہے جب زیادہ شور مچا تو اتھانیدار کہنے لگا، او ملنگ! جب یہ لوگ نہیں نکالنے دیتے تو تو نہ نکال تو اس نے کہا چو گھوڑا انہیں نکالتا۔ میں ہر سال دو دن مولوی اسماعیل کو بلا کر دو مجلسیں کروالیا کروں گا۔ گھوڑا نکالنا بدعت ہے عالم کا سنتنا تو بدعت نہیں ہے۔ جب اس ملنگ نے یہ اعلان کیا کہ مولوی اسماعیل آ رہا ہے تو سارے علاقے کے ملاں اکٹھے ہو گئے، کہنے لگے او ملنگ! تو خواہ میں گھوڑے نکال لے، یہ کس بلا کو بلا رہا ہے۔ صلوٰۃ دی جیل آدے۔

یہ رقعہ آیا ہے ان کے سوال دیکھو! کہ مرزا غلام احمد سچا نبی ہے یا جھوٹا

لو سُنو! میں آپ کے سامنے عرض کروں۔ بہتر فرقوں کی بات ہے۔
 فرمایا سَتَفَرِّقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثَةِ وَسْبُعِينَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا
 وَاحِدَةً۔ میری اُمت کے بہتر فرقے ہو جائیں گے بہتر جہنم میں، ایک رہ جائیگا
 جوجنت میں جائے گا۔ اتنی بات ہے ساری، اب کیسے فیصلہ ہو۔ اللہ فرماتا ہے
 فَيُفَصِّلُ فِيهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْأَنْفَالِ الْمُشْحُونِ۔ وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِ الْمَشْحُونِ
 وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ۔ یاد کرو جب نوح علیہ السلام نے
 کشتی بنائی اور نوح کے ماننے والے کشتی میں سوار ہو گئے۔ ہم نے اس جیسی
 ایک اور کشتی بنائی ہے جس میں اگر سوار ہو جاؤ گے تو بچ جاؤ گے۔ وہ کون سی
 کشتی ہے۔ لو پھر سُنو! مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۲ سے پڑھتا ہوں، باب
 مناقب اہل بیت سے پڑھتا ہوں، تیسری سطر سے پڑھتا ہوں، آخری روایت
 سے پڑھتا ہوں، نبی کریم کے فرمان سے پڑھتا ہوں، پاکوں کی شان سے پڑھتا
 ہوں۔ نبی کریم نے فرمایا مثل اہل بیٹی فیکم مثل سفینۃ نوح من
 دیکھا جی ومن تخلف عنہا غرق۔ میری اہل بیت نوح کی کشتی کی مثال ہے
 جو سوار ہو گئے۔۔۔۔۔ جو سوار ہو گئے نجات پا گئے اور بورہ گئے۔

لہذا میں ان کا بھی قائل ہوں۔ سرکار قلندر کی بارگاہ میں ہر سال سلام کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ اس لئے کہ ملاؤں سے شریعت ملتی ہے اور قلندر سے محبت ملتی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ قلندر صاحب کا دربار بھی محکمہ اوقاف میں آگیا ہے پچھلے سال میں وہاں گیا تو مسجد میں ایک مولوی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا رہا تھا وہ مجھے جانتا تھا اس کا نام محمد اسحاق ہے۔ نمازیوں کو کہنے لگا کہ دیکھو یہ مولوی محمد اسحاق ہے، اتنا بڑا عالم ہے یہ اب بھی یہاں آتا ہے۔ میں نزدیک گیا تو سلام دعا ہوئی میں نے کہا مولوی صاحب! آپ آجکل یہاں ہیں۔ بڑے زور سے کہنے لگا ہمارے قبضے ہیں قلندر کی قبر پر بھی ہمارا قبضہ ہے۔ میں نے کہا میں قبضے کی بات نہیں کرتا، قبضہ تو تمہارا مدینے تک ہے۔ کہنے لگا پھر بات کیا ہے۔ میں نے کہا قبضے کی بات نہیں ہے قلندر صاحب کو اپنے مذہب کا ثابت کروا کہنے لگا تو ثابت کروا میں نے کہا دیکھ کیا لکھا ہوا ہے۔

سرگودھے تمام رندائیں
بادی سالکان عرفان

کہ میں تمام زندوں کا بادشاہ ہوں اور تمام غاروں کا رہنما ہوں۔ فرمایا
مجھے یہ درجہ کیوں مل گیا۔ ع کرم گ کو تے شیرین دامن نعرہ چیدری

اُگے وہ پار۔ نماز روزوں کو میں رد نہیں کرتا ہوں، آجکل ہمارے دو چار بندے ایسے ہیں جن کو نہ مرزائیوں کی رد آتی ہے، نہ عیسائیوں کی رد آتی ہے، نہ اپنے مجاہدوں کی رد آتی ہے، نہ آل محمد کا حق ثابت کرتے ہیں اور نہ کسی مسئلے کا جواب دے سکتے ہیں صرف نمازوں اور واڑھیوں پر زور ہے، یہ ان کا جہاد ہے مجھے حافظ سیف اللہ کہنے لگا کہ عمل کا دغظ کیا کرو۔ میں نے کہا میں تابع دار ہوں مگر یہ بتاؤ! کہ میں اور آپ جب دیر بند سے چلے تھے تو نمازوں کی کمی کی وجہ سے چلے تھے۔ کوئی واڑھیوں کی قلت تھی؟ کہا نہیں، میں نے کہا پھر وہاں سے آئے کیوں تھے۔ کہنے لگا کہ وہ اہل بیت کو نہیں مانتے تھے، تو میں نے کہا کہ جس بیماری کی وجہ سے آئے تھے پہلے وہ تو نکال لیں صلوٰۃ دی پھل آئے میں عرض کر لیں۔

سُنئے شیعہ! بہت بُرا مجمع ہے، وہایت کی جڑوں کو ختم کر دے، حسین کی صف ماتم بچھا اور حسین کی مدد کر، کر بلا میں حسین تیرے لئے سارا گھر دے گیا ہے اس لئے مجلس کر حسین کی، عزادری کر حسین کی، ماتم کر حسین کا، یہ جو تیرے مذہب کی ترقی ہو رہی ہے یہ مبلغین کے صدقے ہے اور ذاکرین کے صدقے ہے درنہ پیش نماز تو مصدقہ سے باہر نہیں آتے ہیں، ان کے دم سے ترقی کیسے ہو سکتی ہے۔

بس یہ آل محمد کی کشتی ہے، وقت بہت کم ہے بات ختم کروں، اے قرآن میرے سامنے ہے حضرت نوحؑ نے سارے نو سو سال تبلیغ کی، جب سارے نو سو سال ہو گئے نوحؑ تنہا گیا۔ کہا رَبِّ لَا تَذَرْنِي اَلَا فَرِيْقًا كَاٰفِرِيْنَ كَذٰبًا ۝ يَا اَللّٰهُ! میں اب تنہا گیا ہوں، اب دُنیا غرق کر دے، تباہ کر دے برباد کر دے۔ لَا تَزِدْ اِلَّا ظٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبٰرَكَ الَّذِيْ لَا يَكْفُرُ بِالْعٰلَمِيْنَ ۝ اُوْا زَقَدْرَتْ اَتٰى نُّوحٌ اَتِيْرِيْ دُعَايٰنِیْ نَسُوْنٰی ۝ وَاصْنَعِ الْفُلَکَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحِّیْنَا۔ اب تو کشتی بنائے اور میری آنکھوں کے سامنے بنا، وَوَحِّیْنَا

رہ گئے۔ نعرۂ حیدری

لو اب بہتروں کا فیصلہ ہو گیا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا میرے بعد گمراہی کا طوفان آئے گا، قیامت کو بھی عذاب کے بڑے طوفان آئیں گے۔ میری اہل بیتؑ نوحؑ کی کشتی ہے جو سوار ہو گئے نجات پا جائیں گے۔ اب پتہ کر کون سوار ہو گئے۔ بس عزیز! زیادہ کیا کہوں، بس جو چڑھ گئے وہ پار ہیں، جو ————— بھی چڑھ گئے، خواہ شیعہ چڑھ گئے، سنی چڑھ گئے، وہابی چڑھ گئے، جہنم کیا کرو کشتی آل محمد تیار ہے سوار ہو جاؤ۔

کئی دفعہ کشتی پر چڑھتے ہوئے کئی چیزیں دیکھی ہیں۔ یہ جو بکے پھترے حلال مال ہوتے ہیں یہ تو اُچھل اُچھل کشتی میں چڑھ جاتے ہیں۔ لیکن کئی جانور نامراد ایسے ہوتے ہیں دو آدمی اس کے کانوں سے پکڑیں چار آدمی پیچھے سے دھکے دیں پھر بھی کشتی کے بجائے کیچڑ میں گر پڑتے ہیں۔ پہنچ گئے ہو یا نہیں (سب مجمع نے کہا پہنچ گئے ہیں فکر نہ کریں)۔

کیوں میرے دوست! یہ حدیث ہے یا نہیں؟ جو آیت پڑھی ہے وہ بھی ہے یا نہیں؟ تو پھر آل محمد کی کشتی پر جو چڑھ گیا وہ پار ہے غلطی نہ کر ادب! میں ان مولویوں کو نہیں مانتا۔ میں تو اتنی بات جانتا ہوں کہ جو کشتی پر چڑھ گیا وہ پار ہے۔ جو بھی ————— چڑھ گیا۔ اگر حقیقی رہا ہو تب بھی پار ہے، باتیں کرتا رہے تب بھی پار ہے، رسی باٹتا رہے تب بھی پار ہے، سوتا رہے تب بھی پار ہے، جاگتا رہے تب بھی پار ہے، بیٹھا رہے تب بھی پار ہے، لیٹا رہے تب بھی پار ہے اور جو کشتی پر نہ چڑھے خواہ وہ نفل پڑھتا رہے پار نہیں ہو سکتا نعرۂ حیدری۔

ہمارا مذہب آل محمدؐ کا مذہب ہے۔ جو بندے آل محمدؐ کے مذہب میں

اور میری وحی کے ساتھ بنا، جس کی وحی آئے وہ کیل لگانا، جس کی وحی نہ آئے وہ کیل نہ لگانا، جس کی وحی نہ آئے وہ لکڑی اور تختہ نہ لگانا، کیوں میرے عزیز! جب نوح کی کشتی کو بغیر وحی کے کیل نہیں لگتا تو اہل بیت نوح کی مثال ہے۔ جب نوح کی کشتی کو بغیر وحی کے تختہ نہیں لگتا تو تیری امامت اور خلافت کو اجماع کے تختے کیسے لگ سکتے ہیں اور شوریٰ کے کیل کیسے لگ سکتے ہیں۔ سید بیٹھے ہو، مومن بیٹھے ہو، داد کا طالب ہوں، آواز آئی کشتی بنا لیکن جنگل سے درخت کاٹ کر کشتی نہ بنانا، اگر جنگل کی لکڑی سے کشتی بنے گی تو یہ ٹوٹ جلتے گی، تباہ ہو جاتے گی، پار نہیں ہوگی، کیونکہ بہت بڑا طوفان ہے، پہاڑوں سے اوپر پانی ہوگا، درخت پہاڑ سب ڈوب جائیں گے، جنگل کے درخت سے نہ بنانا۔ تو تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ درخت اپنے گھر میں لگانا، بیس سال پرورش کی، ساگوان کا درخت ہے، اس کو کاٹا تب جا کے کشتی بنی، اودھ کے بندے! جب نوح کی کشتی کو جنگل کے درخت نہیں لگتے تو محمد کی کشتی کو کافروں کے گھروں میں پیدا ہوئے امام کس طرح لگ سکتے ہیں۔

میں صدقے جاؤں، حضرت نوح نے درخت اپنے گھر لگایا، بیس سال پرورش کی، اد جب نوح کی کشتی کا یہ حال ہے تو جب محمد کی کشتی بننے لگی تو آواز آئی، کافروں کے گھروں میں پیدا نہ ہوا ہو، کعبے میں پیدا میں کر دگا، پرورش تیری گود میں ہوگی۔ نعرہ حیدری۔

میں سادات کا خادم ہوں، سہنو! حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تیس سال چھوٹے ہیں، جب حضرت علی پنگھوڑے میں ہوئے اور حضرت علی کی ماں کوئی کام کر رہی ہوتی تھیں، رونے کی آواز آئی اور محمد رسول اللہ موجود ہوتے تو فاطمہ بنت اسد کہتیں بیٹا محمد! ذرا اس کے پنگھوڑے کی ڈوری تو ہلانا تاکہ

علی چپ کر جاتے۔ معاف کرنا علامہ علی نے لکھا ہے کہ جس وقت محمد علیؑ کے پنگھوڑے کی ڈوری ہلاتے، سادات سے داد کا طالب ہوں، ڈوری بھی ہلاتے تھے اور لوری بھی پڑھتے تھے۔ وہ لوری پڑھوں جو رسول پڑھتے تھے ڈوری بھی کھینچتے تھے اور لوری بھی پڑھتے تھے کہ اَنْتَ اَخِي وَوَصِي وَوَارِثِي وَخَلِيفَتِي۔ میرا بھائی تو ہے، میرا ولی تو ہے، میرا وارث تو ہے، میرا خلیفہ تو ہے۔

خلافت کا فیصلہ تو پچپن میں ڈوری کے وقت ہی ہو گیا تھا۔

یہ رقعہ آیا ہے کہ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہوتی ہیں جو ماں کو نہ مانے وہ حلال کا نہیں ہوتا۔ برخوردار! لوگ ماں مائیں یا نہ مائیں ہماری ماں ہے۔ وجہ؟ اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ اصل ماں تو وہ ہے جس نے تجھے جنابہ مگر محمد کی بیویاں ایسی حرام ہیں محمد کے بعد، جیسے ماں ہوتی ہے۔ محمد کی بیوی سے نکاح نہیں ہو سکتا خواہ وہ گھر میں رہے یا جنگل میں چلی جاتے نکاح نہیں ہو سکتا۔

جو رسول کی بیوی سے نکاح کا ارادہ بھی کرے تو ہم اس پر لعنت کرتے ہیں ہم ماں مانتے ہیں، ہم کب نہیں مانتے، میری ماں میں اس کو مانتا ہوں لیکن وہ اگر شیعہ نہیں ہوتی تو میں کیا کروں، میں اپنے والد کو مانتا ہوں، میرا والد مولوی آدمی تھا تقریباً سو سال کا ہو کر فوت ہوا ہے، میں نے ساری دنیا پر مذہب شیعہ پھیلا دیا ہے لیکن میرا والد مجھ سے شیعہ نہ ہو سکا، اس کے ہاتھ میں نہ کھلا اسکا ایک دن ایک مولوی نے مجھے طعنہ دیا کہ او مولوی اسماعیل! میں نے کہا کہ جی! کہہ تیرا باپ تجھ سے نہ ماں سکا، تیرا باپ شیعہ نہ بنا، میں نے کہا باپ کی بات نہیں، باپ تو حضرت عمر کا بھی نہیں مانا تھا۔ صلوٰۃ دی پھل آوے میں عرض کران

کیوں میرے عزیز بتا! آئی محمد نوح کی کشتی کی مثال میں یا نہیں؟ تو پھر

میری بیوی دُوب گئی ہے میں اس کو دھونڈتا پھرتا ہوں، اُنہوں نے کہا کہ جدھر پانی جارہا ہے جنوب کی طرف اُدھر جا، یہ شمال کی طرف کیوں جارہا ہے، تو اس نے کہا کہ اپنی زندگی میں وہ سیدھے راستے کبھی نہیں چلی تھی۔

او تو گھربلیٹھ کر قیاس کر رہا ہے۔ میں سورۃ تحریم کہاں سے جاؤں کشتی نوح کہاں لے جاؤں اور جو بیوی نہیں چڑھی اس کو میں کیا کروں، جو اصحاب نہیں چڑھے ان کو میں کیا کروں۔ جو چڑھ گئے چشم ماروں دل ماشاء، مجھے ایک مولوی کہنے لگا تو خوش ہو رہا ہے، میں نے کہا کیا بات ہے، کہنے لگا جس کشتی کی تو بات کر رہا ہے اس پر تو خنزیریوں کا ایک جوتا بھی چڑھ گیا تھا۔ نوح کی کشتی میں تو خنزیر بھی چڑھ گئے تھے، میں نے کہا میں مکرنا نہیں چڑھ گئے تھے، لیکن مجھے یہ بتا، کہ جو نوح کی کشتی میں خنزیر چڑھ گئے تھے وہ دُوب گئے تھے یا پار لگ گئے تھے، کہنے لگا پار لگ گئے تھے، میں نے کہا تو پھر تجھے نہ پتہ چلا کہ اگر خنزیر بھی چڑھ گیا تو وہ پار ہو گیا اور جو اصحاب بھی نہیں چڑھے وہ بھی پار نہیں ہو سکتے۔

سید بیٹھے ہوئے تہا را خادم ہوں، لیکن آپ بھی سارے آل محمد کی کشتی میں رہا کرو باہر نہ جایا کرو، معاف کرنا! اگر ربوہ جائیں تو چار پانچ دہاں بھی ہوتے ہیں کہ میں سید ہوتا ہوں، ادھر وہ بیویں کی طرف جائیں تو کہنا ہے جس میں شاہ صاحب ہوں او بیوقوف! تیرے گھر میں جو نذر کے بارہ چاند چڑھے ہوئے ہیں، اگر تجھے اپنے گھر میں بارہ چاند نظر نہیں آتے تو یہ جولاہوں کے گھر سے تجھے امام کیسے نظر آتے ہیں۔

ناواضح نہ ہونا سید بیٹھے ہوئے میں خادم ہوں، نوکر ہوں، مجھے سارے نظر آتے ہیں کہ ہم سید ہیں، سارے نظر آتے ہیں یہ حامد شاہ اور محمود شاہ بھی، یہ آوہار شریف بھی نظر آ رہا ہے، سب کچھ نظر آ رہا ہے۔

میں میرے عزیز! جب کشتی چلنے لگی تو حضرت نوح کا ایک بیٹا تھا وہ کشتی پر سوار نہ ہوا

نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان آیا، پہاڑ دُوب گئے، دنیا غرقاب ہو گئی آسمان تک پانی چلا گیا مجھے قرآن سے بتاؤ! کہ کوئی ایسا بندہ بچا ہو جو کشتی کے اندر نہ ہو اُس کا نام بتاؤ! تو اگر نوح کے زمانے میں کوئی کشتی نوح کے بغیر نہ بچ سکا خواہ اصحاب تھے یا احباب، تو جب تک آل محمد کی کشتی میں موار نہ ہوں تو نہ اصحاب

نعرۂ حیدری

ابھی نہیں جس بات کے لئے میں نے محنت کی ہے وہ آگے ہے۔ نوح علیہ السلام کی کشتی جب چلنے لگی آواز آئی اپنے سب ماننے والوں کو چڑھ لے، چڑھ گئے، اپنی اہل بیت بھی چڑھ لے، چڑھ گئی، مگر اپنی بیوی کو نہ چڑھانا کیونکہ نہ اس نے چڑھنا اور نہ ہی اس نے بچنا ہے۔ قرآن تمہارے سامنے ہے بتاؤ! نوح علیہ السلام کی بیوی چڑھ گئی؟ نہیں نا، تو پھر دُوب گئی یا نہیں؟ تو کہاں ہے دیکھ رُقعے لکھتا پھرتا ہے۔ قرآن تیرے سامنے ہے اللہ فرماتا ہے آل محمد نوح کی کشتی کی مثال ہے فَمَا يَأْمُرُكَ اللَّهُ مَثَلًا لِّذِينَ كَفَرُوا وَأَصْرَاتُ نُوْحٍ وَأَصْرَاتُ نُوحٍ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ فَخَنَّا نَسْهَمًا فَنَمَّ لِيَعْنِيَا عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ نَسِيًّا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الْكَاذِبِينَ نوح اور نوط کی بیویوں نے خیانت کی اور ان دونوں کو کہا گیا کہ تم دونوں جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ فرماتا ہے آل محمد کشتی نوح کی مثال ہے اور نوح کی بیوی کی مثال محمد کی

نعرۂ حیدری

او پہنچ گئے ہو! نوح کی زوجہ کی مثال بیان ہوئی ہے، او ایک بیوی نوح کی دُوب گئی۔ خود ہی پہنچ جا مجھ سے نہ کہلو، ساری سورۃ تحریم اتھی پڑی ہے ایک آدمی کی بیوی دریا میں دُوب گئی تو وہ اس کی لاش دھونڈتا پھرتا ہے، اور سیدھے پانی آ رہا تھا اُسی طرف چلا جا رہا تھا، کسی نے پوچھا کہ ہر، اس نے کہا

کہا یٰبَنۡیَ اٰرَکَبْ مَعَنَا۔ بیٹا! کشتی میں آجا، اس نے کہا سَاوِجۡی اِلٰی جَبَلٍ یَّعۡصِمُنِیْ مِنَ السَّاءِ۔ کہا مجھے کشتی کی ضرورت نہیں میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، آواز آئی لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ اِلَّا اَنْتَ اِنۡتَ اِلٰہُ الْیَوْمِ۔ آج پہاڑوں نے نہیں بچانا، وہ پہاڑ پر چڑھ گیا، جب پانی پہاڑوں سے اُونچا ہو گیا، حضرت نوحؑ نے بیٹے کو ڈبے دیکھا تو کہا رَبِّ اِنۡتَ اَبۡنِیْ مِنْ اٰہِلِیْ، یَا اَلَدَّ! یہ میرا بیٹا ہے وَ اِنۡتَ وَ عَدَدُ الْاَنۡفِ تِیۡرَ اَعۡدَہٗ سِجَابَہٗ، تیرا وعدہ ہے کہ تیرے اہل بیت کو بچاؤں گا، اب بچاتا کیوں نہیں آوازِ قدرت آئی اس کو کشتی میں بلا اگر آتا ہے تو، کہا یہ نہیں آتا، فرمایا اگر نہیں آتا تو رَاٰنَہُ لَیْسَ مِنْ اٰہِلِکَ۔ یہ تیری اہل ہی نہیں ہے، اہل وہ ہے جس نے تیری بات مان لی اور کشتی میں چڑھ گیا، جو کشتی میں ہی نہیں وہ اہل ہی نہیں، تو پھر خدا کے بندے! خواہ بخاری ہو، بھاکری ہو، شیرازی ہو، کانپلی ہو، جب تک اہلِ محمدؐ کی کشتی میں سوار نہ ہو جنت میں جا ہی نہیں سکتا۔

ذرا غور فرماؤ! نَادَا نَا نُوْحٌ فَخَرَجَ الْمَجۡدِبُوۡنَ۔ یعنی ہم کو نوحؑ نے پکارا ہم نے قبول کر لیا، کشتی حاضر ہو گئی، کہا چڑھ جاؤ، پار ہو جاؤ، کیوں میرے دوست! نوحؑ کشتی کے بغیر نکلا گیا، اس کے اصحاب بچ گئے، اور خدا کے بندے! جب کشتی کے بغیر نوحؑ کی اُمت نہیں بچتی تو اہلِ محمدؐ کے بغیر محمدؐ کی اُمت کیسے بچ سکتی ہے۔

یہ ایک ٹوکا ہے پڑھا لکھا ہے بار بار رُتھے لکھ رہا ہے کہ یا علیؑ مدد کہاں لکھا ہوتا ہے، کسی امام نے فرمایا ہو۔ برخور دار! یہ بجا رالو توار میرے ہاتھ میں ہے، ساتویں جلد ہے صفحہ ۴۷، اس میں لکھا ہے کہ حضرت عسلی علیہ السلام کا ایک صحابی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے علیؑ کے زمانے میں بخار ہو گیا، جبکہ کان آگیا، میں نے منت مانی کہ اگر میرا بخار اتر جلتے تو میں مولا علیؑ کے پیچھے نماز پڑھوں

وہ کہتا ہے میرا بخار اتر گیا۔ میں نے مولا علیؑ کے میں نماز پڑھی، جب نماز پڑھ چکا تو علیؑ دارالامارۃ میں داخل ہوئے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔ مجلس میں ان کے سامنے بیٹھا تھا تو وہ مجھے دیکھ کر فرط نے لگے، اور ملیے! تو نے آج منت مانی تھی نا کہ اگر میرا بخار اتر جلتے تو علیؑ کے پیچھے نماز پڑھوں گا کہا مولا! میں نے تو آپ کو بتایا ہی نہیں آپ کو کیسے پتہ چل گیا۔ جہاں جہاں بیٹھے ہو ذرا غور سے سننا۔ فرمایا اور ملیے! میری بات سن لے مَا مِنْ صُوۡرٍ وَّلَا مَوۡمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ۔ کوئی مومن مرد نہیں اور کوئی عورت مومنہ نہیں، جب بیمار ہوتا ہے تو اس کی بیماری میں ہم بیمار ہو جاتے ہیں، جب کوئی غمناک ہوتا ہے تو اس کے غم میں ہم غمناک ہو جاتے ہیں، جب دعا مانگتا ہے تو ہم آمین کہتے ہیں اور اگر نہیں مانگتا تو ہم خود مانگ دیتے ہیں، کہنے لگا مولا! یہ تو ان کی بات ہے جو کوئی فیض میں رہتے ہیں، لیکن جو آپ کے محب باہر رہتے ہیں دور رہتے ہیں، تو حضرت نے فرمایا مَنْ کَانَ فِیْ اطۡرَافِ الْاَرۡضِ۔ کہ زمین پر جہاں جہاں جو بھی رہتا ہے خواہ وہ شہر میں رہتا ہے خواہ جنگل میں رہتا ہے غالب ہے یا حاضر ہے، کوئی ایسا مومن نہیں خواہ مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں، جہاں بھی ہو علیؑ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ نعرۂ حیدری خوش ملیے ہو، ناراض تو نہیں ہو، میری تمہیں یہی ہدایت ہے کہ شیعہ ہی رہو دینی نہ بننا، میں تم میں اس لئے آیا تھا کہ شیعہ یا علیؑ مدد کہتے ہیں اب تم خود منکرے جارہے ہو۔

سُوۡرَۃٓ قُرٰنِ پڑھ رہا ہوں، سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْاَعَاۡلِیۡنَ۔ میرا سلام ہو نوحؑ پر عالین میں۔ اِنۡطُۡ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیۡنَ۔ نوحؑ میرے مومن بندوں سے ہے۔ تو خبر فرما! ثُمَّ اَعۡزَوۡنَا الْاٰخِرِیۡنَ۔ ہم نے ساری دنیا کو غرق دیا، کوئی بندہ نہ رہا نہ مشرق میں نہ مغرب میں، ساری دنیا

غرق ہو گئی، سارا جہان غریب و یتیم۔ وَ اِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَ اِبْرٰهِيْمَ۔
تحقیق ابراہیم اس کے شیعوں میں سے تھا۔ نعرہ جہدِری

اس آیت نے ہمارے بھائیوں کو بہت تنگ کیا ہے، نہ مان سکتے ہیں نہ
چھوڑ سکتے ہیں، اگر مانتے ہیں تو شیعہ کا لفظ نظر آتا ہے اور اگر چھوڑتے ہیں
تو قرآن ہے۔ تو پھر یہ ہے کیا کہتے ہیں کہ قرآن میں شیعہ تو ہے لیکن اس کے معنی
یہ نہیں ہیں، کیا معنی ہے کہ ابراہیم خود شیعہ نہیں ہے لیکن شیعوں میں سے ہے
کیوں مومن! آج تک کوئی ایسا دیکھا ہے جو بندہ نہ ہو لیکن بندوں میں سے ہو
یا یہ سید نہیں مگر سیدوں میں سے ہے۔ ایک نعت خوان ہے گامن شاہ، وہ نعتیں وغیرہ
پڑھتا رہتا ہے ہمارے ذاکروں کا مقابلہ کرتا رہتا ہے، اس نے لکھا ہے کہ
ابراہیم خلیل اللہ کا کئی کئی آہن شیعہ ہا۔ شیعہ ناہ پر کئی دیہاتے

گھر شیعہاں دے رہا ہا۔ میں بھکر کے اسٹیشن پر ویٹنگ روم میں بیٹھا تھا،
گاڑی کے انتظار میں، وہ بھی اسٹیشن پر آگیا، مجھے لڑکوں نے بتایا کہ مولوی گل شاہ
پھر رہا ہے، میں نے کہا اس کو اندر لے آؤ، انہوں نے اس کو جا کر کہا کہ اندر
آپ کو ایک آدمی بلارہا ہے، اس نے سمجھا شاید کوئی دعوت دینے والا ہے،
جب وہ دروازے پر آیا تو مجھے دیکھ کر مجھے مڑنا چاہا، تو میں نے کہا مولوی صاحب
اب آجاؤ کوئی خرچ نہیں، خبر وہ آگیا، سلام علیکم وعلیکم السلام ہوئی، میں نے کہا
وہ قصیدہ تو دکھا جو تو نے لکھا ہے، اس نے کہا نہیں وہ تو ایسے ہی میں نے
لکھ دیا ہے، میں نے کہا دکھا تو میں، کہنے لگا نہیں تجھے نہیں دکھاؤں گا
تیرے لئے میں نے لکھا ہی نہیں، میں نے کہا چلو تو نہ دکھاؤں تجھے میں دکھاتا ہوں
یہ مشکوٰۃ ہے یہ من کنت مولیٰ ہے، کہا ٹھیک ہے کیوں تنگ کرتے ہو درست ہے
میں نے کہا یہ راقی تاریک فیہم الثقلین، کہا ٹھیک ہے، بارہ امام

کہا ٹھیک ہے شیعہ جتنی ہیں، کہا ٹھیک ہے، میں نے کہا او گامن شاہ واجب
سب کچھ ٹھیک ہے تو ہمارے شیعوں کے خلاف دَعْظ کیوں کرتا رہتا ہے،
تو پیٹ پر ہاتھ مار کر کہتا ہے مولوی اسماعیل! تنگ نہ کیا کر سب کچھ ٹھیک ہے،
سب کچھ۔۔۔ یہ سارا پیٹ کا مرنا ہے ورنہ سب کچھ ٹھیک ہے۔

بس دقت بہت ہو چکا ہے دو فقرے مصائب کے کہہ کر ختم کروں، تاکہ
ذاکروں کو بھی وقت دوں۔ بڑے بڑے علماء نے صاف لکھا ہے کہ نوح کی تبلیغ
عراق میں ہوئی اور وہ کشتی و جہ میں تھی اور وہ کشتی عاشور کے دن ٹھہری تھی، میر
دوست! نوح کا سفینہ تو پانی میں تیر رہا تھا مگر آل محمد کی کشتی دسویں کے دن
خون میں تیر رہی تھی۔

جب غرق بحرِ نوح ہوئی کشتی نجات کی
دو بی اہو میں شکل شاہ خوش صفات کی

حسین دسویں محرم کو خاکِ دغون میں غلطاں ہیں، اُمت نے حسین کو
شہید کر دیا، جب حسین شہید ہوئے شام ہو گئی، جس کو شام مغرباں کہتے ہیں
تو فوج یزید نے اعلان کیا کہ:-

لو تو تیرکاتِ علی وبتول کو

قیدی بنا کے لے چلو آل رسول کو

شمر نے حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو، جب خیموں کو آگ لگی تو
ایک خیمہ جل جاتا تھا، بیبیاں دوسرے خیمے میں آجاتی تھیں، جب سارے
خیمے جل گئے صرف ایک خیمہ باقی رہ گیا تو زینب نے سید سجاد کو اٹھایا کہا
بیٹا! اُٹھو خیموں کو آگ لگ گئی ہے، اب تو امام ہے، مجھے یہ بتا کہ
خیمے میں جل جاؤں یا خیمے سے باہر نکل جاؤں، سید سجاد فرماتے ہیں چھوٹی اماں!

مَجْلِسِ سَوْم

نبوت



اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ

قَبْلِهِ كِتَابٌ مُّوسَىٰ اِمَامًا وَرَحْمَةً - پڑھا سورہ ہود آیت ۱۱

حضرات! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔

قرآن مجید کے بارہویں پارے سورۃ ہود کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے

مسئلہ نبوت بیان فرمایا ہے کہ نبی کون ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے نبی! دنیا کو تبلیغ کر۔ اللہ نے رسول کو

تبلیغ کرنے کا طریقہ بتا دیا ہے۔ فرمایا کہ اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ

وَالْحَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِ لَهُمْ يٰلَتْنِيْ هٰی اَحْسَنُ - اے

میرے حبیب! تو لوگوں کو حکمت و دانائی اور موغظہ حسنہ کے ساتھ اپنے

رب کی طرف دعوت دے۔ اور اگر تو لوگوں کے ساتھ مجادلہ کرے تو وہ بھی

اچھا ہو۔

پھر خدا فرماتا ہے :- لَا اَكْرَاهُ فِي الدِّيْنِ كَرِهَ مِثْرَ مِثْرٍ مِّنْهُ مِثْرَ مِثْرٍ مِّنْهُ

خودکشی حرام ہے جیسے سے باہر چلی جائے۔

حمید بن مسلم راوی ہے، وہ کہتا ہے کہ جب خیموں کو آگ لگی تو میں نے

ایک چھوٹی سی بچی دیکھی جس کے دامن کو آگ لگی ہوئی ہے، وہ دُور چلی جا رہی ہے

میں نے سوچا یہ بچی جل کے مر جائے گی اس کی آگ بجھا دوں۔ راوی کہتا ہے

جب میں اس بچی کے پیچھے دوڑا تو وہ مجھے دیکھ کر زیادہ تیز دوڑنے لگی،

جب وہ تھک گئی تو زمین پر بیٹھ گئی، میں نزدیک گیا، آگ بجھانے کا ارادہ کیا

تو بچی دونوں ہاتھ جوڑ کر کہتی ہے، مجھے ہاتھ نہ لگانا میں خین کی مٹی ہوں

میرا بابا مارا گیا۔

اللعنة الله على الظالمين

اسے کوئی قبول کرے یا نہ کرے میں زبردستی نہیں کرتا۔ کیونکہ میں ہی توحید بھی زبردستی نہیں منوانا چاہتا بلکہ میری توحید کو نشانیوں و کچھ کے مان۔

ارشاد ہوا: اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِصْرًا وَاجْبَالًا اَوْدَاجًا وَخَلَقْنَاكُمْ اَزْوَاجًا وَجَعَلْنَا نَوْمًا وَجَعَلْنَا اَكْبِلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا اَلْمَتَاعَ مَعَانِیًا وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا وَانْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَنَبَاتًا وَجَنَّتِ الْاَنْفَاقُ فَاطَ - فرمایا اگر میری توحید کو دیکھنا ہے تو تیرے پاؤں کے نیچے زمین کا فرش کس نے بچھا دیا، میں نے۔ پہاڑوں کی میخیں کس نے گاڑ دیں، میں نے۔ تمہارا میاں بیوی کا جوڑ کس نے بنا دیا، میں نے دن کو روشن کس نے کر دیا، میں نے۔ تمام دن تم کام کر کے تھک گئے تھے۔ تمہاری تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے رات کا اندھیرا کس نے بنا دیا، میں نے۔ پختی ہوئی بدلیوں سے پانی کس نے برسا دیا، میں نے۔ اگر یہ تمام کام میں نے کئے ہیں تو مجھے خدا مان بھوٹے خدا کو ماننے کا مطلب کیا ہے۔

پھر فرمایا اگر اب بھی ان کو کوئی شک ہے تو میرے محبوب! ان کو کہہ دے کہ قُلْ اَسْئَلُكُمْ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَسْئَلُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنْ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَنْتَاسَۃٌ مِنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ - فرمایا ان کو کہہ دے کہ وہ کونسا زمین کا ٹکڑا ہے جو تمہارے خداؤں نے بنایا ہے۔ آسمان کا کونسا حصہ ہے جو تمہارے خداؤں نے پیدا کیا ہے۔ اگر زمین میں ان کا کوئی تعلق نہیں اور آسمان میں ان کا کوئی حصہ نہیں تو ان بھوٹے اور بے ثبوت خداؤں کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔

فرمایا جب میں خدا ہوں کے اپنی توحید بغیر ثبوت کے نہیں منوانا چاہتا تو یاد رکھ لو! اپنے نبی کی نبوت بھی حقیقت میں نہیں منوانا چاہتا وہ بھی ثبوت دیکھ کے مانو۔ اگر کسی کو قرآن میں اور میرے نبی کی نبوت میں شک ہے تو قُلْ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ دَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاتَّبِعُوْا سَآۃَ مَنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شَہِدَآءَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ - میرا حبیب! ان کو کہہ دے کہ میں نے تمہارے سامنے ایک سوچو رہ سورہ سورہوں کا قرآن پیش کیا ہے۔ اگر تم کہتے ہو کہ میں کہیں سے لایا نہیں بلکہ میں نے بنایا ہے تو بات ہی ختم ہو جاتی ہے کہ تم اس جیسی ایک سورت بنا کر آؤ تو میں مان جاؤں گا۔ اگر نہیں نبی توحید کا کیا فائدہ پھر مان جاؤ کہ میرا محبوب سورہیں بنا کر نہیں بلکہ نبی بنائی کہیں سے لاتا ہے۔

جب رسول خدا نے یہ اعلان فرمایا تو اس مجمع میں ابو جہل کا بیٹا بھی کھڑا ہوا۔ دوڑ کر اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا بابا جان! آج محمد نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ اگر تم کو اس قرآن میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورہ بنا کر آؤ میں مان جاؤں گا۔ جلدی جلدی ایک آدھ سورہ بناؤ تاکہ جگہ ختم ہو جائے تو ابو جہل نے کہا، میں نے تمہیں کئی مرتبہ روکا ہے کہ محمد کے وعظ میں نہ جایا کرو کیونکہ نہ ہی ہم سے سورتیں بنتی ہیں اور نہ ہی ہم نے ماننا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے یہ قرآن دنیا کے سامنے ایسا ضابطہ بنایا پیش کیا ہے جس کے سامنے بڑے بڑے قانون دان عاجز آجائیں، جن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ عاجز آجائیں۔ جس کے فلسفے کے سامنے بڑے بڑے فلسفی منہ موڑ جائیں۔ دنیا والا آپ نے خدا کو بھی مجھے دیکھ کر مانا ہے، نبی کو بھی شوق القبر کا معجزہ دیکھ کر مانا ہے تو امام کو بھی مفت میں نہ مان۔ تو یاد رکھ! خدا وہ ہے جو تم کو پیدا کرے۔ نبی

اب بتاؤ! اگر آخری امام آئے اور دعویٰ کرے تو گواہی کون دے گا
اگر آخری دعویٰ کرے اور گواہ نہ ہو تو قانونِ قدرت ٹوٹتا ہے۔ خدائے فرمایا کہ
نبوت ختم ہے محمد کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اگر امام پیدا کروں تو بارہ سے تعداد
بڑھتی ہے۔ فرمایا ایسے کیوں نہ کو دیں کہ ایک امام کو زندہ رکھیں اور ایک نبی کو
زندہ رکھیں۔ جب بارہواں آکر دعویٰ کرے تو آسمان سے اتار دینی کو۔ وہ آکر
گواہی دے تاکہ لوگوں کو یتیم نہ بن جائے کہ محمد کی امت کے امام وہ ہوتے ہیں جن

حضرات! آج تک جتنے نبی دنیائیں آئے ہیں وہ ایک معجزہ اپنے ساتھ لائے اور دوسرا گواہ لائے۔ حضرت موسیٰ کو عصا معجزہ دیا اور ہارون گواہ دیا، حضرت عیسیٰ کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ دیا اور یحییٰ گواہ دیا۔

نازیں لے کر آرہے تھے تو راستے میں حضرت موسیٰ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت موسیٰ نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے۔ فرمایا پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ تو موسیٰ نے کہا اگر میری بات مانیں تو یہ نمازیں واپس کر آئیں کسی نے کوئی نمازیں پڑھنی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے حضرت موسیٰ نے ہماری نبض دیکھی ہوئی تھی کہ یہ نماز کے چور ہیں۔ رسول خدا والہیں تشریف لے گئے۔ آخر کئی چکر لگاتے تو پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ بھی واپس کر دیں، تو پھر حضور نے فرمایا کہ نہیں اب مجھے واپس جلتے ہوئے شرم آتی ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ! سات سو مرتبہ تو نماز کا حکم پہلے قرآن میں آچکا تھا وہاں حضور کو صرف نمازوں کے لئے بلا یا تھا۔

نہیں میرے بزرگ! معلوم ہوتا ہے کوئی خاص بات تھی جس کے لئے عرش پر بلا یا جا رہا ہے۔

اگر صدر پاکستان گورنر صاحب کو کہیں کہ آج ایک راز کی بات کرنی ہے میرے پاس اسلام آباد آ جاؤ۔ حالانکہ پہلے وارنلین پر بھی ہوا کرتی تھیں، میل فون پر بھی بات ہو جایا کرتی تھی لیکن آج خاص بات کرنی ہے تو ہم سمجھ نہ جائیں گے کہ کوئی ضرورت اور راز کی بات ہوگی جو ان کو علیحدہ بلا کر مسئلہ لایا جا رہی ہے۔ تو رسول کو جو اللہ نے اپنے پاس بلا یا تھا کوئی ضروری بات ہوگی۔ کہتے ہیں وہاں تو بے ہزار باتیں ہوئی تھیں میں کہتا ہوں تو بے ہزار نہیں میں ایک لاکھ مان لیتا ہوں۔ لیکن ان تو بے ہزار باتوں میں سے تین باتیں میرے مولا علیؑ کے متعلق بھی ہوئی تھیں، وہ کیا تھیں سن! مولوی اسماعیل پڑھ رہا ہے۔ ریاض النضرہ سے پڑھتا ہوں، دوسری جلد سے پڑھتا ہوں، صفحہ ۲۳۱۲ سے پڑھتا ہوں، محمدؐ کی زبان سے پڑھتا ہوں حیدر کرار کی نشان سے پڑھتا ہوں۔ نعرہ حیدری لگاؤں میں شروع کرتا ہوں۔

کی گواہی کیلئے بنی اسرائیل کے نبی آیا کرتے ہیں۔ سکون میں آکر دراجوشیل صلوٰۃ پڑھو تاکہ آپ کے سامنے نبی کی نشانیاں بیان کر دو۔

قرآن میں نبی کی تین صفات تھیں۔ علم کلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی کی چار نشانیاں ہیں۔

پہلی نشانی اَنْبِیُّ مَنْ یَّمْعُ کَلَامَ اللّٰهِ۔ کہ نبی وہ ہے جو اللہ کی کلام کو سنتا ہے۔ دوسری نشانی ذِیْرَیْ مَلَاٰ مِلْکَۃَ اللّٰهِ۔ وہ اللہ کے فرشتوں کو دیکھتا ہے۔ تیسری نشانی وَیَعْلَمُ الْمُعْیَبَاتِ۔ وہ غیب کی خبریں جانتا ہے۔ چوتھی نشانی وَطَیْعَهُ مَادَّةُ اَنْکَابَاتٍ۔ کائنات کی ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے۔

پہلی نبی کی نشانی کہ وہ اللہ کی کلام کو سنتا ہے، اللہ کی کلام کو تو ہم بھی سنتے ہیں لیکن نبی خود خدا سے سنتا ہے۔ خلا سے کلام سُنا اور ہے اور حافظوں اور قاریوں سے سُنا اور ہے۔ ہم بھی سنتے ہیں لیکن ہمارے رسولؐ نے کہا سُنی۔ فرمایا وَالتَّجْمِیْ اِذَا هُوَ یَحْضِلُّ صَاحِبِکُمْ وَمَا عَوْنِیْ وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَیْہِ شَدِیْدَ اَنْقُوٰی دُوْۤخٍ وَّ قَاسَتْوٰی وَ هُوَ بِالْاُفْقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَدٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدٍ ۙ مَا اَوْحٰی۔ کہ میرا محبوب وحی کے بغیر بولتا نہیں، جب دونوں گمانیں آپ میں مل گئیں تو اللہ نے اپنے محبوب کی طرف جو وحی کی سوئی۔

میرقہ النبیؐ میں مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ وہ کوئی اتنی بڑی یا خاص وحی نہیں تھی، صرف یہ تھی کہ اللہ نے رسولؐ کو پچاس نمازیں دے کر کہا جاؤ میں نے تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کر دی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب رسولؐ کریمؐ پچاس

کہنے لگا اُدھر الہیں اے سرحدیں! تیری قسم
آفاق باگردیدہ اُم ہر بتاں و دریدہ اُم
بسیار خواباں دیدہ اُم لیکن تو میرے دیگری

ہمارے بھائی بڑا معراج پڑھتے ہیں، کہتے ہیں کہ۔

جوڑٹھا سوڑٹھا اُتھے جو پایا سو پایا

مہر داں وا اُتھے دل نہ کوئی تے مگر محمد آیا

ساری ساری رات معراج پڑھیں گے۔ سبحان اللہ! کہیں گے کہ جبرئیل
پچھے رہ گیا رسول اُگے چلا گیا لیکن جب صبح اُٹھیں گے تو کہیں گے کہ جو آگے نکل گیا
وہ خاک کی جو پیچھے رہ گیا وہ فوری۔ صلوٰۃ دی پچھل آدے میں عرض کران۔

نبی کی دوسری نشانی یہ ہے کہ دَیْرَی مَلَائِکَةُ اللّٰہِ۔ اللہ کے فرشتوں
کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

اب آپ بتائیں! کہیں آپ نے بھی فرشتہ دیکھا ہے، نہیں دیکھا۔ لیکن
بے فکر رہو سب ایک دن دیکھو گے۔ ہر آدمی ایک مرتبہ فرشتے کو ضرور دیکھتا ہے
لیکن جب فرشتہ کو دیکھتا ہے تو پچھڑیاں میں نہیں رہتا۔ فرشتہ کہتا ہے کہ تیری
ادب میری محبت بہت گہری ہو گئی ہے میں تجھے ساتھ ہی لے چلتا ہوں۔

اب غور فرمنا! صواعقِ محرقہ میں لکھا ہے، حضور نے ایک مرتبہ ابوذر
کو کسی کام کے لئے حضرت علیؓ کے گھر بھیجا، جب گھر گیا تو کیا دیکھا کہ علیؓ کے گھر
میں بچا چل رہی ہے لیکن آدمی پاس کوئی نہیں، تو دوڑ کر آیا، عرض کی یا رسول اللہ
آج میں نے علیؓ کے گھر میں ایک عجیب بات دیکھی ہے کہ چکی چل رہی ہے لیکن آدمی
پاس کوئی بھی نہیں ہے۔ تو رسول خداؐ نے فرمایا ابوذر حیران نہ ہو، خدا نے ہماری
خدمت کے لئے فرشتے مقرر کر دیئے ہیں، چکیاں وہ چلاتے ہیں اور حسینؑ کے

فرمایا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ فِي انْتَهَتْ إِلَى رَبِّي عَزَّ
وَجَلَّ فَادْخُلِي إِنِّي فِي عَرِيٍّ ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ إِنَّهُ سَيِّدُ الْمُؤْمِنِينَ
وَأَمَامَ الْمُتَّقِينَ وَقَائِدُ الْعَزْمِ الْمُجَلِّينَ کہ میرے محبوب! دنیا میں جا کر لوگوں
کو بتا دے کہ علیؓ مومنوں کا سردار ہے، متقیوں کا امام ہے اور جو جنت کو جانے
دلے ہیں حیدر ان کا رہنما ہے۔

ہر نبی کو معراج ہوئی، کسی کوشتی میں معراج ہوئی، کسی کو آگ میں اور کسی کو
کوہ طور پر معراج ہوئی۔ لیکن جیسی معراج ہمارے نبی کو ہوئی ہے کسی دوسرے نبی
کو نہیں ہوئی۔ سب سے بڑا جلال نبی تو موسیٰ تھا، اس کو کوہ طور پر بلایا گیا۔ جب
موسیٰ طور پر گیا تو حکم ہوا فَاحْلَعْ لَعْنَتَكَ يَا مُوسَى کہ اے موسیٰ اپنے جوتے
اتار دے یہ مندر جس جگہ ہے۔ لیکن کیا کہنے شانِ محمدؐ کے کہ جوتی سمیت عرشِ اعظم
تک چلا گیا، ساری کائنات رسولؐ کی جوتی کے نیچے آگئی۔ میں کہتا ہوں کہ جتنا فرق
کوہ طور اور عرشِ اعظم کا ہے اتنا ہی فرق موسیٰ اور محمدؐ کا ہے۔

جب رسول خداؐ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرائیلؑ کہنے لگا یا رسول اللہ!
میں اس سے آگے نہیں جاسکتا۔ اگر اس سے آگے ایک قدم بھی بڑھاؤں تو میرے
پر چل جائیں گے۔ جب جبرائیلؑ نے یہ کہا تو رسولؐ خدا نے پوچھا کہ آج تک جتنے
نبی معراج پر آئے ہیں تو ان سب کو یہیں تک چھوڑ دیتا تھا۔ جبرائیلؑ نے عرض کی
یا رسول اللہ! کوئی نبی یہاں تک آیا ہوتا تو چھوڑتا، آج تک کوئی نبی یہاں تک
آیا ہی نہیں، یہ صرف آپ کی فات ہے جو آج یہاں تک آگئی ہے۔ رسول خداؐ نے
موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے پوچھا۔

جبرئیلؑ سے تھے پوچھتے شب معراج یہ شاہ اُم
تم نے تو دیکھا ہے یہاں تبارک و تعالیٰ کیسے ہیں ہم

میں پھر حاضر ہو جاؤں گا، تو موسیٰ نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو ابھی آجا بار بار تجھے تکلیف کیوں دوں۔ یہ حدیث صحیح ہے یا غلط میرا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ بخاری کی حدیث ہے۔ اگر صحیح ہے تو دیکھو! حضرت موسیٰ نے ملک الموت کے منہ پر طمانچہ مارا تھا اور وہ چپ کر کے خدا کے دربار میں فریاد لیکر چلا گیا۔ لیکن اگر ہم میں سے کوئی آدمی ملک الموت کے سامنے مقبور اس کا کھانس بھی پڑے نا تو اگر سارا ثبوت (خاندان) نہ کھینچ کر لے جائے تو مجھے مولوی نہ کہنا۔

یہ بھی شانِ موسیٰ اب ذرا شانِ محمدی بھی سن لیجئے۔ شانِ محمدی اس سے بھی بالا ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں ریاض النضر ہے اس کے صفحہ ۲۱۸ سے پڑھتا ہوں۔ جلد دوم سے پڑھتا ہوں۔ دراجو شیلی صلوٰۃ پڑھو میں عرض کرتا ہوں۔ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَمَّا اُمِّي فِي مَوْرَتٍ يَمْلِكُ جَابِسٌ عَلَى سُرْبٍ مِنْ نُؤْمٍ وَاحِدٍ لِي حُلِيَّةٌ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاُخْرَى فِي الْمَغْرِبِ، وَيَبِيْ يَدَيْهِ نُوحٌ يَنْظُرُ فِيهِ وَالْاُخْرَى كَلَهَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَالْحُلُقُ بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَيَدٌ لَا تَبْلُغُ الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ فَقُلْتُ يَا جِبْرَائِيلُ! مَنْ هَذَا! قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَنَقَدْتُ وَاسْتَمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَحْمَدُ! الخ

حضور فرماتے ہیں جب میں معراج کی رات عرش پر گیا، تو عرش پر جا کر میں نے ایک فرشتہ دیکھا جو تہ کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا ایک پاؤں مشرق میں تھا اور دوسرا مغرب میں۔ اس کے سامنے ایک تختی تھی، وہ اس تختی کو دیکھتا تھا، ساری دنیا اس کے سامنے تھی اور اس کا ہاتھ مشرق اور مغرب کی پہنچتا تھا، میں نے جبرئیل سے پوچھا مَنْ هَذَا؟ یہ کون ہے، جبرئیل نے عرض کیا هَذَا مَلَكُ نُوْبٍ

پنگھوڑے کی ڈوریاں وہ ہلاتے ہیں۔ او عقل کے اندھے! تمہیں اب بھی پتہ نہیں چلا کہ فرشتے جن کی خدمت کرتے ہیں وہ اور ہوتے ہیں اور جن کی جان قبض کرنے کیلئے آتے ہیں وہ اور ہوتے ہیں۔

یہ میرے ہاتھ میں صحیح بخاری ہے پہلی جلد ہے، صفحہ ۴۸۴ ہے، باب وفات موسیٰ ہے، حضرت ابو ہریرہ راوی ہے۔ کہتے ہیں کہ ملک الموت حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا یا حضرت! میں آپ کی جان قبض کرنے کے لئے آیا ہوں۔ چونکہ حضرت موسیٰ بڑے جلال والے نبی تھے ان کو قصہ آگیا اور ملک الموت کے منہ پر ایک تھپڑ مار دیا۔ ملک الموت کی ایک آنکھ نکل گئی۔ ملک الموت اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھ کر خدا کے دربار میں پہنچا اور چپ کر کے کھڑا ہو گیا۔ خدا نے فرمایا کیا بات ہے آج چپ کیوں ہو۔ فَقَالَ اَسْأَلْتُنِي اِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ اَلْمَوْتَ كَمَا يَاللّٰهُ! تو نے ایسے آدمی کے پاس مجھے بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ فرمایا بتاؤ تو یہی کیا بات ہے۔ عرض کیا یا اللہ! آج پوچھنے کی بات نہیں آج دیکھنے کی بات ہے۔ آج موسیٰ نے تھپڑ مار کر میری آنکھ خراب کر دی ہے۔ اللہ نے اس کی آنکھ کو ٹھیک کر دیا وَقَالَ اِسْرَجْ فَقُلْتُ لَمْ اَوْفَرَا يَا كَهْ اَدَمِيرَ كَلِمَ كَهْ دے کہ صنْعَ يَدِكَ عَلَى مَاتِنِ ثَوْرٍ كَرَبِيلٍ كِي لِبَشْتٍ پَر ہاتھ رکھ، جتنے بال تیرے ہاتھ کے نیچے آجائیں اتنے سالوں کی زندگی تجھے اور دے دی۔ ملک الموت ڈرتے ڈرتے دوبارہ موسیٰ کے پاس آیا تو حضرت موسیٰ نے پوچھا پھر آگئے ہو؟ کہا ہاں یا حضرت! اب کچھ نہ کہنا پہلے ذرا بات سن لیں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ تُو ایک بیل کی پشت پر ہاتھ رکھ، جتنے بال تیرے ہاتھ کے نیچے آجائیں اتنے سالوں کی زندگی تجھے اور دے دی جائے گی تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ اگر اتنے سال گزر گئے تو پھر کیا ہوگا، تو ملک الموت نے عرض کیا حضور!

نماز کے لئے سجدہ واپس آجائے۔

نبی ہم جیسا نہیں ہوتا، نبی اور ہم میں بڑا فرق ہے۔ دیکھو! میں ایک مولوی آدمی ہوں، میں تقریر کرتا ہوں۔ اگر مجھے عربی نہ آئے تو میں قرآن اور حدیث پڑھ کر سمجھ نہیں سکتا اور اگر اردو اور پنجابی نہ آئے تو میں سمجھ نہیں سکتا۔ عربی آتی ہے تو قرآن و حدیث سے لیتا ہوں اور اردو اور پنجابی آتی ہے تو میں سمجھا دیتا ہوں اسی طرح نبی کے بھی دو جنبے ہیں ایک شکل ظاہری اور دوسری حقیقت نوری، اگر نبی کی ظاہری شکل بشری نہ ہوتی تو ہمیں سمجھانہ سکتے اور اگر حقیقت نوری نہ ہوتی تو عرش اعظم تک جانہ سکتے۔

نبی کا جینا اور مرنا ہم جیسا نہیں ہوتا۔ ہماری پیدائش اور ہے اور نبیوں کی پیدائش اور۔ کو میرے سامنے قرآن ہے، فرمایا وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِمْرًا هَیْمًا اِنَّہٗ كَانَ صِدِّیقًا نَبِیًّا۔ حضرت ابراہیم کا وقت یاد کرو، حضرت ابراہیم بوڑھے ہو گئے اور پیرانہ سالی میں پہنچ گئے تو فرشتے خوشخبری دی کہ تمہارے گھر بچہ پیدا ہوگا۔ تو نبی سائو کہتی ہیں قَالَتْ لِیُوْیَلِّکِیْ اَ اِلٰدٌ وَاَنَا عَجُوزٌ وَهٰذَا الْبَعْلُ شَیْخًا۔ کہ ہائے افسوس! میں بچہ کیسے جنوں گی میں بڑھیا ہو گئی اور میرا شوہر پیر فرقت ہو گیا۔ اِذْ قُوْرَتْ اٰیُّ الْعَجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ فرمایا نبی! تعجب نہ کر، عالم امر کے بیٹے اور ہوتے ہیں اور عالم خلق کے بیٹے اور ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰ کا زمانہ یاد کرو وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مُوْسٰی۔ کہ شہنشاہ بچہ نبی اسرائیل کا قتل ہو گیا۔ لیکن جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو موسیٰ کی ماں ڈر گئی کہ یا اللہ! اب میں کیا کروں، اب فرعون کے سپاہی آئیں گے اور اس کو

یا رسول اللہ! یہ ملک الموت سے حضور فرماتے ہیں میں آگے بڑھا اور اس پر سلام کیا۔ ملک الموت نے سلام کا جواب دیا اور کہا یَا اَحْمَدُ مَا فَعَلَ ابْنُ عَمَلِکَ عَلَیْ۔ کہ یا رسول اللہ! آپ تو معراج پر آگے ہیں لیکن آپ کا بھائی علی کیا کام کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا۔ هَلْ تَعْرِفُ ابْنَ عَمَلِیْ عَلِیًّا۔ کیا تو میرے بھائی علی کو پہچانتا ہے تو اس نے کہا کَیْفَ لَا اَعْرِفُہٗ قَدْ وَکَّلَنِی اللّٰهُ بِقَبْضِ اَرْوَاحِ الْخَلَائِقِ مَا خَلَا دُوْحَلَفَ وَ دُوْحَ ابْنِ عَمَلِکَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ۔ یا رسول اللہ! میں علی کو کیسے نہ پہچانتوں۔ تمام رُوحوں کو قبض کرنے کیلئے خدائے مجھے مقرر کیا ہے لیکن دو رُوحیں میرے قبضے سے باہر ہیں ایک رُوح محمدی اور دوسری رُوح جبریل ان دونوں کو میں قبض نہیں کر سکتا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَتَوَفَّکُمْ کَمَا یَمَشیٰ تَرْتَبًا۔ اللہ جب چاہے گا تمہیں اپنی مشیت اور مرضی سے وفات دے گا۔

نبی کی تیسری نشانی ہے کہ یَعْلَمُ الْمُغِیْبَاتِ وَ غِیْبِ الْخَبْرِ جانتا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کو علم غیب ہوتا ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں اگر نبی غیب کی خبریں نہیں جانتا، کل کی بات نہیں جانتا تو حضور نے خبر کے دن کیسے فرما دیا کہ اِنَّ عَطِیَّا النَّبِیَّۃَ عِنْدَ اَ۔ کہ کل میں اس کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا۔ بتاؤ! خبر فتح ہوا یا نہیں؟ اگر فتح ہوا ہے تو تمہیں اب بھی پتہ نہیں چلا کہ نبی کل کی باتیں بھی جانتا ہے۔ زیادہ وقت نہیں درہ تفصیل سے عرض کرتا۔

اب چوتھی نبی کی نشانی سنو، چوتھی نشانی یہ ہے کہ وَ طِیْعَةُ مَا تَاَ الْکَاثِنَاتِ۔ کہ کائنات کی ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ ابراہیم پر آگ گزرا ہو جائے، موسیٰ کے لئے عصا اُڑا دیں جائے، عیسیٰ مردوں کو زندہ کر دے، ہمارا رسول اگر ہاتھ پر پتھر رکھیں تو کلمہ پڑھنے لگ جائے، اور چاند کی طرف اشارہ کرے تو دو ٹکڑے ہو جائے اور امام دہشتہ کی ایک

ے جا کر قتل کر دیں گے یا زندہ درگور کر دیں گے۔ فرمایا بی بی فکر نہ کر اس بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دے۔ تو بچے کو دریا میں ڈال دیا خود گھر میں بیٹھ گئی، مگر مہنوں کا دل بڑا نازک ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی بہن تھی اُم کلثوم وہ برداشت نہ کر سکی وہ صندوق کے ساتھ ساتھ چلی گئی۔ جب صندوق فرعون کے محل کے پاس سے گذرا تو فرعون کے سپاہیوں نے پکڑ لیا۔ فرعون کے سامنے صندوق کو کھولا گیا، اس میں بچہ تھا تو درباری مختلف باتیں کرنے لگے کوئی کہتا تھا یہ وہی بچہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی، کوئی کہتا تھا اس کو قتل کر دو، کوئی کہتا تھا اس کو زندہ درگور کر دو۔ جب موسیٰ کی بہن نے یہ سنا تو دوڑ کر اپنی ماں کے پاس آئی اور بولی اماں! غضب ہو گیا، جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔ صندوق پکڑا گیا ہے، اب وہ فرعون کے دربار میں ہے، اب میرے بھائی کے قتل کی تیاریاں ہو رہی ہیں، تو خالق کی آواز آئی لَا تَحْزَنِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا سَاءُ دُوكَ إِلَيْكَ وَجَاعِلُكَ مِنَ الْعَمَلِينَ۔ فرمایا اے موسیٰ کی ماں! خوف نہ کر، حزن نہ کر، اگر گھر بھی فرعون کا ہو، دودھ بھی موسیٰ تیرا پیتا رہے، تو دلیف بھی فرعون سے لیتی رہے، اگر میں فرعون کی دائرہ بھی چوکا کے موسیٰ کو نبی نہ بنا دوں تو مجھے خدا نہ کہنا۔

حضرت عیسیٰ کی پیدائش دیکھو فرمایا وَ اِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مَوْعِدًا اِذَا انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا۔ حضرت مریم کا واقعہ یاد کرو جب فرشتے نے اگر خوشخبری دی کہ یا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يَخْتَارُ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمُسَبِّحُ عِيسٰى بِنُ مَرْيَمَ کہ اے مریم! اللہ تجھے ایک بچے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام عیسیٰ ہوگا۔ جب یہ سنا تو جناب مریم نے کہا یا اللہ مجھے بچہ کیسے ہوگا وَ كَمْ يَمَسُّنِي ابْنُ مَرْيَمَ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يَكُنْ لِيْ فَرْجٌ كَیْفَ یَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَلَمْ يَكُنْ لِيْ فَرْجٌ كَیْفَ یَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ

لگایا اور نہ ہمیں نے کوئی گناہ کیا ہے۔ تو خدا نے فرمایا مریم! تعجب نہ کرو میں اگرچہ ہوں تو بغیر باپ کے بچہ دے سکتا ہوں۔

اب ذرا غور فرماؤ! ادنیٰ کو اپنے جیسا کہنے والو! حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہو گئے۔ آج اگر کوئی یہ کہہ دے کہ خدا کا بڑا فضل ہے کہ میں نے ابھی اپنی بچی کی شادی نہیں کی لیکن خدا نے بچہ عطا فرما دیا ہے تو اگر سارے خاندان کا جنازہ نہ حرام ہو جائے تو مجھے مولوی نہ کہنا۔

اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ نبی اور ہوتے ہیں اور ہم اور ہوتے ہیں۔

نبی اور امام کی پیدائش ہم جیسی نہیں وہ پیدا ہی پاک ہوتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضور نے فرمایا اُم الفضل حسین کو میرے پاس لے آؤ تو اُم الفضل کہتی ہیں یا رسول اللہ! میں نے ابھی اس کو غسل نہیں دیا اس کو پاک نہیں کیا، تو حضور نے فرمایا اُم الفضل! تو اسے کیا پاک کرے گی مجھے خود خدا نے پاک کیا ہو۔ رسول نے حسین کو گود میں لیا کیا دیکھا کہ حضور کی ایک ایک آنکھ اور ہر ہر ہر آنسو میں۔ کہا یا رسول اللہ! خدا نے آپ کو نواسہ عطا فرمایا ہے رونے کا کیا سبب ہے۔ تو رسول فرماتے ہیں اُم الفضل تو حسین کو لیکر آئی ادھر جبرائیل کر بلا کی مٹی لیکر آگیا، کہا کہ محمد! اس بچے کو جی بھر کر پیار کرے، کسی دن تیری امت کا خنجر ہوگا اور اس حسین کا حلقوم ہوگا خنجر عرض کر دوں۔ رسالتا بنے وصال فرمایا، جناب زہرا دنیاسے رحلت فرما گئیں ابراہیم بنی اور امام حسین۔ ہم السلام امت کے ظلم سے شہید ہو گئے۔

ہاتے وہ وقت بھی آگیا کہ امت نے حسین کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کیا، اگر امت کو رسول کا کچھ پاس ہوتا تو حسین کبھی مدینہ نہ چھوڑتے۔ مدینہ چھوڑتے وقت میرے مولائے کہا، نانا! تیری امت مجھے مدینے میں نہیں رہنے دیتی۔ کبھی

میرے مولانا کے مزار پر جاتے ہیں کبھی مجاٹی حسن کے مزار پر جاتے ہیں کبھی مالک کے مزار پر جاتے ہیں۔ جب ماں کی قبر پر گئے تو قبر پر بیٹھ کر اتار دئے اتار دئے کہ قبراں سوؤں سے تر ہو گئی۔ قبر فاطمہ سے آواز آئی بیٹا! فکر نہ کر تو اکیلا نہیں جلتے گا تو کہ بلا میں بعد میں پہنچے گا میں تیری قتل گاہ کو صاف کرنے کے لئے کربلا میں پہلے پہنچوں گی۔ جگر برداشت نہیں کرتا کیسے پڑھوں۔ لکھا ہے کہ حسینؑ مدینے سے چلنے لگے محمد حنفیہؑ آئے کہنے لگے بھتیجا! آپ کربلا نہ جائیں۔ تو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا ٹھیک ہے میں تجھے کل جواب دوں گا۔ جب صبح ہوئی تو کیا دیکھا کہ بیسیاں اونٹوں پر سوار ہو رہی ہیں۔ محمد حنفیہؑ نے کہا بھتیجا! آپ نے فرمایا تھا میں جواب دوں گا اور آپ تیاری کر رہے ہیں۔ میں قربان جاؤں! حسینؑ روکے فرماتے ہیں حنفیہؑ تو کہتا ہے نہ جانہ جا، لیکن نانا خواب میں کہتا ہے کہ اگر تو نہ جلتے تو میرا دین نہیں بچتا۔ تو عرض کی کوئی بات نہیں آپ چلے جائیں لیکن زینبؑ جیسے آپ کی بہن ہے ویسے ہی میری بہن ہے، آپ زینبؑ کو نہ لے جائیں میں اس کی خدمت کرتا رہوں گا۔ تو حسینؑ روکے فرماتے ہیں محمد حنفیہؑ! تو کہتا ہے نہ جا لیکن نانا کہتا ہے حسینؑ اگر تو نہ جلتے تو میرا دین نہیں بچتا اور اگر زینبؑ نہ جلتے تو تیری شہادت نہیں بچتی۔

الا لعنة الله على الظالمين

پیارے تو کربلا شاید پھر ملاقات ہو یا نہ ہو۔ صغریٰ نے علیؑ کو گود میں لیا، بیسیاں سوار ہو رہی تھیں۔ ربابؑ نے کہا صغریٰ جلدی کرو تمام بیسیاں سوار ہو گئی ہیں درہ ہو رہی ہے، لیکن صغریٰ کی گود نہیں چھوڑتا۔ علیؑ اکبرؑ آئے صغریٰ کی گود نہیں چھوڑی زینبؑ آئیں گود نہیں چھوڑی، حسینؑ نے فرمایا کیا بات ہے، زینبؑ نے کہا بھتیجا! صغریٰ کی گود میں ہے وہ ہمارے پاس آتا نہیں ہے، تو حسینؑ آئے اور کہا صغریٰ! مجھے صغریٰ کے کان میں ایک بات کہنے دے اگر مجھ بھی صغریٰ کی گود میں رہ جلتے تو رکھ لینا ہم نہیں لے جائیں گے۔ او میں قربان جاؤں! حسینؑ نے علیؑ صغریٰ کے کان کے ساتھ منہ لگایا، منہ لگانے کی دیر تھی کہ علیؑ صغریٰ کی گود کو چھوڑ دیا۔ صغریٰ روک کہتی ہے بابا! لے جاؤ صغریٰ کو نہیں روکتی لیکن یہ بتاتے جاؤ کہ آپ نے صغریٰ کے کان میں کیا بات کی ہے۔ تو حسینؑ فرماتے ہیں بیٹی! میں نے صغریٰ کو ازل کا وعدہ یاد دلایا ہے کہ صغریٰ! اگر تو میدان کربلا میں نہ جلتے تو بہن کی قربانی پوری نہیں ہوتی۔

صغریٰ نے بڑے چارے کئے لیکن حسینؑ نے فرمایا کہ میں اس کو نہیں لے جاؤں گا کیونکہ صغریٰ کی شکل میری ماں نہ ہر لڑکی کی شکل ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری ماں کی شکل کو فرشتہ کے بازووں میں رلتی پھرے۔ جناب صغریٰ دروازے پر آکر بیٹھ گئی، حسینؑ نے فرمایا تمام بیسیاں صغریٰ کے سر پر ہاتھ رکھ کر گذرتی جائیں۔ جب آخر میں صغریٰ کی ماں اُم ربابؑ پاس سے گذری تو ماں کا دامن پکڑ لیا کہا اماں! مجھے ساتھ نہ لے جاؤ مگر میرے ساتھ باتیں تو کرتی جاؤ۔ کہا اماں! مجھے پتہ ہے میں ساتھ نہیں جا رہی، لیکن مجھ پر ایک احسان تو کرتی جاؤ۔ ذرا تھوڑی دیر کیلئے علیؑ صغریٰ کو مجھے دیدو۔ میں اس کو

MOWLANA NASIR DEVJANI
MAHUVA, GUJARAT, INDIA
PHONE : 0091 2844 28711
MAIL : devjani@netcourier.com

مجلس چہارم

امامت



وَإِذْ ابْتَلَىٰ رَبُّهُ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ بِأَن يَخُذُوا ذُرِّيَّتَهُمْ فَلَمَّىٰ آلَ فِرْعَوْنَ أَنَّهُمْ أَبْغَوْا آلَهُمْ هَٰذَا يَوْمَئِذٍ
لِّنَّا مِن آيَاتٍ وَمِنْ دُونِهَا لِنَبَيِّنَ لَآئِنَآ لَعَدِدِي الْكَافِرِينَ
حَضْرَات! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے قرآن مجید کے
پہلے پارے آخری رکوع سورۃ بقرہ کی آیت ہے اس آیت میں اللہ نے مسلمانوں کو مسئلہ
امامت بیان فرمایا ہے۔

لہذا آج کی محفل میں میں آپ کے سامنے بیان کروں گا کہ امام کون ہوتا ہے کن صفوں
کا مالک ہوتا ہے، امتی ہوتا ہے یا اہل بیت ہوتا ہے، نشن کے ساتھ ہوتا ہے
کہ اجماع کے ساتھ ہوتا ہے، خالی ہوتا ہے یا معصوم ہوتا ہے، ظالم ہوتا ہے یا
مظلوم ہوتا ہے۔

حضور ان! ہم تمام مسلمانوں کا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، کعبہ ایک
ہے، دین ایک ہے۔ لیکن یہ تمام چیزیں ایک ہونے کے باوجود ہم مسلمان کیوں ایک
نہیں ہیں؟ وہ اس لئے کہ ہمارا امام ایک نہیں۔ اگر امام آج ہی ایک مان لیا جائے تو تمام
مسلمان ایک ہو جائیں گے۔ کہتے ہیں کہ امام کیسے ایک ہو سکتا ہے تو میں بتا دیتا ہوں

کہ جو امام خدا کے بنائے ہوئے ہیں وہ مان لو جو ہمارے بنائے ہوئے ہیں ان کو چھوڑ دو
تو خود بخود ایک ہو جائیں گے۔

امامت کا مسئلہ بہت ضروری مسئلہ ہے اس لئے رسول خدا نے فرمایا ہے
کہ: مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَهُ زَمَانَهُ فَقَدْ مَاتَ مَيِّتَةً جَاهِلِيَّةً -
کہ جس نے اپنے زمانے کا امام نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ معلوم ہوا کہ ہمارا کام
امام کو نہانا نہیں بلکہ بنے ہوئے کو پہچاننے کا حکم ہے۔

امام اصطلاح میں پیشوا کو کہتے ہیں جو آگے ہو۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ مسجد دلایا
جو محراب بنائے جاتے ہیں ان کا کیا مطلب ہے خواہ مخواہ دیوار کیوں ٹیڑھی کی
جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے یہاں امام کھڑا ہو کر
نماز پڑھائے گا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ خواہ مخواہ دیوار کو ٹیڑھی کرنے کا مطلب؟
امام کو اپنے ساتھ صف میں ہی کھڑا کر لو۔ تو کہتے ہیں کہ اگر امام نمازیوں کے ساتھ
کھڑا ہو جائے تو نشان نہیں رہتی اور پتہ نہیں چلتا کہ امام کون ہے اور مقتدی کون ہیں
تو خدا کے بندے! جب تیرا روٹیاں اکٹھی کر کے کھانے والا امام عام نمازیوں
کے ساتھ نہیں کھڑا ہو سکتا تو میرا حق کا امام غیروں کے ساتھ کیسے مل سکتا ہے۔

اور امام لغت میں اس رسی اور ساحل کو کہتے ہیں جو مستریوں، راجوں اور
معماروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ دیوار بناتے رہتے ہیں اور ٹھکانہ دیکھتے رہتے
ہیں کہ دیوار سیدھی بن رہی ہے یا ٹیڑھی بن رہی ہے۔ اگر اس کے پاس ساحل نہ
ہو اور سارا دن دیوار بننا رہے، شام کو دیکھے تو دیوار ٹیڑھی ہو تو نا! اسی کو
ساری دیوار گرانی پڑے گی یا نہیں۔ میرے عزیز! اگر مستری کے پاس ساحل
نہ ہو تو پتہ نہیں چلتا کہ دیوار سیدھی بن رہی ہے یا ٹیڑھی بن رہی ہے اور اگر تیرے
پاس امامت والی رسی ہی نہیں ہے تو تجھے کیا پتہ ہے کہ تیرا امام کون ہے؟

یا پھر پڑھ رہا ہے۔

وہ امامت کی رسی کونسی ہے حضور فرماتے ہیں یہ قتلِ خوارزمی جلد دوم سے پڑھتا ہوں۔ دیکھو فرمایا۔

أَنَا مِيزَانُ الْعِلْمِ وَعَلَى عَمُودِكَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ كَقَمَاتٍ
وَالْإِسْمَاعِيلِيُّ مِنْ أُمَّتِي خِيُوطُهُ وَقَاطِعَتُهُ عَلَاتُهُ يُؤَدُّنُ فِيهِ أَعْمَالُ
الْمُحِبِّينَ -

حضور نے فرمایا کہ میں علم کی میزان ہوں اور علی اس کا عمود ہے جس پر وہ ترازو قائم ہے۔ حسن اور حسین اس کے پلڑے ہیں اور باقی امام اس ترازو کی رسیاں ہیں جن سے پلڑے باندھے گئے ہیں اور فاطمہ وہ علاقہ ہے جو سارے ترازو کو آپس میں جوڑ رہی ہے یونان فیہ اعمال المحبتین فرمایا قیامت کے دن میرے مجتوں کے اعمال اس ترازو میں توڑے جائیں گے غیر میں نہیں توڑے جاسکتے۔

جب وہاں ترازو ہی پانچ بارہ کا ہوگا تو تین پاؤ والا ترازو تجھے کیا فائدہ دے گا۔

اب پتہ کر کہ وہ رسول والی نماز کون سی ہے۔ بخاری شریف میرے ہاتھ میں ہے اس کی پہلی جلد منہ پر لکھا ہے :-

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَا وَعُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ التَّكْبِيرَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَخَذَ بِيَدِي عُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ قَدْ ذَكَرَنِي هَذَا الرَّجُلُ صَلَوةً مُحَمَّدٍ - راوی کہتا ہے جب جنگ جمل فتح ہوئی اور واپسی پر

حضرت علی نے بصرہ کا مسجد میں نماز پڑھائی تو میں اور عمران بن حصین صحابی رسول بھی بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ علی جب سجدہ کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔ جب سر کو اٹھاتے تھے تو بھی تکبیر کہتے تھے اور جب اُٹھتے تھے پھر بھی تکبیر کہتے تھے۔ جب نماز ختم ہو گئی تو اس صحابی رسول نے جونا بنابنا بھی تھا میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا من هذا الرجل کہ یہ آدمی کون ہے جس نے آج نماز پڑھائی ہے۔ کہا یہ علی ابن طالب ہے۔ تو اس نے کہا قد ذکرني هذا الرجل صلوة محمد کہ آج اس مرد نے میں محمد والی نماز یاد کرادی ہے۔

تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، اس نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ رسول کے بعد بڑے بڑے لوگوں نے تکبیریں پڑھنا چھوڑ دی تھیں لیکن آج جب علی نے نماز پڑھائی تو اس کو مجبوراً بولنا پڑا کہ یہ محمد والی نماز ہے۔ علی کا زمانہ رسول کے چوبیس سال بعد آیا ہے۔ جب رسول کے چوبیس سال بعد نماز کی یہ حالت ہو گئی تھی تو خدا جانے آج چودہ سو سال کے بعد کیا ہو گئی ہوگی۔

اگر رسول والی نماز پوچھنی ہے تو غیروں سے نہ پوچھ بلکہ علی سے پوچھ علی والی نماز حسن سے پوچھ، حسن والی حسین سے پوچھ، حسین والی زین العابدین سے پوچھ، زین العابدین والی محمد باقر سے پوچھ، محمد باقر والی جعفر صادق سے پوچھ جعفر صادق والی موسیٰ کاظم سے، موسیٰ کاظم والی علی رضا سے، علی رضا والی محمد تقی سے محمد تقی والی علی نقی سے، علی نقی والی حسن عسکری سے اور حسن عسکری والی امام مہدی سے۔

ہم تو ادھر سے پوچھتے آ رہے ہیں خدا جلنے تو کہہ دے پوچھ رہا ہے۔ نعرۂ حیدری جتنے بیٹھے ہو سارے کس کی ملت ہو، حضرت ابراہیم کی ناں، ہمارے شیعہ بڑے پڑھ لکھ ہوتے ہیں، مجلسیں سنتے ہیں عالم ہوتے ہیں اس لئے بنا سکتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم کی ملت ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا وہ دوسری طرف کا تھا

خدا فرماتا ہے :-

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ
عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً لِّبَعْضِهِمَا مِنَ الْبَعْضِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ -
خدا نے آل ابراہیم اور آل عمران کو چن لیا۔ آل داؤد شکرًا و قَلِيلًا مِنْ
عِبَادِيَ الشَّكُورِ۔ میں نے آل داؤد کو چن لیا۔ اُوْیِ الْاَسْرَاحِمِ
لِبَعْضِهِمْ اُوْیِی بَعْضٍ۔ رحمی رشتہ دار ہی وارث ہو سکتے ہیں۔ اگر
اب بھی سمجھ میں نہیں تو قُلْ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی
میرے قریبی ہی زیادہ مقدار میں۔ یہ تو علیحدہ علیحدہ آیتیں تھیں اب میری
روایاں سن قرآن خوانیاں سن۔ ساتویں پارے سے پڑھنا ہوں سورۃ العالم سے
پڑھتا ہوں۔ جو شیل صلوٰۃ پڑھو میں عرض کرتا ہوں۔ میرا خالق فرماتا ہے :-
وَبَلَّغْ حَاجَتَنَا اَتَيْنَهُمَا اِبْرَاهِيمَ عَلٰی قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ
مِّنْ لِّسَانٍ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ط وَهَبْنَا لَهُ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ
كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ
وَاَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسٰی وَهَارُونَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ
وَدَاوُدَ دَاوُدَ وَيُوسُفَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ
وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَنُوحًا فَضَلْنَا عَلٰی الْعَالَمِينَ وَمِنْ اٰبَائِهِمْ
وَذُرِّيَّتِهِمْ وَاحْوَاهُمْ اَتَيْنَاهُمْ اَنْصَارًا ط مُسْلِقِينَ ط
آج تک جتنے بھی نبی ہوئے ہیں یا وہ کسی نبی کا باپ تھا یا کسی نبی کی اولاد تھی یا کسی
نبی کا بھائی تھا۔ قرآن میں باپ میں دکھا دیتا ہوں ، اولاد میں دکھا دیتا ہوں ،
بھائی میں دکھا دیتا ہوں۔ کوئی قرآن میں مجھے یہ دکھا دے کہاں لکھا ہوا ہے کہ
سُوْرِهِمْ وَمِنْ سَابِقِهِمْ۔ نعرۂ حیدری

کہ تم کس کی ملت ہو ، کہنے لگائیں مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی ملت ہوں۔

کیوں میرے بھائیو! کس کی ملت ہو ، ابراہیم کی ، کونکس نے بنایا ؟
ابراہیم نے ، ساتوں سنتیں کہاں سے چلیں ابراہیم سے۔ او تیرا دین ابراہیمی ہے
تیرا کعبہ بھی ابراہیمی ہے ، موسیٰ بھی ابراہیمی ہے ، عیسیٰ بھی ابراہیمی ہے ، تیری سنت
بھی ابراہیمی ہے ، تیری ملت بھی ابراہیمی ہے ، تیرا حج بھی ابراہیمی ہے ، صفا و
مردہ کی پہاڑیاں بھی ابراہیمی ہیں ، سنگِ اسود کا بوسہ بھی ابراہیمی ہے ، تیری
ساری ملت ابراہیمی ہے ، تیری ہر چیز ابراہیمی ہے تو مہربانی کر کے کوئی امام بھی
ابراہیمی بنا ، میں کیسے مانوں کہ ملت تو ساری ابراہیمی ہو لیکن امام
صلوٰۃ دی پچھل آوے میں عرض کران۔

آواز آئی میرے خالق کی و اِذَا مَتٰی اِبْرٰهِيْمَ رَبِّهٖ بِكَلِمَاتٍ اِلٰی
یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے حضرت ابراہیم کا امتحان لیا چند کلمات کے ساتھ
تو اس امتحان کو حضرت ابراہیم نے پورا کر دیا تو فرمایا :-

اے ابراہیم! میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ جب حضرت ابراہیم
نے دیکھا کہ مجھے امامت مل گئی ہے تو جلدی سے ہاتھ اٹھا کے عرض کی قال ومن
ذمتی ، یا اللہ! امامت میری اولاد سے بھی کر دینا۔ حضرت ابراہیم نے یہ کیوں
نہ فرمایا قال وَمَنْ اُمَّتِي کہ میری امت سے کر دینا ، یہ کیوں نہ کہا قال وَمَنْ
اَصْحَابِي یا اللہ! میرے صحابہ سے کر دینا۔ حضرت ابراہیم نے مکہ کی پہاڑیوں
پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بتا دیا کہ او میری ملت پر چلنے والو! امام امت
سے ہوتا ہے اور نہ ہی صحابہ سے بلکہ امام جب بھی ہوتا ہے نبی کی آل سے ہوتا ہے
غیر سے نہیں ہوتا۔

آج تک کوئی نبی بھی امت سے نہیں ہوا بلکہ نبی کی آل سے ہوا ہے۔

فرمایا کہ تم بڑا ہے یا ادب؟ عرض کیا حکم، تو فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ سوار ہو جا
جب حضرت علیؓ حضور کے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو کعبہ سے گرا رہے تھے تو
حضور نے پوچھا اے علی! تو یہ کجا رسیدی؟ کہ اے علی! تو میرے
کندھوں پر سوار ہو کر کہاں تک پہنچ گیا، عرض کی یا رسول اللہ! اگر خواہم عرش را
میں کسم، اگر چاہوں تو عرش عظیم کو ہاتھ لگا سکتا ہوں۔

اب دیکھو! اوپر ہیں توحید کے جلوے نیچے ہیں نبوت کے جلوے، تو بابا!
ہم امام اس کو مانتے ہیں جو اُدھر توحید سے بل رہا ہو اور اُدھر نبوت سے بل رہا
ہو تو امام ہے۔

اب دیکھو ظلم صغیر کیا ہے۔ ظلم صغیر وہ ہوتا ہے جو بندوں کے ساتھ ظلم کیا
جائے۔ بارہواں پارہ کھول سورۃ یوسف کھول، میرا خالق فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ
يُوسُفُ لِأَخِيهِ يَا أَبَتِ اِنِّى رَاَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
مِنَ اٰيَاتِي ثُمَّ فِى سَاجِدٍ قَالَ يَا بَنَى لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ اِخْوَتِكَ
فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا اِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ط

یاد کرو اس وقت کو جب حضرت یوسفؑ نے کہا بابا! آج رات میں نے خواب
میں گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں جو مجھے سجدہ کر رہے ہیں حضرت
یعقوبؑ نے فرمایا بیٹا! یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، وہ تیرے ساتھ
مکر کریں گے اور تجھے مارنے کی کوشش کریں گے۔ یوسفؑ نے کہا بابا! وہ میرے
بھائی ہیں، میرے سگے ہیں وہ میرے مارنے کی کوشش کریں گے؟ فرمایا ہاں
بیٹا! یہ نبوت اور امامت کا عہدہ ہی ایسا ہے کہ بیگانے تو بیگانے رہ گئے اپنے
بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔

اب فرماؤ! یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کو مکر و فریب سے جنگل میں لے گئے کہ نہیں؟

جب حضرت ابراہیمؑ نے کہا قال ومن ذرّایتی یا اللہ! امامت میری
اولاد سے بھی کر دینا، تو میرے خالق کی آواز آئی لا ینال عہدی انطا لمدین
کہ اے ابراہیمؑ! یہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ خدا نے یہ فرما کر قیامت تک
ظالموں کی نفی فرمادی ہے کہ ظالم امام نہیں بن سکتا۔

میرے عزیزو اور بھائیو! ظلم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ظلم عظیم اور دوسرا
ظلم صغیر۔

ظلم عظیم کیا ہے۔ ظلم عظیم وہ ہے جو خدا کے ساتھ کیا جائے۔ میرا اللہ فرماتا ہے
لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ کہ تو شرک نہ کر شرک بڑا ظلم ہے
حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی وَاجْتَنِبْ وَبَنَىٰ اَنْ تُعْبَدَ الْاَصْنَامَ۔ کہ مجھے
اور میرے بیٹوں کو بتوں پرستش سے بچالے۔ تو آج پتہ چلا کہ جس نے شرک کیا وہ
ظالم ہے اور جو ظالم ہوگا وہ امام نہیں ہو سکتا۔ جس نے بھی بت پرستی کی ہو ہم اس
کو امام نہیں مانتے بلکہ ہم امام اس کو مانتے ہیں جو بت شکن ہو۔

ساری دنیا جب صحابہ کرام کا نام لیتی ہے تو کہتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ
لیکن جب حضرت علیؓ کا نام آتا ہے تو کہتے ہیں کرم اللہ وجہہ۔ بتاؤ! تمام صحابہ کو
رضی اللہ کیوں کہتے ہیں اور علیؓ کو کرم اللہ وجہہ کیوں کہتے ہیں۔ صواعق محرقہ کے
صفحہ ۱۱۸ پر لکھا ہے کہ کَمْ یُعْبَدُ الْاَوْثَانُ قَطُّ کَمَا لَوْ کُوْنُ الْوُجُوْهِ
بتوں کے سامنے جھک گئے ہیں لیکن حیثیت کا وہ مکرم پہرہ ہے جو آج تک بتوں
کے سامنے جھکا نہیں ہے۔

مدارج النبوة میں ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو حضورؐ نے کعبہ میں کھڑے
ہو کر فرمایا کہ اے علی! میرے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو کعبہ سے گرا دے
علیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے کندھوں پر سوار ہوں، تو حضورؐ نے

کہا چھوڑ دوں گا۔ جب تیرا بیٹا اٹھاراں سال کا جوان ہو جائے تو چھری لے کر میری راہ میں ذبح کرنا پڑے گا، کہا کر دوں گا۔ جب کہا کر دوں گا تو عرشِ اعظم سے آواز آئی اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ اگر تو یہ تمام کام کر دے گا تو میں تجھے امام کر دوں گا۔

جب حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑ کے جا رہے تھے تو جناب سارہ نے ابراہیمؑ کا دامن پکڑ لیا تھا اور کہا تھا کہ میرے سرتاج! اٹو نہیں میں تیری بیوی ہوں تو مجھے جنگل میں چھوڑ کے جا رہا ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنا دامن چھڑا لیا تھا اور فرمایا تھا آرام سے بیٹھ جا! آج مجھے امامت مل رہی ہے۔ آج اگر میں اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑ کر نہ جاؤں تو اگلی امامت پر اعتراض آئے گا کہ حسین زینب کو کیوں ساتھ لے گیا تھا۔

خدا فرماتا ہے کہ میں نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان بھی لیا تھا تمہارا امتحان بھی لوں گا۔ فرمایا :-

وَلَبَّيْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُودِ وَنَقَصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنْفُسِ وَالْأَشْكَارَاتِ وَلَبَّيْنَا الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ
مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ
وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْتَخِرُونَ۔

فرمایا پہلا پرچہ خوف کا ہوگا، خوف آئے گا۔ دوسرا پرچہ جھوک آئے گی پیاس آئے گی صبر کرنا ہوگا۔ تیسرا پرچہ نقص من الاموال مالوں کا نقصان ہوگا، بیٹیوں کے درجائیں گے، بہنوں کی چادریں جاہیں گی۔ چوتھا پرچہ والانفس جانوں کا نقصان ہوگا، عباسؑ کے بازو کٹیں گے، علیؑ کے سینے میں نیزہ لگے گا۔ پانچواں پرچہ جگر کے پھل جائیں گے، علیؑ اصغر کے گلے پر تیر لگیں گے۔ فرمایا :-

وہاں جا کر کنوئیں میں ڈالا کہ نہیں؟ رستی کافی کہ نہیں؟ چالیس کھوٹے درہوں سے بیچا کہ نہیں؟ اگر یہ صحیح ہے تو یوسفؑ چالیس سال تک کافروں کی قید میں رہا، کافروں کی صحبت میں رہا، وہاں کوئی مسلمان نہ تھا، دین سکھانے والا کوئی نہ تھا، نماز پڑھانے والا کوئی نہ تھا، یوسفؑ ساری عمر کافروں کے ماحول میں رہا، لیکن ادھر یوسفؑ کے گیارہ بھائی چالیس سال تک نبی کے پاس بیٹھے رہے، نبی کی صحبت میں رہے، نبی کی خدمت کرتے رہے، نمازیں پڑھتے رہے، لوٹے بھر بھر کر دیتے رہے، لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ جب نبوت کا عہدہ ملا ہے حقدار کو ملا ہے یا صحبت والوں کو ملا ہے۔

ارشاد ہوا میرے اللہ کا و اذابتلی ابراہیم دجہ بکلمات یاد کرو اُس وقت کو جب اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا۔ وہ امتحان کونسا تھا جس سے حضرت ابراہیمؑ کو آزمایا گیا۔ ایک مولوی کہنے لگا کوئی اتنا بڑا سخت امتحان نہیں تھا صرف یہی تھا خدا نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ! ڈارھی بڑھالو، مونچھیں کٹوالو لعلوں کے بال اُترالو، ناخن کٹوالو میں امام کر دوں گا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! اتنی سستی امامت کہ حجامت بھی ہو گئی اور امامت بھی مل گئی۔

غلطی نہ کر! میں بتاتا ہوں کہ وہ امتحان کیا تھا، تفسیر ابن کثیر جلد اول ۱۶۵ سے پڑھتا ہوں :-

”خدا نے فرمایا اے ابراہیمؑ! تجھے ساری قوم چھوڑنی پڑے گی، کہا چھوڑ دوں گا، وقت کا بادشاہ فرود ہے، اس کے سامنے کھڑا ہو کر کلمہ حق بلند کرنا ہوگا، کہا کر دوں گا۔ جب فرود غضب میں آئے پانچھوڑا آگ میں ڈالے گا، کہا چلا جاؤں گا۔ جب آگ گلزار ہو جائے تو وطن چھوڑ کر بے وطن ہونا پڑے گا، کہا ہو جاؤں گا۔ جب بے وطنی میں جاؤ اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑنا پڑے گا۔“

جب حضور کے دانت مبارک شہید ہوئے اور مدینہ میں حضور کی موت کی خبر پہنچی تو جناب فاطمہ کو پتہ چلا تو چادر بھی نہ بٹھولی کہ جنگ اُحد میں سر بستی ہوئی آگئی، کہتی تھی بابا! میں آ رہی ہوں۔ بخاری شریف کی پہلی جلد ص ۳ پر لکھا ہے کہ کَانَ عَلِيٌّ يَمْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمُحِبِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تُغَسِّلُهُ كَرَعًا عَلَى پانی لا رہے تھے اور فاطمہ نون دھو رہی تھی۔ فَلَمَّا سَلَّتِ الدَّمَ يَتَرَدُّ

میرے خالق کی آواز آئی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ
يَتَقَلَّبْ عَلَىٰ عَقْبِيهِ فَلَنْ يَصُرَ اللَّهُ شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ الشَّاكِرِينَ

مجھے چھوڑ کر چلا جائے۔

کہتے ہیں یا علیؑ مدد کہنا بدعت ہے۔ یہ جگہ تو حضورؐ نے جنگِ احد کے دن ہی ختم کر دیا تھا کہ اے علیؑ! تو میری مدد کر۔ کیا حضورؐ کو علیؑ کی مدد کی ضرورت تھی، کیا حضورؐ علیؑ کی مدد کے محتاج تھے، اگر نہیں تو حضورؐ نے علیؑ سے مدد کیوں مانگی۔ اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ کئی لوگ یا علیؑ مدد کو بدعت کہیں گے کہ آج میں اُحد کے دن علیؑ سے مدد مانگ کے یا علیؑ مدد کہنا سنت کیوں نہ بنا دوں۔

جب حضورؐ زمین پر گرے ہوئے تھے اور علیؑ کافروں کے ساتھ جنگ کر رہے تھے تو ساری دنیا علیؑ کی تعریف کر رہی تھی۔ سوروں کو حکم ہوا کہ آسمان کے دروازے کھول کر میرے شیر کی جنگ کا نظارہ تو کر دو۔ سحری اپنی زبان میں تعریف کرنے لگیں۔ فرشتے اپنی زبان میں تعریف کرنے لگے۔ خدا نے فرمایا کہ جب میری ساری مخلوق میرے شیر کی تعریف کر رہی ہے تو ایک فقرہ مدح کا میں کیوں نہ کہہ دوں، تو اُس وقت عرش سے آواز آئی لَا فَتْحَ إِلَّا بِكَ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْقِیَاسِ۔

میں نے کئی مرتبہ سوچا کہ یا رسول اللہ! جب آپ کو پتہ تھا کہ خیبر علیؑ کے ہاتھ پر ہی فتح ہوگا تو پہلے دن ہی علیؑ کو علم دیتے، فتح کراتے، گھر جاتے خواہ مخواہ دو مہینے راشن ختم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میں پہلے دن ہی علیؑ کو علم دے دیتا اور خیبر علیؑ کے ہاتھوں فتح ہو جاتا تو ساری زندگی ان کے مرید تمہاری جان کھا جاتے کہ ہمارے بزرگوں کو وقت نہیں ملا تھا۔ اگر ان کو وقت مل جاتا۔ علیؑ نے تو ایک قلعہ فتح کیا تھا وہ خیبر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ فرمایا اسی لئے سب کو

عَلَىٰ أَعْمَاءَ كَثْرَةً۔ جب جناب فاطمہؑ نے دیکھا کہ خونِ پانی سے بند نہیں ہو رہا عَمَدَاتِ رَأَىٰ حَصِيصًا فَحَرَقَتْهَا فَأَلْصَقَتْهَا عَلٰی جُرْحِهِ۔ تو اپنا دوپٹہ اتار کر اس کے پتے کو آگ لگائی۔ جب راکھ بن گئی تو اس راکھ کو حضورؐ کے زخموں پر لگایا تو خون بند ہو گیا۔ جب خون بند ہو گیا تو حضورؐ کی آنکھ کھلی۔ کیا دیکھا کہ فاطمہؑ سانسے بیٹھی ہے۔ فرمایا بیٹی! تو یہاں کیوں آگئی؟ کہا بابا! میری لاکھ چادریں قربان ہو جائیں، اور میں قربان جاؤں! دین پر جب بھی مصیبت آتی ہے یا چادر فاطمہؑ کی ہوتی ہے یا چادر زینبؑ کی جنگِ اُحد میں چادر فاطمہؑ کی اور جنگِ کربلا میں چادر زینبؑ کی۔

مقتل کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب جناب زینبؑ اپنے بھائی کی لاش پر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ لاش کے ٹکڑے کئی مقامات پر بکھرے پڑے ہیں۔ لاش کو دیکھ کر مدینے کی طرف رخ کیا اور کہا اماں! جنگِ اُحد میں تو نے اپنے بابے کا خون دھویا تیرے بابے کا ایک زخم تھا، میرے بھائی کے ہزاروں زخم ہیں میں کہاں کہاں سے خون دھوؤں اور کہاں کہاں مرہم پی کر دوں۔

جب حضورؐ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ تمام لوگ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں، تو فرمایا اے علیؑ! تو بہ برادرانِ خود ملحق نگشتی۔ کہ جہاں تیرے دوسرے بھائی گئے ہیں تو اُن کے ساتھ کیوں نہیں گیا۔ علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! اَلْكَفْرُ لِعَدِّ الْإِيْمَانِ۔ کیا میں ایمان لانے کے بعد کافر ہو جاؤں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ علیؑ! میری مدد کر کہ مدد کا وقت ہے۔ علیؑ نے حضورؐ کی مدد کی تو جبرائیل فرشتہ نازل ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! مواسات ایس است کہ علیؑ بجائی آرد کہ مدد اس کو کہتے ہیں جو علیؑ کر رہا ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ عَلِيٌّ مِثِّي وَ اَنَا مِثُّهُ۔ کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ علیؑ کوئی بیگانہ ہے جو

علی کو علم دیا اور فرمایا علی! جا اور خیبر کو فتح کر۔ حیدر کر ارجب میدان میں نکلے تو نعرے مار کر نکلے، مرحب کو پکار کر نکلے، سامنے مرحب اگر کہتا ہے میں مرحب ہوں۔ جب حیدر نے سنا تو فرمایا عَلِمْتُ حَيْبُؤَنَا السَّيِّئُ سَمِعْتُنِي أُرْمِي حَيْدُوسَا کہ خیبر کی زمین کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

ایک دفعہ تونسنہ شریف میں عبدالستار کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ ابھی مناظرہ شروع نہیں ہوا تھا۔ مومن بڑے جوشیلے ہوتے ہیں۔ انہوں نے نعرہ حیدری لگانا شروع کر دیا تو ملاں نے کتابیں سمیٹنا شروع کر دیں اور کہا کہ مناظرہ ختم میں نے کہا کہ مولوی صاحب کیا بات ہے ابھی تو مناظرہ شروع بھی نہیں ہوا تو ختم کیسے ہو گیا۔ کہا جی بس ختم سمجھو، میں نے کہا حضرت! کچھ تو بتاؤ بات کیا ہے؟ کہنے لگا یہ نعرہ حیدری نہیں سنایہ کیوں لگاتے ہو۔ میں نے کہا مولوی صاحب! علی کا نام بڑا بابرکت ہے علی کا نام لینے سے تو جن بھوت چلے جاتے ہیں تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔ کہنے لگا تکلیف کی بات نہیں کیا تمہیں نعرہ تکبیر نہیں آتا، میں نے کہا آتا ہے نعرہ رسالت نہیں آتا، میں نے کہا آتا ہے، تو اس نے کہا کہ اللہ کا نام چھوڑ کے، رسول کا نام چھوڑ کے تم علی کا نام کیوں بیتیے ہو؟ میں نے کہا کہ تمہاری عزت کے لئے، کہنے لگا کیسی عزت ہے، میں نے کہا مولوی صاحب! غلطی نہ کر، نعرہ تکبیر وہاں لگایا جاتا ہے جہاں اللہ کو ماننے والا کوئی نہ ہو۔ نعرہ رسالت وہاں لگایا جاتا ہے جہاں محمد کو ماننے والا کوئی نہ ہو تم تو ہمارے سبائی ہو، خدا کو مانتے ہو، رسول کو مانتے ہو، بات تو ساری امامت کی ہے تم اپنے امام کا نعرہ لگاؤ ہم اپنے امام کا نعرہ لگاتے ہیں۔

کہنے لگا یہی تو مصیبت ہے ہم نعرے لگا لگا کے تمہاری جان کھا جاتے

وقت دیا موقع دیا تاکہ بعد میں اعتراض نہ کر سکیں۔ ریاض النضرہ میرے ہاتھ میں ہے اس کے صفحہ ۲۳۶ میں لکھا ہے کہ کس طرح ان کو وقت ملا اخذًا اَلِکَوَاءُ اَبُو بَكْرٍ۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکر نے علم لیا، حضور نے دیا نہیں وہ خود لے گئے تھے لیکن واپس تشریف لے آئے۔ دوسرے دن دوسرے بزرگ نے علم لیا اور وہ بھی پہلے کی طرح واپس۔ جب تمام لوگوں سے خیبر فتح نہ ہو سکا تو سارے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! یہ قلعہ ہمارے بس کا نہیں ہے، جھنڈا اکھاڑو گھر چلو، ہم نے کوئی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ سارے قلعہ ہم نے ہی فتح کرنے ہیں کوئی ہوا کوئی نہ ہوا۔ جب حضور نے دیکھا کہ میرے فوجی بد دل ہو رہے ہیں تو فرمایا آرام سے بیٹھ جاؤ بخاری شریف جلد دوسری صفحہ ۶۵ پر ہے کہ لَاُعْطَيْنَ الرَّايَةَ غَدًا جَلَّ عَنَّا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَبِحَبْنَةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ يَفْعَلُ اللَّهُ عَلَي يَدَيْهِ۔ میں کل اس کو علم دل کا جو مرد ہوگا، اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہونگے اور وہ اللہ و رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا۔ تو تمہیں پتہ نہ چل گیا کہ فتح خدا کو تاپ ہے ہاتھ علی کا ہوتا ہے۔ مدد خدا کو تاپ ہے ہاتھ علی کا ہوتا ہے اور رزق خدا دینا ہے تقسیم کیلئے ہاتھ حیدر کرار کا ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میں علم اس کو دوں گا جو مرد ہوگا۔ میں نے بڑا سوچا کہ حضور نے علی کو مرد کیوں فرمایا تھا، کیا پہلے مرد نہ تھے؟ بخاری شریف پڑھی پتہ نہ چلا مشکوٰۃ پڑھی پتہ نہ چلا، ساری کتابیں پڑھیں لیکن پتہ نہ چلا کہ مرد کیوں فرمایا۔ لیکن جب ۱۹۶۵ء کی جنگ ہوئی ہر آدمی نے فوجیوں کو خراج عقیدت پیش کیا لیکن جس دن ریڈیو پر یہ ترانہ آیا کہ جنگ کھینڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی۔ اس دن پتہ چلا کہ رسول نے علی کو مرد کیوں فرمایا تھا۔

لیکن میرے سر پر چادر نہیں ہے جو تجھ پر سایہ کر دوں، لیکن میرے سرتاج! میں تیری لاش پر کھڑے ہو کر وعدہ کرتی ہوں کہ جب تک رباب زندہ رہے گی نہ ٹھنڈا پانی پئے گی نہ سائے میں بیٹھے گی۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ رباب نے جو حسین کی لاش پر وعدہ کیا تھا وہ پورا بھی کیا تھا یا نہیں؟ رباب ایک سال تک دھوپ میں بیٹھ کر حسین حسین کرتی رہی۔ جب جب بیسیاں رہا ہو کر مدینہ میں آئیں، تالے بنی ہاشم کے کھل گئے، تمام بیسیاں اندر چلی گئیں مگر اُمّ رباب صحن میں دھوپ میں بیٹھ گئی اور کربلا کی طرف مُنہ کر کے کہتی ہے میرے سرتاج! دیکھ لے میں تیرے وعدے یا ذکر کر کے رو رہی ہوں۔

میں مرنے گیا کس مُنہ سے بیان کروں۔ جب ایک سال گزر گیا تو مدینے کی عورتیں اکٹھی ہو کر زینب کے پاس آئیں، کہا زینب! یہ مدینہ بے شام نہیں، اب ہم سے برداشت نہیں ہونا کہ اُمّ رباب دھوپ میں بیٹھ کر مرجائے۔ رباب سے کہو کہ سائے میں آکر بیٹھ جائے۔ زینب اُٹھی اُمّ کلثوم کو ساتھ لیا وہاں آئیں جہاں اُمّ رباب دھوپ میں بیٹھی تھی۔ رباب کا ایک ہاتھ زینب نے پکڑا اور ایک ہاتھ اُمّ کلثوم نے پکڑا۔ زینب نے فرمایا رباب: تجھے کیا سمجھتی ہے میں تجھے حسین کی جگہ حسین سمجھتی ہوں۔ جب زینب نے دیکھا کہ رباب کے دل میں میری بڑی تدر ہے تو فرمایا اگر تو مجھے حسین کی جگہ پر حسین سمجھتی ہے تو میں زینب کہتی ہوں کہ اگر سائے میں بیٹھ جاؤ۔ یہ سُننا تھا کہ رباب کی نظر آسمان کی طرف اُٹھ گئی۔

عرض کی خالقا! مجھو ریاں بن گئیں، ہاتھ زینب کا ہے وعدہ حسین سے کر کے آتی ہوں۔ اگر سائے میں بیٹھ جاؤ تو حسین کی وفا نہیں رہتی،

لیکن کیا کریں ابھی تک ہمارے بزرگوں کا نعرہ بنا ہی نہیں ہے۔ تو میں نے کہا جب تک نہیں بنتا علی علی کرتے جاؤ جب بن جائے گا اُن کا لگایا۔ پھر کہنے لگا مولوی اسماعیل! یہ بتا تم تو علی کے نعرے لگاتے ہو کبھی علی نے بھی اپنا نعرہ لگایا تھا میں نے کہا بالکل لگایا۔ جب مَرَحِب کے سامنے علی آئے تو فرمایا میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

جب جنگِ خیبر فتح ہو گیا تو میرے مولا فرماتے ہیں میرا "حیدر" نام میری ماں نے اُس وقت رکھا تھا جب میں تین دن کا بچہ تھا اور گھوڑے میں اُتر کر کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔ لیکن میری ماں نے اُحد نہیں دیکھا، خندق نہیں دیکھا، آج خیبر نہیں دیکھا۔ اگر میری ماں آج جنگِ خیبر دیکھ لیتی تو خدا جانے میرا کیا نام رکھ دیتی۔

جب جنگِ خیبر فتح ہو گئی، لوگ قیدی ہو گئے ان قیدیوں میں مَرَحِب کی بہن صفیہ بھی تھی۔ جب اس نے اپنے بھائی کی لاش دیکھی تو رونابینا شروع کر دیا وہ کافرہ تھی لیکن اُسے کسی نے اپنے بھائی کی لاش پر رونے سے روکا نہیں۔

قربان جاؤں حسین تیری غربت پر تیری بہنوں کو تیری لاش پر لیکن کسی نے رونے نہیں دیا۔ جب بیسیاں لاشِ حسین پر آئیں تو ہاتھ رتبیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ جب زینب نے اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا تو اُونٹ سے اس طرح اُتری جس طرح عباس گھوڑے سے اُترا تھا۔

زینب نے اپنے بھائی کی لاش پر بین کیا، سب بیسیوں نے بین کیا لیکن ایک نبی بی بی ہے جو حسین کی لاش کے قریب نہیں آئی چند قدم دور کھڑی ہو گئی۔ عزا دارو! بتر ہے وہ کون بی بی ہے، وہ بی بی علی اصغر کی ماں اُمّ رباب ہے لاش سے دور کھڑے ہو کر کہتی ہے میرے سرتاج! میں تیری لاش کو دھوپ میں دیکھ کر جا رہی ہوں

مجلس پنجم

خلافت



وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
ارْتَضَى لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا
يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝
(پ، سورہ نور - آیت ۵۵)

حضرات! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، اٹھارہویں
پارے سورہ نور کی آیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ خلافت بیان
فرمایا ہے۔

حضرات! دیکھئے کہ خلیفہ کے معنی ہیں "بہ جائے کسے کار کردن"۔
کہ کسی کی جگہ کام کرنے کے۔ مثلاً میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں، آپ میری
جگہ وہ کتاب لکھ دیں تو آپ میرے خلیفہ ہوں گے یا میں یہاں تقریر کرنا
چاہتا ہوں اور آپ میری جگہ پر وہی تقریر کر دیں تو آپ میرے خلیفہ ہوں گے
جو میری جگہ پر کام کرے گا وہ میرا خلیفہ اور جو مَحَمَّد کی جگہ پر کام کرے گا
وہ مَحَمَّد کا خلیفہ ہوگا۔

اگر میں اس جگہ پر تقریر کرنے کے لئے حاضر نہ ہوتا تو آپ میرا خلیفہ

اگر نہ بیٹھوں تو زینب کی جیسا نہیں رہتی۔ یہ کہنا تھا کہ موت کا پسینہ آگیا۔
فضہ پاس کھڑی تھی کہا زینب کس کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہو اُم رباب تو مر گئی ہے
شیعو! اُم رباب مر گئی لیکن حسین کے وعدے پورے کر گئی۔

اَلَلَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ ۝



میری نسبت یہ یاد رکھو! کہ میں اہل بیت کے ہوا نہ
کسی کو جانتا ہوں نہ کسی کو مانتا ہوں۔ جو ان کا ہے وہ میرا
ہے جو ان کا نہیں وہ میرا بھی نہیں۔ جو ان کا ہے اس پر رحمت
جو ان کا نہیں اس پر.....

(مبلغ اعظم)

آذرا پہلے ان خلیفوں سے پوچھتے ہیں جن کی مسلمان پوجا کر رہے ہیں کہ تمہیں اللہ نے بنایا ہے یا رسول اللہ نے بنایا ہے۔ اگر وہ خود کہہ دیں کہ میں کسی نے نہیں بنایا تو تمہیں زبردستی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

میرے ہاتھ میں سلم شریف ہے دوسری جلد ہے ص ۱۲ ہے۔ کہ جب حضرت خلیفہ ثانی کا وقت آخر قریب آیا تو لوگوں نے عرض کیا یا حضرت! آپ تو دنیا سے جا رہے ہیں آپ اپنے بعد کوئی خلیفہ مقرر کر کے جائیں نا کہ ہم گمراہ نہ ہوں تو خلیفہ صاحب نے فرمایا میں نہیں بنا سکتا، جس کو دل چاہے بناو۔ تو لوگوں نے عرض کی یا حضرت! اگر آپ کی بھیڑ بکریاں ہوں اور چرواہا جنگل میں چھوڑ کے آجائے تو آپ کو تکلیف ہوگی یا نہیں۔ کہا ہوگی، تو انہوں نے کہا کہ پھر رسول کی امت کو بھیڑ بکریوں سے کم تو نہ سمجھیں، کوئی چرواہا تو مقرر کر کے جائیں۔ جب دیکھا کہ لوگ مجبور کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ مجھے مجبور نہ کرو ورنہ مستخلف رسول اللہ کہ جب رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تو میں کیسے بنا کر جاسکتا ہوں۔

جن کو تم خلیفہ کہتے ہو وہ خود کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ رسول اللہ نے کس کو خلیفہ بنایا ہے۔

تفسیر ابن کثیر سے پڑھتا ہوں چوتھی جلد سے پڑھتا ہوں آخری صفحہ سے پڑھتا ہوں۔

حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہیں کہ اگر میں رسول خدا سے تین چیزیں پوچھ لیتا تو مجھے وہ سرخ انٹوں سے بہتر ہوتا۔ پہلی چیز کہ مافین زکوٰۃ سے جہاد جائز ہے یا نہیں۔ دوسری چیز کہ کلاحتہ کا معنی کیا ہے، تیسری چیز کہ خلیفہ بعد خدا کہ یا رسول اللہ تمہارا بعد خلیفہ کون ہوگا۔ دوا نکار کر رہے ہیں اور تو ان کو خلیفہ بناتے جا رہے ہو۔ مدعی سست اور گواہ حیثیت والی بات ہو گئی۔

پہر ایک لڑکا بھی کھڑا کر سکتے تھے کہ بیٹا اٹھو! مولوی اسماعیل حبیبی تقریر کر دو بابا! آپ اس کو بنا تو لیں گے لیکن میرے والا علم کہاں سے آئے گا۔

میں نے تو کوئی کتاب کسی جگہ پر پڑھی، کوئی کسی جگہ پر دیکھو! کوئی کسی مولوی سے، میں ایک عام دنیا کا مولوی ہوں میری جگہ پر اگر عام آدمی میری نیابت نہیں کر سکتا تو جو عرش اعظم سے پڑھ کر آیا ہو اس کا اتنی جلدی خلیفہ کون بن سکتا ہے۔

اس آیت میں وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کو خلیفہ بنائے گا۔ فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ کہ اللہ نے وعدہ کیا میں خلیفہ کروں گا۔ خدا کے بندے! میں یہ کیسے مان لوں کہ وعدہ خدا کرے بنانا ہم شروع کر دیں۔ کیسے خلیفہ کروں گا کھانا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ جیسے میں نے ان سے پہلے خلیفہ بنائے خدا نے معیار بتا دیا ہے جیسے پہلے بنائے۔ جب اللہ نے تیرے سامنے نمونہ پیش کر دیا ہے تو اس نمونے کے خلیفہ ڈھونڈ، اپنی طرف سے کیوں بناتا ہے۔

اگر میں کپڑا لیکر کسی درزی کو دوں کہ اس کی دیکھو حضرات! قمیض بنانی ہے، وہ ناپ بھی لے لے اور وعدہ کرے کہ فلاں تاریخ کو آکر لے جانا، میں وعدے کے مطابق جاؤں اور درزی قمیض کے بجائے پاجامہ بنا کر بیٹھا ہو میں نہ پوچھوں گا کہ خدا کے بندے! میں نے ناپ کس چیز کا دیا تھا تو نے بنا کیا دیا ہے۔ جب خدا نے خلیفہ کا ناپ دے دیا تو ایسے خلیفہ تلاش کر، قمیض کا پاجامہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔

يَا حَادُوْنَ اَخْلَفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ - اے ہارون! تو میری قوم میں میرا خلیفہ ہو جا۔
تو آج پتہ چلا کہ خلیفے بنانے کے دو طریقے ہیں یا خدا خود اعلان کرے یا نبی ہاتھ
پکڑ کر اعلان کرے کہ من کنت مولاهُ فهذا اعلیٰ مولاهُ۔

خدا نے فرمایا، اللہ نے وعدہ کیا میں خلیفہ بناؤں گا، کیسے؟ کہا
استخلف الذین من قبلہم جس طرح پہلے بنائے ہیں۔ اگر علی کی خلافت کو
سمجھنا ہے تو پہلے ذرا پہلی خلافتوں کو دیکھ۔ پہلی خلافت آدم کی۔ حضرت آدم
کس طرح خلیفہ بنا۔ میرے خالق نے فرمایا وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ
جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۗ اَسْمِعُوْا لَہٗ اِنْ کُنْتُمْ رٰسِیْنَ
میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو اب پتہ چلا کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کو خلافت بھی
خدا دے اور اعلان بھی خود کرے۔ لیکن جب خدا نے یہ اعلان فرمایا تو فرشتے
بول پڑے قُلُوْا اَنْ یَّجْعَلَ فِیْہَا مَنْ یَّسِیْدُ فِیْہَا وَ یَسْفِکُ الدِّیْنَ مَا لَہٗ
یُخۡرِجُ نَسِیۡجَ مُحَمَّدٍ ۚ وَ لَقَدْ مِّنْ لَّکَ کَیۡدٌ اَسِیۡفٌ
بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خونریزیاں کرے گا۔ حالانکہ ہم تیری حمد
بھی کرتے ہیں اور تیری تقدیس بھی کرتے ہیں۔ تو خدا نے فرمایا چپ ہو جاؤ۔ اِنِّیْ
اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ آج پتہ چلا کہ اگر اجماع
حجت ہوتا تو خدا فرشتوں کو خاموش نہ کرتا۔ فرشتے ٹوری خلیفہ ہیں اور جب فرشتوں کا
اجماع قابل قبول نہیں ہے تو میرے اجماع کی کیا حقیقت ہے۔

پھر فرمایا عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کَیۡنَ اَدۡمُ کُلِّیْ عَلَّمَ سَکَّاحًا دِیَا۔
تَمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰی الْمَلٰٓئِکَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِمَا اَمۡرَ اللّٰہُ فَرَسَتُوْنَ
کے سامنے وہ نام پیش کئے کہ ان کے نام بتلاؤ لیکن فرشتے نہ بتلا سکے۔ خالق
نے فرمایا یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْہُمۡ بِاَسْمَآئِہِمۡ اے آدم! تم نام بتاؤ، تو آدم نے بتائے

حَضَرَ اِنِّیْ! دیکھو یہ میری شیروانی ہے۔ اگر میرا شاگرد کہہ دے
کہ یہ شیروانی مولانا صاحب کی نہیں ہے آج ان کے پاس شیروانی نہیں تھی میں
نے کہا چلو میری ہی پہن لو، کہنے کو تو کہہ سکتا ہے کہ یہ میری ہے مگر اس کو
پہنا کر تو دیکھو اس کو فٹ بھی آتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ اس میں سارا ہی سما جائے
تو تمہیں پتہ نہ چل جائے گا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اور مجھے کیوں فٹ آ رہی ہے
اس لئے کہ جب درزی نے شیروانی بنائی تھی تو اس نے میرا ناپ لیا تھا۔ تو خدا
کے بندے! جب درزی بھی کپڑے کا ناپ لیتا ہے تو جب اللہ نے خلافت دی
تو ناپ ہی نہیں لیا کہ کس کو فٹ آ رہی ہے اور کس کو نہیں؟

دیکھو! میں شیعہ ہوں لیکن پھر بھی حضرت علیؑ کو چوتھا خلیفہ
مانتا ہوں پہلا نہیں مانتا۔ اب آپ سوچیں گے کہ موسیٰ اسماعیل کو شیعہ ہوتے
چالیس سال ہو گئے نامراد ابھی پورا شیعہ نہیں ہوا۔ نابابا! یہ نہیں کہہ رہا
بلکہ تفسیر ربان میں حضرت علیؑ خود فرما رہے ہیں کہ اَنَا رَایِعُ الْاَخْلَآءِ میں چوتھا
خلیفہ ہوں مَنَ کَمَ لَیۡضَلَّ فَعَلِیۡہِ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ مانے
اس پر خدا کی لعنت ہے۔ خدا کے بندے! علی اجماع اور شوری کا چوتھا نہیں
بلکہ قرآن کا چوتھا ہے رحمان کا چوتھا ہے محمد کے فرمان کا چوتھا ہے۔ قرآن کے
لحاظ سے پہلا خلیفہ آدم ہے، دوسرا داؤد ہے، تیسرا ہارون ہے اور چوتھا
حیدر کرار ہے۔

خدا نے خلیفہ کس طرح بنائے۔

جب آدم کو خلیفہ بنایا تو فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۗ مِّنْ رِّیۡنِ
میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ داؤد کو بنایا تو فرمایا اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً
فِی الْاَرْضِ۔ اے داؤد! میں نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ اور ہارون کو بنایا تو فرمایا

شیعوں نے حیدر علی سے نہ گھبرایا کرو کیونکہ ایک دفعہ نعرہ لگانے سے ختم قرآن کا ثواب ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عباس کہتا ہے ایک دفعہ حضرت علیؓ بسم اللہ کی تفسیر فرما رہے تھے رات ختم ہو گئی لیکن بسم اللہ کی تفسیر ختم نہیں ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا علیؓ! میں کتنا خوش قسمت ہوں، کتنا خوش نصیب ہوں کہ رات لمبی ہو جاتی، آپ تفسیر فرماتے رہتے اور میں تفسیر سنتا رہتا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا اے عبداللہ! رات اگر ستر ہزار سال کی ہو جائے اور میں علیؓ ابن ابی طالب بسم اللہ کی تفسیر کرنے والا ہوں تو رات ختم ہو سکتی ہے لیکن بسم اللہ کی تفسیر ختم نہیں ہو سکتی۔ میں نے عرض کیا یا علیؓ! اتنی لمبی تفسیر پڑھے گا کون؟ تو علیؓ نے فرمایا اگر میں مختصر کرنے پر آ جاؤں تو ایک نقطے میں سمیٹ سکتا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا اتنی مختصر تفسیر کون سمجھے گا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں عبداللہ! خداوند عالم نے قرآن مجید کو سات منزلوں میں اتارا ہے اور خدا نے ان سات منزلوں کا بخور سورۃ الحمد میں رکھ دیا ہے اور الحمد کی سات آیتوں کا بخور اللہ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں رکھ دیا ہے اور بسم اللہ کا بخور اللہ نے اس "ب" میں رکھ دیا ہے جو بسم اللہ کے شروع میں لگی ہوئی ہے۔ فرمایا اگر اب بھی نہیں سمجھا تو اَنَا نَقَطَةٌ تَحْتَ الْاٰیۃِ جَوْہِکَ نیچے نقطہ لگاؤ اسے وہ میں علیؓ ابن ابی طالب کی ذلت کا نقطہ ہے۔

جس طرح تمام قرآن کی تنزیل ”ب“ میں اگر سمائی ہے اسی طرح تمام قرآن

مچھر فرمایا کہ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْوا لِلَّذِيْنَ اَنْزَلْنَا الْاِبْرٰٓهٖمَ
یاد کرو اُس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں کو کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں
نے سجدہ کر دیا لیکن اِلَّا اِبْرٰٓهٖمَ ایک چودھری اڑ گیا۔ اَبٰی وَاَسْتَكْبَرَتْ وَاَنَّ
مِنَ الْكَافِرِيْنَ۔ اس نے انکار کر دیا اور بکتر کیا وہ پہلے ہی سے کافر تھا۔ دیکھو
حضور والا! کَانَ فَعْلًا ماضی کا صیغہ ہے یعنی شیطان پہلے ہی کافر تھا۔ اگر وہ
کافر تھا تو فرشتوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا کیوں رہا۔ آج پتہ چلا کہ جب تک خلیفۃ اللہ
کا اعلان نہ ہو جائے پُرانے کافروں کا پتہ نہیں چلتا۔

جب شیطان نے مسجد سے انکار کر دیا تو خدا نے کیا سزا دی۔ فرمایا
 قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
 تو یہاں سے نکل جا، تو بڑا ذلیل ہے، تجھ پر میری قیامت تک لعنت ہے۔
 آج پتہ چلا کہ خلیفہ کے منکر کی دو سزائیں ہیں، پہلی حَوْ مُوَا عَتِي کہہ کر دوبار سے
 نکال دینا اور دوسری قیامت تک اس کے پیچھے لعنت کا لیل لگا دینا۔

دیکھو! مُرد اور فرعون خدا کی توحید کا انکار کر کے خود خدا بن بیٹھے تھے
لیکن اتنی لعنت ان پر بھی نہیں ہوئی۔ شیطان نے صرف آدم کو سجدہ نہ کیا تو قیامت
تک لعنت ہوتی رہے گی۔ حالانکہ شیطان توحید کا قائل تھا، بہت بُرا موجد تھا
اس کے باوجود لعنت ————— اور بابا! تمہیں پتہ چل گیا کہ توحید کے مُنکر پر بھی
اتنی لعنت نہیں ہوتی، نبوت کے مُنکر پر بھی اتنی لعنت نہیں ہوتی جتنی خلیفۃ اللہ
کے مُنکر پر ہوتی ہے۔ بلکہ خلیفۃ اللہ کے مُنکر پر خود اللہ تعالیٰ لعنت کی
بوجھا کر رہا ہے۔

کا ثواب میری ذات میں آکر سا گیا ہے۔

پڑھ لکھ بیٹھ ہوتاؤ! "ب" کے بچے کتنے نفلے ہوتے ہیں؛ ایک اور "پ" کے بچے، تین "پ" قرآن میں آتی ہے؛ نہیں آتی نا۔ تو جھگڑا کس بات کا ہے۔ اگر "ب" کے بچے ایک نفلہ لگا دو تو قرآن کے اندر اور اگر تین نفلے لگا دو تو فوراً قرآن سے باہر ہو جائے گی۔

میرے مولائے فرمایا مجھے "الف" نہ کہنا کیونکہ "الف" مقام توحید ہے اور مجھے "ب" بھی نہ کہنا کہ وہ مقام رسالت ہے بلکہ میں وہ نفلہ ہوں جو "ب" کے بچے لگا ہوتا ہے۔ فرمایا میں ہوں تو اتنا چھوٹا جتنا "ب" سے نفلہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن ضروری اتنا ہوں کہ اگر "ب" کے بچے نفلہ نہ ہوتا تب نہیں چلتا کہ یہ "ب" ہے یا "ن"۔ اسی طرح اگر محمد کو محمد سے علیحدہ کر دو گے تو پیہ نہیں چلے گا کہ محمد نور ہو کر آیا ہے یا خاک ہو کر آیا ہے۔

سکون میں آکر ذرا جو شبیلی صلوات پڑھو تاکہ میں دوسری خلافت بیان کر دوں۔ دوسری خلافت داؤد کی، میرے خالق نے فرمایا: **يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ** کہ اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنا دیا۔ پھر فرمایا: **أَيُّنَاكَ الْحِكْمَةُ وَفَضَّلَ الْخُطَابُ** کہ ہم نے داؤد کو حکمت اور فیصلہ کرنے کی طاقت دی، اور رسول کریم نے فرمایا: **أَنَا دَاوُدُ الْحِكْمَةُ وَعِزِّي بَابُهَا** کہ میں حکمت بگسر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ دوسری چیز ہے فضل الخطاب کہ فیصلہ کرنے کی طاقت دی۔ اب رسول کے بعد وہ بندہ پیش کر جس کو فیصلہ کرنے کی طاقت دی گئی ہو۔ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ اہل بیت حضور کے پاس آئے عرض کی یا رسول اللہ کہ ہمیں اپنے اصحاب سے ایک قاضی دیجئے جو ہمارے فیصلے کرے، تو حضور نے فرمایا: **افضنا** کہ علی ابن ابی طالب کی قوم میں سب سے بڑا

قاضی علی ہے۔ تم علی کو بے جاؤ۔ تو اس وقت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ابھی کمسن ہوں میں ان کے فیصلے کیسے کروں گا۔ تو فرماتے ہیں کہ حضور نے مجھے اپنے پاس بلا کر اپنے ہاتھ کو میرے سینے پر رکھا، اس کے بعد مجھے کوئی ایسا مسئلہ درپیش نہیں ہوا جس کا میں جواب نہ دے سکوں۔

پھر فرمایا **النَّالَةُ الْحَدِيدُ** کہ جب ہم نے داؤد کو خلیفہ بنایا تو اس کے لئے لوہا نرم کر دیا، اس کے لئے پہاڑ مسخر کر دیئے، پندے سر پہ جمع ہو گئے۔ اب ذرا وہ بندہ پیش کر جس کے سامنے لوہا نرم ہو جائے اور پہاڑ مسخر ہو جائیں، ورنہ میں پیش کرتا ہوں۔ ریاض النضرہ میں ہے، جب علی خیبر کے دن سرحب کی طرف آئے تو **فَرَكَزَ سَائِتُهُ فِي حِجَامَتِهِ** کہ علی نے اپنے علم کو پیچس کاڑ دیا تو کسی نے پوچھا یا علی! آپ کا علم پیچس کیسے گر گیا تو علی نے فرمایا میں ہوں خلیفہ اللہ اگر میرے سامنے پیچس بھی پانی نہ ہو جائیں تو میں خلیفہ اللہ کیسے ہو سکتا ہوں۔

داؤد کو خلافت کب ملی، خالق کی آواز آئی: **فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ** جب طالوت اور جاووت کے درمیان جنگ ہونے لگی تو **قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِالْجَانُوتِ وَجُنُودِهِ** طالوت کی فوجوں نے جواب دیا کہ ہم جاووت اور اس کی فوجوں کے سامنے نہیں لڑ سکتے۔ تو حضرت طالوت نے فرمایا او خدا کے بندو! مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ، جاووت کو قتل کر دو۔ جو آج جاووت کو قتل کرے گا میں اس کو اپنی پگڑی بھی دوں گا اور اپنی بیٹی کا رشتہ بھی دوں گا۔ قرآن تیرے سامنے ہے فرمایا **قَتَلَ دَاوُدُ الْجَانُوتَ**۔ حضرت داؤد نے جاووت کو قتل کر دیا تو حضرت طالوت دوڑ کر آئے اور کہا کہ میں پگڑی بھی دیتا ہوں اور بیٹی کا رشتہ بھی دیتا ہوں۔ وہ لڑکی حضرت سلیمان کی ماں مہنی۔ تو جب میرے مولود حیدر کرار نے جنگ خندق کے دن عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو حضور دوڑ کر آئے، فرمایا پگڑی

اب دیتا ہوں بیٹی کا رشتہ پہلے دے چکا ہوں۔

تیسری خلافت ہارون کی ہے فرمایا اذْكَالَ مُوسَىٰ لِكَيْتَبِيْهِ يٰٰهٰرُوْنَ اَخْلُقْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ كِه جب حضرت موسیٰ تورات لینے کے لئے کوہ طور پر جا رہے تھے تو اپنے بھائی ہارون کو کہا اخلقی فی قومی کہ اے ہارون! تو میری قوم میں میرا خلیفہ ہو جا۔ حضرت موسیٰ طور پر چلے گئے اور چالیس دن وہاں رہے۔ قوم نے پیچھے پھیرنا لیا اور پھر اپنی پستی شروع کر دی۔ حضرت ہارون نے قوم کو بہت سمجھایا بچھایا مگر وہ نہ ماننے میں آئی وَكَلَّمَا رَجَعَ اِلٰی قَوْمِهٖ عَصَبَانِ جِب جب حضرت موسیٰ واپس تشریف لائے تو بڑے غضبناک ہو کر آئے۔ ہارون سے پوچھا کہ جب یہ لوگ گمراہ ہو رہے تھے تو تو نے ان پر تلوار کیوں نہیں اٹھائی، تو حضرت ہارون نے کہا اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَقْتُ بَيْنَ بَنِیْ اِسْرٰٓئِیْلَ کہا بھتیجا! میں نے انہیں بہت سمجھایا۔ مگر میں ان سے لڑتا تو مجھے ڈرتھا کہ آپ فرماتے تو نے بنی اسرائیل میں تفریق پیدا کر دی ہے۔ تو پھر میں کیوں تنگ کرتا ہے کہ اگر علی خلافت کا حقدار تھا تو علی نے تلوار کیوں نہیں اٹھائی حضور فرماتے ہیں یٰٰ عَلٰی اَنْتَ مَبْنٰی ہٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی کہ اے علی! تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی۔ اگر ہارون نے تلوار اٹھائی تھی تو علی بھی اٹھا لیتے۔ خدا کے بندے! جب ہارون بنی اسرائیل میں تفریق پسند نہیں کرتا تو علی اُمّتِ مُحَمَّدٍ میں تفریق کیسے برداشت کر سکتا ہے۔

میں تین خلافتیں آپ کے سامنے پڑھ چکا ہوں۔ نعرہ جیدری لگا اب جو تھی خلافت پڑھتا ہوں۔

حضرات! خلیفہ کی ضرورت تین مقام پر ہوتی ہے۔ اِنَّ الْخِلَافَةَ

عَنِ الْغَيْبِ اِنَّمَا يَكُوْنُ لِرَجُلٍ مِّنْهُمْ اَوْ عَجَزَةٍ اَوْ مَوْتِهٖ۔ پہلا منصب جب غائب ہو جائے، دوسرا منصب جب لاچار و بیمار ہو جائے اور تیسرا جب منصب مرجعے یا اس کی موت مشہور ہو جائے۔

پہلی نیابت جب منصب غائب ہو جائے۔ حضور کب غائب ہوئے، شبِ ہجرت کا واقعہ دیکھو۔

اب آذرا کوئی بندہ پیش کر جس نے بستر رسول پر حق نیابت ادا کیا ہو۔

کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کو حضور ساتھ بھی تو لے گئے تھے اور شبِ ہجرت راستے میں حضور کو اپنے کندھوں پر سوار کیا تو میرے عزیز! ٹھیک، علی کو فتح مکہ کے دن حضور نے اپنے کندھوں پر سوار کیا۔ ایک کو سواری بنایا ایک کو سوار بنایا، تو خدا کے بندے! سوار کو سوار رہنے دے اور سواری کو سواری رہنے دے۔

حضور نے شبِ ہجرت ہی فیصلہ کر دیا تھا کہ میرا خلیفہ کون ہو سکتا ہے آدمی ساتھ اپنے نوکروں کو لے جاتا ہے اور پیچھے گھر میں اپنے جیسا چھوڑتا ہے تو حضور شبِ ہجرت ایک کو ساتھ لے گئے اور ایک کو اپنے بستر پر سلا کے گئے غارتھا امن کی جگہ اور بستر تھا خطرے کا مقام۔ ایک کو امن کی جگہ پر ساتھ لیکر گئے اور دوسرے کو خطرے کے مقام پر سلا کے گئے تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ خطرے کے مقام پر سوتا کون ہے اور امن کے مقام پر روتا کون ہے۔

کسی نے پوچھا کہ یا علی! شبِ ہجرت آپ کو نیندا آگئی تھی، فرمایا جیسا اس رات سویا تھا کبھی سویا ہی نہیں۔ تو عرض کی مولّا! وہاں تو کافر تلواریں لئے کھڑے تھے آپ کو نیند کیسے آگئی، تو میرے مولّا فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا گھر

یَا رَسُولَ اللَّهِ! اگر جسارت نہ ہو تو عرض کریں کہ جس جنگ میں علیؑ جائیں اس میں تو علیؑ کا حق ہے لیکن جس جنگ میں علیؑ نہ ہوں اس میں علیؑ کا حصہ رکھنا زیادتی ہے، یہ ساری ہماری محنت ہے۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ اگر علیؑ نہیں تو علیؑ کے غلام جو ہیں، ہمارا حصہ علیؑ کو دے دیا جائے۔

جب منیب کی خبر مشہور ہو جائے تو خلیفہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنگ اُحد دیکھو کہ جب شیطان نے اعلان کر دیا کہ قد قتل محمدؐ کو محمدؐ قتل ہو گئے تو ساری دنیا بھاگ رہی تھی۔ بتاؤ اس وقت کرتے ہوئے محمدؐ کو اُٹھایا کس نے تھا، آتے ہوئے کافروں کو پیچھے ہٹایا کس نے تھا اور بھاگتے ہوئے مسلمانوں کو واپس بلا یا کس نے تھا۔

میرے مولا جبر رکڑا فرماتے ہیں کہ اگر ساری دنیا بھی رسولؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائے تو میں علیؑ نہ بھاگوں گا۔ یا میدان میں مرجاؤں گا یا دین محمدؐ کو قائم کر جاؤں گا۔

بس میرے عزیزو! وقت نہیں ہے ورنہ خلافت علیؑ پر آیتوں اور حدیثوں کے دریا بہا دیتا۔ صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ اگر مسلمان خلافت اور وراثت کو سمجھتے تو علیؑ کو جو تھا خلیفہ نہ بناتے اور فاطمہؑ کو دربار سے حسانی واپس نہ کرتے۔ حد ہو گئی مسلمان تیری عقل کی کہ جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے اس کی بیٹی روتی ہوئی تیرے دربار سے خالی آ رہی ہے۔ جب رسولؐ کی وفات ہوئی تو فاطمہؑ بڑی روئی۔ رات دن رونا، ہر وقت رونا لیکن کسی مسلمان نے اگر نہیں کہا کہ فاطمہؑ تیرے بابا کا بڑا افسوس ہے، تسلی تو تسلی رہی۔ ایک دفعہ مسلمانوں کا وفد علیؑ کے پاس آیا، کہا یا علیؑ! فاطمہؑ رات دن روتی ہے نہ ہم رات کو سو سکتے ہیں اور نہ دن کو آرام کر سکتے ہیں۔ کہا فاطمہؑ سے کہو کہ اپنے بابا کی رات کو

سے نکل رہے تھے تو حضورؐ نے فرما دیا تھا کہ یا علیؑ! آرام سے سو جا، کافر تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر رسولؐ کے کہنے کے باوجود اگر میں رد پڑتا تو خلیفہ الہی کیسے ہو سکتا تھا۔

تمام جنگوں میں حضرت علیؑ تشریف لے گئے ہیں لیکن غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوئے۔ رسولؐ خدا نے تبوک جاتے وقت حضرت علیؑ کو پیچھے چھوڑ دیا تھا تو علیؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا اَمَّا تَرَوْهُنَّ اَنْ يَكُوْنَنَّ بِمَنْزِلَةِ هَادُوْنَ مِنْ مُوسٰی اِنَّهٗ لَا يَبْقٰی لِعِبْدِيْ - کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی لیکن فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

حضورؐ تشریف لے گئے جب کافروں کو پتہ چلا کہ آج علیؑ نہیں آئے تو سب کہنے لگے پھر فکر کی کوئی بات نہیں، اب مسلمان جنگ نہیں جیت سکتے، بات ساری علیؑ کی تھی۔ حضورؐ نے بھی سوچا اب کیا ہوگا۔ تو خدا نے چار فرشتوں کو حکم دیا کہ آج تم علیؑ کی شکل اختیار کر کے جاؤ اور مشرق، مغرب، شمال اور جنوب سے کافروں کو اپنی شکلیں دکھاؤ۔ جب جنگ شروع ہوئی تو کافروں نے علیؑ کی شکل دیکھی تو کہنے لگے کہ مسلمانوں نے ہم سے دھوکہ کیا ہے، کہتے تھے کہ علیؑ نہیں آئے۔ مشرق والے کہنے لگے علیؑ تو ادھر سے آ رہے ہیں مغرب والے کہنے لگے علیؑ ادھر آ رہے ہیں۔ سب کافر آپس میں گھبرا کر کمر لگے۔ کچھ آپس میں ٹکرا کر مر گئے باقی کافر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں بہت مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اب مال غنیمت کو تقسیم کرنے کی باری آئی تو سب کا حصہ رکھ کے علیؑ کا بھی ایک حصہ حضورؐ نے رکھا تو سارے صحابہ ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں

او میں قربان جاؤں کس قسم سے پڑھوں، جب بی بی دروازہ پر پہنچی تو دروازے پر زینب کھڑی تھی۔ کہا اماں روتی کیوں ہے، کیا ہوا جو امتحان نے سختی نہیں دیا۔

لکھا ہے بتول نے گھر میں رونا چھوڑ دیا اور حنت ابلیع میں آکر رونا شروع کر دیا۔ کچھ دن گزرے تھے کہ جناب سمنائے آئے کہا بی بی! تو یہاں رونا ہے زینب اور حسین گھر میں رو رہے ہیں۔ فرمایا کیوں؟ کہا مسلمانوں نے تیرا حق دینے سے انکار کر دیا ہے۔ بی بی روتی ہوئی گھرائی۔ بنی ہاشم کی عورتوں کو اکٹھا کیا کہا بیٹیو! آج میرے گھر سے دربار تک پردہ بناؤ میں اپنے بابا کے دربار میں اپنا حق مانگنے جاؤں گی۔ عورتوں نے پردہ بنایا۔ دائیں پردہ، بائیں پردہ، اوپر پردہ۔ اس پردے میں محمد کی بیٹی چلی۔ جب مسجد کے دروازے پر آئی تو دیوار کے ساتھ سر لگا کر بی بی بہت روئی۔ عورتوں نے پوچھا بتول! کیوں رو رہی ہے بتول نے فرمایا مجھے وہ وقت یاد آ رہا ہے جب میں پہلے اپنے بابا کے دربار میں آتی تھی تو میرا باپا خود منبر سے اتر کر مجھے لینے کے لئے آجاتا تھا لیکن آج میں دیکھ رہی ہوں کہ کوئی مسلمان میری تعظیم کو اٹھتا ہے یا نہیں؟ جب بہت دیر ہو گئی اور کسی نے نہ پوچھا کہ بی بی! تو کون ہے تو روتے ہوئے بتول نے کہا مسلمانوں میں تمہارے نبی کی بیٹی ہوں۔ پوچھا بی بی تو کیوں آئی ہے؟ کہا میں اپنا حق لینے آئی ہوں۔ کہا کوئی ناسحق؟ فرمایا جو میرے بابا نے مجھے دیا ہے۔ کہا بی بی! تیرا کوئی حق نہیں

مجلس ششم

مودت



قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَن يَقْتَرِفْ حَنَّةً
نِّزْدًا لَهُ فَيَسْأَلْهُ اللَّهُ غَفُورًا شَكُورًا۔

میں دنیا کو آل محمد کی محبت کی دعوت دے رہا ہوں جیسا کہ
حضرات! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قُلْ کہ میرا حبیب! یہ کہہ دے
اعلان کر دے کہ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا کہ اس دین پر اس قرآن پر، اس
اسلام پر، اس نظام پر، اس تمہاری نجات پر، اس جنت پر، اس توحید پر
اس رسالت پر اور اس شریعت پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا صرف دوستی مانگتا
ہوں مگر تمہارے قریبیوں میں نہیں بلکہ اپنے قریبیوں میں، ورنہ اپنے قریبیوں کی
دوستی تو ہر شخص کرتا ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ عرب کے اندر
میرے عزیز و اور بھائیو! قبائل پرستی تھی اور قبائل آپس میں
ٹرتے تھے اور اپنی اپنی رشتہ داریوں پر ایک دوسرے کی حمایت کرتے تھے
جیسا کہ میرے اللہ نے فرمایا:-

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ
فَصَبَّحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔ (پ)

تو بتول نے زینب کا سرچوم کر کہا زینب! میں فدک کو نہیں روٹی، جو طور و دیاروں
کے میں دیکھ کر آ رہی ہوں، اتنے سے سر پر چادر کسی نے نہیں چھوڑنی۔

جناب زینب فرماتی ہیں مجھے اپنی ماں کا کہنا اس وقت یاد آیا جب شمر نے
کہا:-

دُوْتُ تَبْرَكَاتِ عَشْلَى وَ تَبُولُ كُو
قیدی بنائے چلو آل رسول کو
اللعنة الله على الظالمين



MOWLANA NASIR DEVJANI
MAHUA, GUJARAT, INDIA
PHONE : 0091 2844 28711
MAIL : devjani@netcourrier.com

لیکن ایک ان کے خیال سے مشرک ہے اور دوسرا کافر۔ اس کی وجہ ؟
دیوبندی کہتے ہیں کہ حضور کا علم غیب ماننا شرک ہے، چلو انہوں نے حضور
کا علم غیب مانا وہ مشرک ہو گئے، اور بریلوی کہتے ہیں علم غیب نہ ماننا کفر ہے آدھے
علم غیب ماننے کی وجہ سے مشرک ہو گئے اور آدھے نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو گئے
میں کہتا ہوں کہ تم تو کافر و مشرک خود بن رہے ہو مگر ہمیں تو کچھ مسلمان بننے کا موقع دو۔

میں عرض کر رہا تھا کہ عرب آپس میں لڑتے تھے، مگر آواز محمد آئی کہ
بہائیو! سنو: پہلے تم اپنے اپنے قبیلوں کی حمایت میں لڑتے، اگر کوئی
تمہارا آدمی مشرق یا مغرب میں لڑتا تھا اور جیب تمہیں خبر ہوتی تھی کہ اسے قتل کر دیا
گیا ہے تو تم فوجیں بنا کر جا کے لڑتے تھے اور تمہاری لڑائیاں شروع ہو جایا کرتی تھیں
اب اسلام اور قرآن نے تمہیں متحد کر دیا ہے۔ میرے بعد اگر کچھ کبھی فرقہ پرستی ابلے
اور لڑائی پھڑچلے تو دیکھنا! اب اپنے اپنے قریبیوں کی محبت میں نہ لڑنا، اپنے
اپنے قریبیوں کی دوستی نہ کرنا، کہہ دے قل لا اسئلكم عليه اجراً
الامودة فی القرۃ۔ کہ دین تو میرا ہے، نظام تو میرا ہے۔ لیکن اگر میرے
بعد لڑائی شروع ہو جائے تو میرے قریبیوں کی دوستی کرنا بھی دوستی نہ کرنا۔

یہ فرما: تاجدارِ مدنی نے، حبیبِ خدا نے، اشرفِ انبیاء نے تمہیں
وحدت کا سبق دے دیا ہے یا نہیں؟ اب اگر تم اپنے قریبیوں کی محبت میں لڑنا شروع
کر دو تو یہ عداوتیں کبھی ختم ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہو سکتیں نا۔ تو پھر ذرا آ! آلِ محمد کی محبت
تو بھی کراؤ رہی ہے کرتے ہیں۔ جس کا کلمہ پڑھا ہے اس کی دوستی میں تو کبھی آجا اور ہم بھی
آتے ہیں، ہم اپنے قریبیوں کو چھوڑتے ہیں تو اپنے قریبیوں کو چھوڑ دے،
ہم اپنے یاروں کو چھوڑتے ہیں تو اپنے یاروں کو چھوڑ دے۔

دیکھو! اس مودت کا مفہوم تو خالق نے بیان فرما دیا ہے کہ اپنے
اپنے قریبیوں کی محبت میں نہ لڑو۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عداوتی
وعداوتکم اولیاء۔ (پتا سورہ متحنہ) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے

کہ وہ وقت یاد کرو جب تم آپس میں لڑتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین اسلام میں
داخل کر کے ایسی الفت و محبت عطا فرمادی کہ تم مسلمان ہونے کے بعد ایک
دوسرے کے بھائی بن گئے۔

حضرات! وہ اپنے اپنے قبیلوں کی وجہ سے لڑتے تھے۔ لیکن جب
دائرہ دین محمد میں آ گئے تو بھائی بن گئے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔

کہ سارے مل کر اللہ کی رسی کو پکڑو اور آپس میں تفریق نہ کرو اور وہ وقت
یاد کرو جب تم دشمن تھے اور اللہ کی رسی نے تمہیں اکٹھا کر دیا۔

میرے عزیزو! یہ فرماؤ کہ جب عرب لوگ لڑتے تھے تو سالہا سال تک لڑتے
تھے۔ بناؤ ان کی اس لڑائی کو کس نے ختم کر دیا۔ اللہ کی توحید نے، محمد کے کلمے نے
مسلمان بن گئے، بھائی بھائی بن گئے، ختمِ تسلیم ہے لیکن اب مجھے یہ فرماؤ! اسالمتاب
نے یہ فرمایا تھا کہ اب تو تم بھائی بھائی بن گئے ہو مگر سَتَفَرَّقُ اُمَّتِی عَلٰی ثَلَاثٍ وَ
سَبْعِیْنَ فِرْقَةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً۔ کہ میرے بعد پھر لڑائیاں
شروع ہو جائیں گی، تہتر فرقے ہو جائیں گے، فرقے فرقے سے بندہ لڑے گا۔
اب یہ فرماؤ! کہ پہلے تو لا اِلهَ اِلَّا اللہ نے جمع کر دیے تھے، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ
نے جمع کر دیے تھے، قبائلیہ رستی دور کر دی تھی، عداوتیں دور کر دی تھیں، اب بناؤ
جب مسلمان کلمہ پڑھتے کہ لڑنے لگے، تہتر آپس میں لڑنے لگے تو اب مجھے ذرا ان کی
وحدت کا کوئی طریقہ بتا کہ یہ کس طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

مسلمان بن کے لڑنے لگے، اس اخوت کے بعد پچہ عداوت، مسلمان کو
مسلمان برداشت نہیں کرتا۔ بابا! سچ پوچھو تو ایک ایک فرقے میں سے پندرہ پندرہ
فرقے بن گئے ہیں ہوا ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے۔

مگر یہ فرماؤ کہ دیوبندیوں اور بریلویوں کا امام ایک ہے۔ فقہ ایک ہے،
حدیث ایک ہے، پیریں مریدی ایک، بزرگوں کی بارگاہیں ایک، مزاریں ایک،

بہی خبر سچی نہیں تو دوسری آسمانی خبریں کیسے سچی ہو سکتی ہیں۔

فرمایا خبر رسالت تآب دیں اور ہم اس عورت کے کہنے پر اسے چھوڑ دیں
خالد نے کہا حضور شاہ صاحب! آپ پہلے بھی زبردست ہیں آپ نے مانی تو کبھی کسی
کی نہیں آپ خود جا کر دیکھ لیں۔ پس حضرت عثلی اپنے مقام سے اٹھے اور میان سے
تلوار نکال کر فرمایا دیکھ! محمد غلط نہیں کہہ سکتا۔ زمین بدلے، آسمان بدلے، ساری
کائنات بدلے لیکن قول محمد نہیں بدل سکتا۔ آپ دانا ہیں جب حضرت علیؓ نے تلوار کو
نیام سے نکالا۔ بس تلوار کا نکلا تھا، نہ کسی نے اس کی تلاشی لی نہ پوچھا کچھ کی اس نے
اپنے بالوں سے خط نکال کر کہا یا علی! یہ لے لو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خالد! یہ خط بہت
یا کوئی اور چیز ہے۔ اس نے کہا ہم نے تو بہت تلاش کیا تھا لیکن ہمیں کیا پتہ تھا کہ اس
نے خط کو بالوں کے نیچے چھپایا ہوا ہے۔ جن کو بالوں کے نیچے خط نظر نہیں آتا خدا
جانے ان کو اور کیا نظر آئے گا۔

خط آیا آپ نے حاتم بن درع کو بلا کر فرمایا کہ تو نے مسلمان ہو کر کافروں کو
خطر لکھ دیا، کہا حضور! سچ یہ ہے کہ سارے صحابہ کے بچے یہاں ہیں اور میرے
بچے مکہ میں ہیں۔ میں نے ان کو ممنون کرنا چاہتا تھا کہ کافر میرے بچوں کی حفاظت کریں
تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ كَتُمُّوا
اپنے دشمنوں کو اور میرے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اور ان کو دوستی کے پیغام
نہ بھیجو۔ لیکن تم اپنے اور میرے دشمنوں کو دوستی کے پیغام بھیج رہے ہو۔ کیوں
میرا عزیز! کیوں میرا دوست! فرما یہ جنگ کی تیاریاں تھیں، اس صحابی کا
کافروں کو خط لکھ دینا یہ مودت ہے یا نہیں؟ ان سے اللہ نے روک لیا یا نہیں؟
اللہ نے فرمایا جنگی کارنامے ہوں، کبھی جہاد ہو تو اب آل محمد کی دوستی کرنا
غیر کی دوستی نہ کرنا۔

اب میں تو کچھ نہیں کہتا مگر جب دنیا علیؓ سے لڑ رہی تھی تو مسلمان کہاں
تھے؟ اور جب لوگ حضرت امام حسینؑ سے لڑ رہے تھے تو مسلمان کہاں تھے؟ ہلے!

دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تَلْعَوْنَ إِلَيْهِمْ يَأْتِمُوْنَ
کو دوستی اور محبت کے پیغام نہ بھیجو۔ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ۔
اس لئے کہ وہ حق کا انکار کر چکے ہیں۔ يَخْرُجُونَ الرُّسُلَ۔ رُسُلُ اللَّهِ كَوْنَهُ
سے نکال چکے ہیں۔ آگے فرمایا تَسْرُونَ إِلَيْهِمْ يَأْتِمُوْنَ ذِكْرُ ان کو خفیہ خفیہ
دوستی اور محبت کے پیغام نہ بھیجو۔

لفظ مودۃ اٹھ دفعہ قرآن مجید میں آیا ہے اور جہاں جہاں آیا ہے انتخاب
کر لو، چُن لو اور جو معنی وہاں لکھ دیں ان معنوں کے لحاظ سے آل محمد کی دوستی کر۔
آل رسولؐ کی ہے نا اور دین کس کا ہے، رسولؐ کا، تو پھر جس کا دین ہے اس کے
قریبیوں سے محبت کر، میں کیسے مان لوں کہ دین محمدؐ کا ہو۔ قریبی تیرے ہوں۔

دیکھو! یہ آیت اُس وقت اُتری جب حضورؐ نے فتح مکہ کی تیاریاں فرمائیں
تو ایک صحابی جس کا نام حاتم بن درع تھا، اس نے خفیہ طور پر کافروں کو خط لکھ دیا تھا کہ
ہوشیار ہو جاؤ، چوکتے ہو جاؤ! محمد رسول اللہؐ تم پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر
رہے ہیں۔ ایک عورت مکہ معظمہ سے آئی ہوئی تھی اس کو وہ خط دے دیا کہ جاؤ
اور یہ خط کافروں کو دے دو۔ وہ خط لے گئی۔ رسالت تآب کو وحی کے ذریعے
سے معلوم ہوا کہ وہ عورت خط لے کر جا رہی ہے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ، خالد بن
ولید اور بہت سارے صحابیوں سے کہا کہ جاؤ اور جا کر اس عورت سے خط چھین لو
دیکھنا یہ خط کافروں تک نہ پہنچنے پائے، یہ فوجی راز ہے، چلے گئے اور اس کو
راستے میں جا کر پکڑ لیا کہ تیرے پاس خط ہے وہ ہمیں دے دے۔ اس نے کہا
میرے پاس کوئی خط نہیں میری تلاشی لے لو۔ انہوں نے تلاشی لی لیکن کچھ نہ نکلا
حضرت علیؓ چونکہ امیر و فدائے اس لئے خالدؓ نے اگر کہا کہ یا علی! وہم ہو گیا، غلطی
ہو گئی اس کے پاس خط نہیں ہے ہم نے بالکل تسلی کر لی ہے، اس کی تلاشی لے لی ہے۔

آپؐ نے فرمایا او صحابیو! تمہارا یہ ایمان ہے۔ محمدؐ فرماتے ہیں اس کے پاس خط ہے
اور یہ کتنی ہے میرے پاس خط نہیں ہے اور محمدؐ آسمان کی خبریں دیتا ہے۔ اگر محمدؐ کی

جگر برداشت نہیں کرتا قدرت کی آواز آرہی ہے دوستی آل محمد کی کرو دنیا
غیر کی طرف جا رہی ہے۔ ابھی مصائب شروع نہیں کیا لیکن ایک فترہ کہے بغیر وہ
بھی نہیں سکتا کہ جب اسی ہزار کی فوجیں کربلا کے میدان میں جمع ہوئیں تو ایک ایک ہزار
سوار آتے، گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازا آتی، مٹی اڑتی، تلواریں چمکتیں تو حسین کی
بچیاں دُور کے آئیں اور کہتیں بابا! یکس کی فوج آرہی ہے، حسین فرماتے بیٹا!
یہ یزید کی فوج ہے۔ جب کئی مرتبہ حسین نے فرمایا کہ یزید کی فوج ہے تو سیکھنے
کہا بابا! میں جب بھی پوچھتی یکس کی فوج ہے تو آپ فرماتے ہیں یہ یزید کی فوج ہے
بابا! ساری دنیا یزید کی ہے، تیرا کوئی بھی نہیں؟ کوئی چار مسلمان تیرے بھی ہیں
جو کسی جگہ سے آکر ہیں کہ ہم حسین کی دوستی میں آ رہے ہیں۔

قل لا اسئلكم عليه اجراً الا المودة فى القربى۔ فرمایا
میں مفت نہیں مانگتا۔ میں نے پتھر کھائے، میرے دانت شہید ہوئے،
قرآن میں نے سنایا، دادا عبدالمطلب کا وطن میں نے چھوڑا، سب کچھ میں نے
چھوڑا، اب میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف میرے قریبیوں کی محبت کرنا، اس
لئے کہ تمہارا دین بچ جائے گا، تمہارا ایمان بچ جائے گا، تمہارا قرآن بچ
جائے گا، محمد کا نام بچ جائے گا، سوائے آل محمد کے دین کا حامی کوئی نہیں
جب ان کے سوا دین کا حامی کوئی نہیں تو تیری دوستی آل محمد سے ہونی چاہیئے
صلوٰۃ دی پھیل آوے میں عرض کراں۔

سچ پوچھو تو آل محمد کی دوستی دین کی دوستی ہے، آل محمد کی دوستی
قرآن کی دوستی ہے، آل محمد کی دوستی اسلام کی دوستی ہے اور آل محمد
سے دوستی اللہ رسول سے دوستی ہے، اسی لئے یہ سارا دین یہ سارا مذہب محمد کے
آل محمد میں آگیا ہے۔

کہتے ہیں تم دین دین کہتے ہو اور کہتے ہو کہ سارا دین آل محمد میں آگیا، لیکن
دین تو قرآن میں ہے اور تم میں قرآن کا حافظ کوئی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے
ایمان قرآن میں ہے، مذہب قرآن میں ہے، اسلام قرآن میں ہے، ہر مسئلہ قرآن میں ہے
تو میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ساری دنیا کی کتابیں جمع کر کے مجھے ایک حدیث
دکھلا دو کہ قرآن اول کے ساتھ ہے یا قرآن ثانی کے ساتھ ہے یا قرآن ثالث
کے ساتھ ہے یا قرآن عظم کے ساتھ ہے یا قرآن جنبل کے ساتھ ہے یا قرآن شافعی
کے ساتھ ہے یا میں دکھاتا ہوں کہ الْقُرْآنَ وَعَلَى وَعَلَى وَعَلَى الْقُرْآنَ کَرِیْمَہ
علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے۔

دین قرآن میں، ایمان قرآن میں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ صواعق محرقہ
میں یہ حدیث موجود ہے۔ ۱۱۱ ہے، بنی اہل بیت سلمہ راوی ہے، نبی کریم کا فرمان
ہے اور میرے مولا کی شان ہے کہ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
اَلْقُرْآنُ مَعَ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ مَعَ الْقُرْآنِ لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یُودَعَ عَلٰی الْخَوْضِ
قرآن علی کے ساتھ ہے علی قرآن کے ساتھ ہے۔ حوض کوثر تک قرآن علی سے
علیحدہ نہ ہوگا اور علی قرآن سے علیحدہ نہ ہوگا۔ جب تک حوض کوثر سے مومنوں کو پانی
پلا نہیں لیں گے اپنے اپنے مقاموں پر نہیں جائیں گے۔

قرآن کس کے ساتھ ہے؟ علی کے ساتھ۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ
اللّٰهُمَّ اَدْرِ الْحَقَّ حَقِّہٖ مَا دَارَ عَلِیٌّ کہ یا اللہ! حق کو ادھر پھیر دے جہاں
علی پھر جائے، تو علی جہاں بھی ہوگا حق علی کے ساتھ ہوگا۔ علی اگر بستر رسول پر ہوگا
تو حق علی کے ساتھ۔ علی اگر جنگ صفین میں ہوگا تو حق علی کے ساتھ اور علی اگر جبل میں
ہوگا تو حق علی کے ساتھ۔ اب پتہ چلا کہ علی نہیں پھرتا بلکہ حق علی کے پیچھے
پیچھے پھرتا ہے۔

جیتے میں مناظرہ ہو تو اس میں مولوی غنایت اللہ ساں گلو می نے کہا کہ :-

جب میں نے چار آیتیں اور چار حدیثیں پڑھیں تو وہ کھڑے ہو کر سینے پر ہاتھ مار کر کہتا ہے کہ خدا کے فضل سے جو جنت میں جانے والے شیعہ ہیں وہ ہم شیعہ ہیں۔ ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا مولوی صاحب! مچھرتیا میں بند کرو اور گھر جاؤ۔ مولوی اسماعیل صبح سے کہہ رہا ہے میں شیعہ ہوں۔ اب تم بھی کہنے لگ گئے ہو کہ میں بھی شیعہ ہوں تو مناظرہ کرنے کی ضرورت کیا ہے۔

فرمایا۔ دربار محمد مصطفیٰ الکاظمیؑ تھا، شمع نبوت روشن تھی، پروانے قربان ہر
 رب سے تھے۔ فاقہ علی کہ علیؑ دربار میں تشریف لائے، حضورؐ نے اٹھ کر علیؑ کو
 گلے سے لگایا اور فرمایا:- وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ هَذَا وَثِيقُهُ

<http://fb.com/ranajabirabbas>

نَهْمُ الْفَائِزُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے قبضے میں
میں محمدؐ کی جان ہے۔ قیامت کے دن جو بندے جنت کو جانیں لے ہوں گے
نام ان کا شیخ ہوگا اور امان کا حیدر گوارہ ہوگا۔

فرمایا: قولا اسلکھ علیہ اجرًا الا الصوّدۃ فی القربی کہ میں تم سے اور کوئی اجر نہیں مانگتا، صرف میرے قریبیوں کی محبت کرو کیونکہ تمہارا دین بچ جائیگا۔ تمہارا ایمان بچ جائے گا، سچ پوچھو تو تمہیں جنت مل جائے گی کیونکہ جنت کا تقسیم کرنے والا حیدر کرار ہے۔

میں تو سمجھ نہیں سکا، بڑے بڑے علماء کرام کی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔
مولانا مودودی کا نام میں بڑے ادب سے لیتا ہوں بہت بڑی شخصیت ہیں اور
بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ وہ اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ شیعوں
سے کوئی پوچھے کہ اگر رسولؐ نے اپنے قریبیوں کی محبت مانگی ہے تو یہ کون سا قریبیوں پروری ہو گئی
اب رسول اللہ کیا جواب دیں گے کہ دین کے آیا اور آخر میں اپنے قریبیوں کی دشمنی
مانگنے لگا۔ میں تو کچھ نہیں کہتا اگر وہ فرمائیں اور اجازت دیں تو میں عرض نہ کر دوں کہ
اگر آپ کو آل محمدؑ کی محبت سے اتنی کنبہ پروری نظر آرہی ہے تو قرآن کی باقی آیتوں کا
کیا جواب دیں گے۔ آپ صلوٰۃ پڑھیں ذرا میں وہ آیتیں پڑھتا ہوں۔

خداوند عالم نے فرمایا:-
 اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهٖمَ وَاٰلَ عِمرٰنَ عَلٰی
 الْعَالَمِیْنَ ذَرِیَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ کہیں نے
 سب سے پہلے آدم کو چنا، پھر نوح کو چنا، پھر آل ابراہیم کو چنا، پھر آل عمران کو
 چنا تمام عالمین پر۔

کیوں میرے بھائیو! قرآن میں سورۃ آل عمران ہے یا نہیں؟ سورۃ بقرہ

کی، حسنین نواسے ہیں محمد کے اور علیؑ تو نفس رسولؐ ہے۔

ان الله اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراهیم و آل عمران - فرما !
آدم کے بعد کس کی آل ہے ؟ آدم کی، نوح کے بعد نوح کی، ابراہیم کے بعد ابراہیم کی
عمران کے بعد عمران کی، فرمایا الحمد لله الذی وهب لی الکبر اسماعیل و اسحق
و شرع به اس خدا کا جس نے مجھے بڑھاپے میں بخش دیئے اسماعیل اور اسحاق، یکس نے کہا ؟
حضرت ابراہیم نے۔ تو یہ تہارن بخاری شریف پہلی جلد ص ۱۸۱ کی ہے ؟ نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ کان الذی
یَعُوذُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنَ يَقُولُ رَانَ أَبَا كَمَا كَانَ يَعُوذُ بِمَا اسْمَا حَسَنٌ وَرَاسُ حَقٍّ -
کہ حضور حسنینؑ ہمایین سیدین شریفینؑ کو بلا کر فرماتے تھے کہ اے بیٹا حسنؑ
اور حسینؑ میں تمہارے لئے وہی دعا پڑھتا ہوں جو میرا بابا ابراہیمؑ پڑھتا تھا اسماعیلؑ
اور اسحاقؑ کے لئے۔ کیونکہ وہ دونوں اس کے بیٹے تھے تم دونوں میرے بیٹے ہو
ابراہیمؑ کی آل اسماعیلؑ اور اسحاقؑ سے چلتی ہے اور محمدؐ کی آل حسنینؑ ہمایین
سے چلتی ہے۔

دروہیں بڑے اضافے ہو گئے ہیں مگر میں کچھ نہیں کہتا۔ مسلمان جب تک
کعبہ کی طرف رہتا ہے۔ تشہد پڑھا، التحیات پڑھا، سارا پڑھ پڑھا کہنا ہے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی
آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ ہر مسجد پر لکھا ہے :-

روزِ محشر کہ جاں گداز بود

اولیں پریشش ناز بود

سب سے پہلے نماز کی پریشش ہوگی، ٹھیک ہے مگر اس کی بھی پریشش
ہوگی یا نہیں کہ دروہ نماز میں پڑھا ہے یا نہیں ؟ اگر پڑھا ہے تو قبول اگر نہیں
پڑھا۔ تو ایسی نہ پر ماری کہ منہ پھر گیا۔

گرم رہا، حلقہ در پھتا رہا اور آقائے نامدار عرشِ اعظم سے ہو کر آگیا تھیں کے بادشاہ
کو یہ طاقت ہے کہ ان واحدین فرشتے عرش تک آجا سکتا ہے تو اس کے وزیر کو
یہ طاقت کیوں نہیں کہ الحمد لله سے والتاس تک کیوں نہیں جاسکتا۔

تو دوسری سورۃ کا نام کیا ہے سورۃ آل عمران، پوچھو مسلمانوں سے کہ
اس سورۃ کا نام آل عمران کیوں ہے ؟ کہتے ہیں اس میں حضرت مریمؑ کا ذکر ہے اور
حضرت عیسیٰؑ کا ذکر ہے۔ اور مریمؑ بیٹی ہے عمران کی اور عیسیٰؑ نواسہ ہے عمران کا۔
عقل کی بات کرو جب عیسیٰؑ نواسہ ہے اور مریمؑ کا شوہر کوئی نہیں بغیر شوہر کے بچہ
عمران کا نواسہ بن گیا، تو مریمؑ کا ذکر کس میں آگیا، عیسیٰؑ کا ذکر بھی آگیا اور عمران کا
ذکر بھی آگیا، تو تیری عقل میں نہ آیا کہ مریمؑ بیٹی ہے عمران کی، عیسیٰؑ نواسہ ہے عمران کا
اگر نواسہ کی وجہ سے سورۃ آسکتی ہے تو فاطمہؑ بیٹی ہے محمدؐ کی، حسنینؑ نواسے
ہیں محمدؐ کے تو پھر آل محمدؐ کیوں نہیں آسکتے۔

ان الله اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراهیم و آل عمران الخ
ایک دوسرے کی اولاد چلے آئے ہیں۔ فرماؤ ! لفظ اولاد آیا ہے یا نہیں ؟ تو
پھر اللہ کے بندے ! جب بی بی مریمؑ کا ذکر آیا اور حضرت عیسیٰؑ کا ذکر آیا تو آل
عمران سمجھیں آگئی تو میری ادب سے گزارش ہے کہ یہ مباہلہ والی آیت سورۃ
آل عمران میں ہے یا کسی اور سورۃ میں۔ خدا نے اسی سورۃ میں فرمایا۔ انہیں
انسانوں سے فرمایا جو مریمؑ پر بڑا ناز کرتے تھے ان کو فرمایا فَقُلْ لَّعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
اَبْنَاءَنَا وَ اَبْنَاءَكُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ
نَبْتَهِنَ فَنَجْعَلُ لَّعَنَةَ اللّٰهِ عَلٰی الْكَافِرِيْنَ۔ یہ آیت آل عمران میں ہے
یا نہیں ؟ اگر موجود ہے تو جب اسی آیت میں ابناء موجود ہے نساء موجود ہے
الفسنا موجود ہے تو تجھے آل محمدؐ ہی سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ فاطمہؑ بیٹی ہے محمدؐ

ہیں۔ کھڑا ہو کے کیا کہہ رہا ہے۔ **هَلْ مِنْ خَاصِرٍ يَنْصُرُ ذَا يَرْبِدَ كَيْ بَرِّ مَدَوَارِ**
مگر میری کوئی مدد کرو۔ لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ پھر فرمایا **هَلْ مِنْ مَّجِيئٍ يُقِينَا**۔
میری کوئی نصرت نہ کرو میں مظلوم ہوں مظلوم سمجھ کر میری مدد کرو۔ تیسرا فقرہ سید
بیٹھے ہو برداشت نہ کر سکو گے۔ **هَلْ مِنْ ذَا بٍ يَذُبُّ عَنْ حَزَمِ رَسُولِ اللَّهِ**
میری کوئی مدد نہ کرو، میری کوئی فریاد نہ سُنو مگر محمد کی بیٹیوں کے پردے بچاؤ
بتاؤ مومنو! کیا نبی زادوں کے پردے نہ چک گئے۔ میں قربان جاؤں خیمے جل
گئے، لاشیں پامال ہو گئیں، زینب خیمے سے باہر آگئی ایسی باہر آئی کہ کربلا سے
لیکھ کر یزید کے دربار تک ننگے سر چلی گئی۔

محمد کی بیٹیاں جب قید ہوئیں، شام میں قید ہیں، ادھی رات کا وقت
ہے، داروغہ نے آواز دی قبلہ! باہر آؤ۔ فرمایا کیوں؟ کہا کہ کون بی بی ہے
جو قید خانے کی دیواروں کے پاس بیٹھ کر روتی ہے۔ امام باہر آئے دیکھا کہ
ایک کالے برقعے والی بی بی ہے جو رو رہی ہے۔ فرمایا بھوپھی باہر آ کر پتہ کر دو کہ
یہ کون بی بی ہے جو رو رہی ہے۔ تمام بیٹیاں گئیں کہا **مَنْ أَتَتْ بِي بِي! تَوَكُّونَ**
ہے غریب حسین کو رو رو نے والی، میں مرجاؤں، اُس وقت منہ سے نقاب ہٹا کے
کہتی ہے **أَنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ**۔ زینب میں تیری ماں فاطمہ ہوں۔ کہا
اتاں! یہاں کیوں رو رہی ہو۔ فرمایا زینب! تو صرف شام میں روتی ہے،
میں کبھی کربلا میں روتی ہوں، کبھی خولی کے تنہا پر روتی ہوں، کبھی شام کی دیواروں
کے پاس روتی ہوں، مجھے مسلمانوں نے بہت رلا لیا ہے۔

اب تو میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تقریریں کروں یا مناظرے کروں، دل
یہ چاہتا ہے کہ جنگل میں شہادت کی کتاب لیکر بیٹھ جاؤں، اس کو پڑھ پڑھ کے
روتا رہوں، بی بی! تو کہاں کہاں روتی رہی۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:-

**يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ
فَرَضَ مِنَ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْ تَرَكُوهُ
لَكُمْ مِنَ عَظِيمِ الْفَضْلِ إِنَّكُمْ
مَنْ تَحْمِلُ عَلَيْهِ كُمْ لَا صَلَوةَ لَهُ**

اے اہل بیت رسول! اللہ نے تمہاری دوستی فرض کر دی ہے۔
فرمایا اور کیا عزت ہو اور کیا عظمت ہو۔ میں آپ کی اور کیا شان بیان کروں کہ بغیر
دُود کے نماز نہیں اور بغیر ناز کے نجات نہیں۔ جو تم پر درود نہ پڑھے گا اس کی
نماز نہیں ہے۔

آل محمد کی دوستی میں تو کوئی کلام نہیں ہے مگر ذرا پتہ تو کر کہ جو کچھ اللہ
نے چاہا بخدا وہ دوستی ہو گئی ہے۔ دوستی کسے کہتے ہیں۔ شیخ سعدی نے فرمایا کہ

دوست آں باشد کہ گیر دوست دوست
در پریشاں حالی و در ماندگی

کہ دوست وہ ہے جو دوست کا ہاتھ پریشانی میں پکڑے۔

دوست سمار آں کہ در نعمت زند
لاف یاری و برادر خواندگی

جو دسترخوان پر یار بنے وہ یار نہیں ہے۔ دوست وہ نہیں ہے
جو مشکل کے وقت پھوڑ کر چلا جائے۔ میں آپ کو اس وقت اُحد، بدر یا
خیبر یاد نہیں کرانا چاہتا۔ اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ کسی وقت عرض
کر دوں گا۔ آج صرف یہی پوچھتا ہوں کہ فرماؤ! آل محمد کی یہی موت ہے، یہی
دوستی ہے کہ محمد کا بیٹا کربلا کے میدان میں پیا سا کھڑا ہے اور بچیاں رو رہی

مجلس ہفتم

مبلغ اعظم کی آخری تقریر

موت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا
إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَن يَعْتَرِفْ حَسَنَةً نَّرْدُ لَهُ فِيهَا
حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝

حقیر! جو کسی چیز کو بناتا ہے جتنا اسے پتہ ہوتا ہے اتنا
کسی اور کو پتہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ چیز اس کے
ہاتھوں سے جو بنی ہے اگر ساری کائنات بھی معرفت علی کی کوشش کرے تو نہ کر سکے
گی کیونکہ اللہ علی کا بھی خالق ہے، اس لئے جتنا اللہ علی کو جانتا ہے
اور کوئی نہیں جانتا۔

لہذا میں آل محمد کا وہ قصیدہ پڑھتا ہوں جو اللہ نے فرمایا ہے
باقی آپ کو پتہ ہے کہ میں ذاکروں کا خیر خواہ ہوں اور ان کا بھی ایک مقام
سمجھتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پاس یہ مکان بھی ہوں، آپ کے
پاس دولت بھی ہے، آپ کے پاس دنیاوی سہولتیں بھی ہوں لیکن اگر
یہ بیکار نہ ہو تو آپ کی موت واقع ہو جائے، نہ مکان کام میں گئے اور نہ یہ
دولت کام آئے گی۔ آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ہوا اور حالانکہ ہم کسی گنتی
پر نہیں سمجھتے لیکن اس کے بغیر زندگی محال ہے

جب محمد کی بیٹیاں شام سے واپس آئیں، مقتل ابی مخنف میں لکھا ہے
کہ ایک ماتیوں کا لمبا جلوس تھا، جو بی بی کو مدینہ سے باہر ملا۔ مدینہ کے لوگ،
ہاشمی محلہ یا حسین کرتا ہوا آیا، ایک جگہ پر ماتم کا جلوس رک گیا، زینب کہتی ہیں
بیٹا سجاد! پتہ کرو یہ ماتی کیوں رک گئے ہیں چلتے کیوں نہیں، وہ روکے کہتے ہیں
بی بی! محلہ بنی ہاشم آگیا ہے، تیرا گھر آگیا ہے، دروازے کھل گئے ہیں۔
زینب روکے فرماتی ہیں کہ میں اجڑ گئی ہوں میرا کونسا گھر ہے، میرا کوئی گھر نہیں
ہے، مجھے سیدھا نانا کے روضے پر بے جلو، کہنے ہیں ماتم ہوتا ہوا قبر رسول
پر گیا، زینب نے فرمایا اب سارے پیچھے ہٹ جاؤ۔ جب سارے پیچھے
ہٹ گئے تو روکے کہتی ہے مَدِينَةً جَدَّ نَا لَا تَقْبَلِينَا نَانَا کے
مدینے! مجھے قبول نہ کر، نانا! میں تیرے مدینے کے قابل نہیں رہ گئی
یہ کہہ کر بی بی نے اپنے بڑے سے ایک کرتہ باہر نکالا، کہتے ہیں اس کرتے
میں ایک ہزار نو سو پچاس سوراخ تھے جب قبر کے سامنے کیا تو قبر رسول کا نپ
گئی، روضہ رسول اہل گیا، کہا نانا! تیری قبر یہ کرتہ دیکھ کر نپ گئی ہے،
میں وہ زینب ہوں جو لاشیں دیکھ کر آرہی ہوں۔ آخری فقرہ ہے برواشت
نہیں کر سکو گے۔

کہا نانا! یہ دن کا وقت ہے، یہ کرتہ حسین کا ہے۔ رات کو آؤں گی،
جب کوئی دوسرا نہیں ہوگا، یا تو ہوگا یا میں ہوں گی۔ نہیں اپنا کرتہ اٹھا کے
دکھاؤں گی کہ مسلمانوں نے کیا ظلم کیا ہے اور لاش حسین سے کیے اٹھی تھی۔

إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ

مجھے اپنی قوم کا پتہ ہے اگر ذکر ایک قصیدہ پڑھے تو سارے مومن
فرائش شروع کر دیتے ہیں کہ ذکر صاحب ایک قصیدہ اور پڑھو! لیکن اگر
کوئی مولوی دو چار آیتیں زیادہ پڑھ دے تو مومن حاضری ماننا شروع
کر دیتے ہیں کہ یا غازی عباس! بٹھا اس مولوی کو ہم تیری حاضری دیں گے۔

آلِ محمدؐ کے ماننے کے تین رکن ہیں۔ پہلا اہل بیتؑ کی امامت پر ایمان
لانا، دوسرا اہل بیتؑ کی محبت کو واجب سمجھنا اور تیسرا اہل بیتؑ کے دشمنوں
سے بیزار ہو جانا۔ جو آلِ محمدؐ کی امامت پر ایمان نہیں لایا، جس نے آلِ محمدؐ کی
محبت کو واجب نہیں سمجھا اور جو اہل بیتؑ کے دشمنوں سے بیزار نہ ہوا یا تو وہ
آلِ محمدؐ کو ماننا نہیں یا پھر ماننا جانتا نہیں۔

میں آلِ محمدؐ کی محبت کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ آذانی قُلْ میرا
حبیب! کہہ دے، اعلان کر دے کہ دین میرا ہے، قرآن میرا ہے،
اسلام میرا ہے، نظام میرا ہے، پروگرام میرا ہے، شریعت میری ہے
محنت میری ہے، رسالت میری ہے تمہارا حقہ نہیں ہے۔ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ
عَلَيْهِ أَجْرًا کہ اس شریعت کا، اس قرآن کا، اس اسلام کا، اس نظام کا
اس پروگرام کا میں کوئی اجر نہیں مانگتا۔ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ مگر آلِ محمدؐ
کی محبت مانگتا ہوں۔ نعرہ حیدری

میں ماننا ہوں قرآن بڑی دولت ہے، اسلام بڑی دولت ہے،
محمدؐ کی شفاعت بڑی دولت ہے، اللہ کی توحید بڑی دولت ہے، رسالت
بڑی دولت ہے۔ اب قرآن سے فیصلہ کریں کہ یہ ساری چیزیں ایک طرف
اور آلِ محمدؐ کی محبت ایک طرف۔

اگر ایک آدمی لاہور سے قرآن مجید لے آئے اور گلیوں میں بیچتا

خدا کے بندے! تیرے دل میں اگر نماز بھی ہو، روزہ بھی ہو،
سچ بھی ہو لیکن آلِ محمدؐ کی محبت کی ہوا نہ ہو تو ہر چیز برباد ہو جائے گی۔ جب
آپ آگ جلاتے ہیں تو اس کو پھونکیں مارتے ہیں تاکہ آگ تیز ہو جائے،
لیکن جو تیرے دل کے اندر آلِ محمدؐ کی آگ ہے یہ ذکر کی آواز اس کیلئے پھونک
ہے تاکہ وہ تیز ہو جائے۔

ہم مولائی فوج کے تین ملازم ہیں مولوی، ذاکر اور ملنگ
سب مل کر اپنی اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ لوگ مولائی کے ملازم نہیں ہیں
آپ مولائی رعایا ہیں۔ رعیت کے اندر نواب بھی ہوتے ہیں۔ زمیندار بھی
ہوتے ہیں اور غریب بھی ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں لیکن ہم لوگ
ملازم ہیں کوئی تھانے کا، کوئی تحصیل کا، کوئی ضلع کا اور کوئی پورے ملک کا۔

ذاکر کیا کرتے ہیں مولائی کے دردمی حکایت کرتے ہیں
مُعَاف کرنا! مولوی کیا کرتے ہیں، مذہب آلِ محمدؐ کی حمایت کرنے ہیں
اور ملنگ کیا کرتے ہیں، دشمنانِ آلِ محمدؐ کی شکایت کرتے ہیں۔ لہذا ہر شخص اپنے اپنے مقام پر
ڈیوٹی دے رہا ہے ذاکر اپنے مقام پر، ملنگ اپنے مقام پر اور یہ ملاں اپنے مقام پر۔

ان ذاکروں کو سنا کر وادرتھوڑا سا ہم مولویوں کو بھی سن لیا کرو۔ جہاں
شادی ہوتی ہے وہاں بہت انتظام ہوتا ہے۔ دیگیں پکیتی ہیں، ڈھول، بانجے
توالیاں اور جو بھی رنگ راگ ہے وہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اب ایمان کی بات کرو
کہ دیگیں بھی ہوں، ڈھول بانجے بھی ہوں، خورد و نوش بھی ہو، اگر ان میں
ایک مولوی نکاح پڑھنے والا نہ ہو تو ہوتا کیسی! شادی بنتی ہے، جو
حرام کو حلال کرتا ہے۔ اگر مولوی نہ ہو اور ایسے ہی لے آئے تو پھر نکاح نہیں
بنتا کچھ اور بنتا ہے اس لئے ہم مولویوں کو بھی سن لیا کرو۔

مختور اس حساب کتاب کر لیں میری اجرت دیں، اور آپ کہیں کہ جا اوجا، ہم تمہیں کتنا اچھا سمجھتے تھے، آخر میں پیسے مانگنا شروع کر دیئے ہیں، آخر کینہ نکالنا اور تم اس کو فٹکے دیکر باہر نکال دو، ایمان سے بتاؤ! سارا شہر اس مسجد میں نماز پڑھتا، نماز جائز ہوتی ہے۔ جب ایک مسجد کی اجرت نہ دیں تو نماز نہیں ہوتی اور یہ شریعت جو ہے اس کی اجرت نہ دو تو تمہاری نمازیں کیسی، روزے کیسے، حج کیسا، زکوٰۃ کیسی۔

اب تمہاری سمجھ میں بات آگئی ہوگی۔ میں جتنا مولوی ہوں، جتنی کتابیں میں نے پڑھی ہیں اگر میں اس قسم کا وعظ کرتا کہ پڑھو نماز! تے رکھو روزے! تو سارے مولوی میرے ساتھ ہوتے۔

اب بتاؤ! یہ مولوی میرے ساتھ تلاوت کیوں کرتے ہیں اور ملنگ محبت کیوں کرتے ہیں، میں بتاؤں؟ اس لئے کہ میرا اور ملنگ کی محبت کا مرکز ایک ہے۔ اسے بھی عیسیٰ سے محبت ہے مجھے بھی حیدر کرار سے محبت ہے۔

ہماری محبت آل محمد سے ہے، بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا میں دو مذہب ہیں ایک ہمارے بھائیوں کا اور ایک ہمارا۔ ہمارا مذہب اہل بیت کا مذہب ہے اور ہمارے بھائیوں کا مذہب صحابہ کرام کا مذہب ہے۔ اصحاب بننا ہے محبت کے ساتھ اور آل نبی ہے قرابت کے ساتھ۔ اب آؤ! ذرا قرآن سے پوچھ لیں کہ وہ محبت کی محبت مانگ رہا ہے یا قرابت کی محبت مانگ رہا ہے۔ یہ میرے کہنا میں ہیں جب میں قرآن اٹھاتا ہوں تو تمہیں پتہ چل جاتا ہے کہ میں نے قرآن اٹھایا ہے عا کتاب نہیں اٹھائی۔ جب ایک طرف اصحاب بیٹھے ہیں اور ایک طرف اہل بیت بیٹھے ہیں اور جب خالق نے قرابت کی آواز دی ہے تو تمہیں پتہ نہ چل گیا کہ محبت کسے کہتے ہیں۔ نہیں سمجھ آئی، اور سنو!

پھرے، بیچتے رہتے ہیں نا اور کہتے ہیں کہ قرآن شریف، قاعدے، سپارے کتابیں لے لو۔ جب وہ قرآن کھول کر بیچ رہا ہو اور ایک آدمی وہاں سے ایک قرآن چوری کر کے گھر لے جائے اور اپنی مال کو کہے کہ اتنا! پڑھو! میں آپ کے لئے قرآن لایا ہوں۔ ایمان سے کہو کہ ان کا سارا خاندان اس قرآن کو پڑھے جس کی قیمت نہیں دی، اجر نہیں دیا، ساری زندگی یہ پڑھتے رہیں تو کیا جائز ہے؟ کوئی اس کا فائدہ ہوگا؟ نہیں نا۔ تو خدا کے بندے! جو لاہور سے قرآن لیکر آئے اگر اس کی قیمت نہ دے تو اس کی تلاوت جائز نہیں ہے تو جو عرش سے قرآن لایا ہو، اس کی اجرت نہ دے تو اس کی تلاوت کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ نعرہ حیدری

آواز آئی قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا میرے حبیب! ان لوگوں سے کہہ دے، میری طرف سے اعلان کر دے کہ میں اور کچھ نہیں مانگتا سب کچھ میرا ہے، مسلمان تمہیں میں نے کیا، تم بے دین تھے دیندار بننے لگے، میں اب دنیا سے جا رہا ہوں صرف اپنے قریبیوں کی محبت مانگتا ہوں۔

کیوں دوستو! سارے بیٹھے ہو بھی کسی کی سمجھ میں بات آئی ہے کہ اصل جھگڑا کیا ہے۔ میں تمہیں سمجھا دیتا ہوں۔ میں تو ان باتوں کا وکیل ہوں۔ جھگڑا زیادہ نہیں ہے، نمازیں سارے پڑھتے ہیں، روزے سارے رکھتے ہیں، لیکن جھگڑا صرف اجرت کا ہے۔ اگر ایک راج مسجد بنائے جب تک وہ بناتا رہے تم اس کی تعریف کرتے رہو، واہ واہ، سبحان اللہ! کیسا اچھا کام کرتا ہے۔ کتنی صفائی سے کام کرتا ہے اور جب وہ مسجد بنا کے فارغ ہو جائے اور آپ کو کہے کہ چوہدری صاحب! ملک صاحب! شاہ صاحب! تشریف لائیں ذرا

کے بچنے کا کیا فائدہ؟ اور خدا کے بندے! جب تیرے دل سے آل محمد کی محبت ہی نکل گئی جو روح ہے تو نماز پڑھنے کا کیا فائدہ اور تیرے روزوں کا کیا فائدہ۔

میری بہت خدمات ہیں۔ میں نے ہر جگہ خدمت کی ہے۔ آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں نہ قصیدہ پڑھ سکتا ہوں نہ دوہڑہ۔ میری صرف یہ ڈیوٹی ہے کہ قرآن سے آل محمد کا مذہب ثابت کروں۔ ان مولویوں کو کہو کہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میری زندگی میں جتنے مسئلے پوچھے ہیں پوچھ لو۔ مام پوچھ لو کہاں لکھا ہوا ہے، زنجیزی کہاں لکھی ہوئی ہے میری زندگی میں مجھ سے پوچھ لو میں اجازت دیتا ہوں۔ یہ دعویٰ بہت بڑا ہے۔ یہ میرا حق نہیں تھا کیونکہ یہ دعویٰ میرے مولانا کا ہے کہ مَسْكُوْفِي قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْا دِيْنِيْ۔ لیکن میرے مولانا کا دعویٰ نبیوں کے سامنے تھا، ولیوں کے سامنے تھا، فرشتوں کے سامنے تھا، غوث کے سامنے تھا، قطب کے سامنے تھا۔ مگر میرا دعویٰ ان کے سامنے نہیں ہے میرا دعویٰ ان ملاؤں کے سامنے ہے کہ مولوی جی! جو چاہو پوچھ لو۔

خدا تمہیں آباد و شاد رکھے، اب تمہیں مقبور اسرار اس محبت کا ثواب بتا دوں تاکہ آپ کو اجازت دوں اور زیادہ تنگ نہ کروں اور ذاکروں کو بھی وقت دوں۔ خدا اس محبت کا ثواب بیان فرماتا ہے وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نِّزْدَكُمُ رَفِئَهَا حَسَنًا۔ جو آل محمد کی محبت کریں گے اگر ان کی نیکیاں کم ہوں گی تو نیکیاں زیادہ کر دوں گا۔ رَاحَةُ اللّٰهِ غَفُوْرًا شَكُوْرًا ۝ گناہ معاف ہو گئے، مومن جانے لگے، عرش سے آواز آئی مومن! تیرا شکریہ، میری طرف سے شکریہ، تاکہ کی طرف سے شکریہ، تو نے اُن سے محبت کی جن سے کسی نے محبت نہ کی۔

قیامت کا دن آئے گا تو تمہیں آل محمد کی محبت کا پتہ چل جائے گا۔ قیامت کا دن جب آئے گا تو میزان لگے گی، نیکیوں کا وزن ہوگا۔ جتنی نمازیں، روزے

ہمارا اور ان کا آل اور اصحاب کا فرق ہے۔ اصحاب محبت سے نکلا ہے محبت کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ لگ جانا، جیسے پگڑی میرے سر پر ہے لیکن مصائب پڑھتے وقت اس کو اتار دیتا ہوں، گرتے بھی اُتر سکتا ہے، جوتا بھی اُتر سکتا ہے مگر یہ بتائیں کہ ہاتھ کیوں نہیں اُترتے کان، ناک اور سر کیوں نہیں اُترتے، اس لئے کہ ہم شکرِ مادر سے لیکر آئے ہیں۔ لیکن یہ کپڑے کیوں اُترتے ہیں؟ گرمیوں میں کپڑے اور سردیوں میں کپڑے اور۔ معاف کرنا! بچپن میں اور جوانی میں اور، کپڑے بدلتے رہتے ہیں لیکن یہ اعضاء نہیں بدلتے اس لئے کہ کپڑے بن کے ساتھ لگتے ہیں اور آنکھ، کان، ناک جسم کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، تو بابا! اصحاب وہ ہوتے ہیں جو کلمہ پڑھ کے ساتھ ملتے ہیں اور اہل بیت وہ ہوتے ہیں جو محمد سے پیدا ہوتے ہیں۔

محبت والے اور ہیں اور قربت والے۔ اور ہیں۔ آواز آئی قُلْ لَا اسْتِغْنٰى عَلَيَّ اَجْرًا۔ اس اسلام کا، اس قرآن کا میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا صرف اپنے قریبیوں کی محبت مانگتا ہوں مولوی کہتا ہے کہ مولوی اسماعیل مولوی ہو کہ ملنگوں سے محبت کرتا ہے، حالانکہ وہ شراب پیتے ہیں، بھنگ پیتے ہیں نشے کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں مولوی صاحب! تم بھی سچے ہو تمہاری نظر شریعت پر ہے لیکن میری نظر محبت پر بھی ہے، شریعت ظاہر میں ہے محبت دل میں ہے۔ اگر دل کی حرکت صحیح ہے تو سارا بدن صحیح ہے، اگر یہ حرکت ختم ہو گئی تو مردہ سمجھو۔ جب کوئی ایک آدمی مر گیا تو اس کی لاش آئی۔ عورتیں بیٹھ کر اس کو کہتی ہیں کہ خدا کا شکر ادا کر کہ اس کی آنکھ نہ کھل گئی ہے، کان نہ کھل گئے ہیں۔ بھیٹی جب مری گیا تو کان آنکھ

اجلئے تو قول نور نہ دلیں کر دو۔ عرش سے آواز آئی اِنْعَمَ مَسْئُودٌ عَنْ
وَلَايَةِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ (مواقع محرقہ) ان سے علی کی ولایت پوچھو
جو علیؑ دُی اللہ کے قائل ہیں ان کی نیکیاں تول لو باقی جب لینی ہی نہیں ہیں تو
تولنی کیوں ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ میں نے بغیر اس کے نماز لینی ہی نہیں، اور یہ علیؑ
دلی اللہ کا انکار کر کے نمازیں اٹھاتے پھرتے ہیں۔

پھر ٹوچا جائے گا یَوْمَ خُذُوا كُلَّ اَخَاسٍ بِمَا مَرَّ مِنْكُمْ تَهَارًا
امام کون ہے۔ جب امام کا نام لیا تو آواز آئے گی کہ اس کی تو اپنی کسی نے نہیں تو ہیں
تمہاری کون تولے گا۔ ہمارے شیعہ علیؑ کے ملنگ، حیدر کرار کے نعرے
لگانے والے، محبت کے مظاہرے کرنے والے، جب قیامت کے دن
میزان کے پاس جائیں گے تو میزان کے ایک طرف امام ہوگا اور دوسری طرف
شیطان ہوگا۔ نیکیاں تول جائیں گی۔ اگر نیکیاں کم ہوں گی تو شیطان کہے گا
کہ یہ میرا ہے، تو امام کہے گا تمہارا! یہ علیؑ کا محب ہے، حسینؑ کا درد سینے
میں ہے میں کیسے جہنم میں جاتے دوں۔ وہ کہے گا اس کی نیکیاں کم ہیں، آواز
آئے گی میں نیکیاں لے کر اس کی نیکیاں پوری کر دو اور داخل بہشت کر دو
آواز آئے گی یا علیؑ! آپ کی نیکیوں کے لاکھوں انبار ہیں کون سے انبار کو
باتھ لگائیو۔ فرمایا باقی میرے سارے انبار بند رکھو صرف ایک انبار کھولو
صَوَّبَتْ عَلَيَّ يَوْمَ الْخُتَمِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ التَّقْلِيْدِ۔

میں ان ملاؤں کو نہیں مانتا تمام محبت اور ہے۔ نو دیکھو یہ قرآن ہے
حضرت یوسفؑ مصر کا بادشاہ ہے، مصر میں خشک سالی ہو گئی، دنیا زیرِ رات اور
سونے کے گندم لینے جاتی تھی اور حضرت یعقوبؑ کے بیٹے نہ ان کے پاس سونا اور
نہ چاندی، صرف اُون وغیرہ لے گئے، جیسے چوکنی والے پوچھتے ہیں کہ کہاں

ج، زکوٰۃ میں ہوں گی، ان کو سر پر اٹھا کر لوگ اس ترانہ کے ارد گرد پھریں گے کہ
شاید میں بھی بلا لیں لیکن قرآن مجید فرماتا ہے فَلَا تَقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَدْنًا۔ کہ جن لوگوں نے آلِ محمدؐ سے محبت نہیں کی ہم نے ان کی نیکیاں تولنی ہی نہیں
ہیں کیونکہ جب خریدنی ہی نہیں تو تولنی کیوں ہیں۔

(یہاں پر ماتم کے متعلق سوال ہوا) میں تو تمہارا خادم ہوں، ایک
مولوی نے کہا کہ یہ جو تم آگ پر ماتم کرتے ہو یہ دوزخیوں کا کام ہے۔ میں نے کہا
یہ امتحان ہو رہا ہے، خدا فرماتا ہے يَا خَاسِرُوْا كُوْنِيْ بُرُوْا وَسَلَامًا عَلٰی اٰبِرَاهِيْمَ
جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو عرش سے آواز آئی کہ اے آگ!
ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا۔ بس ہم ہی بتاتے ہیں کہ آگ مومنوں پر ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور
منافقوں پر گرم ہو جاتی ہے۔

یہ قرآن کی آیت ہے یا نہیں؟ حضرت ابراہیمؑ پر آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی
یا نہیں؟ کیا اس پر پانی ڈالا گیا تھا؟ خود بخود ٹھنڈی ہو گئی تھی نا۔ تو آپ کو
پتہ نہ چل گیا کہ خدا کا قانون ہے کہ مومنوں پر آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور منافقوں
پر گرم ہو جاتی ہے۔ باواحد حسینؑ نے ماتم کرایا، چالیس من لکڑیاں جلا کر ماتم
کرایا، سیال شرافت والا پیر اگیا کہ یہ چرسہ ہیں ہنگ نوش ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ بڑا صاحب!
انہوں نے چالیس من لکڑیاں جلا کر ماتم کیا ہے تم پانچ سیر جلا کر داخل ہو جاؤ
میں مان جاؤں گا۔

میں عرض کر رہا تھا جب قیامت کا دن آئے گا تو ساری دنیا اپنی اپنی
نیکیاں لے کر جائیگی تو جبرائیلؑ کہے گا یا اللہ! یہ لوگ مجبور کرتے ہیں کہ ہماری
نمازوں کا وزن کر دو۔ فرمایا بیشک وزن کرو لیکن وَ قَبُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُودُونَ
کہ ان کو کھڑے کر دو، نمازیں ان کے سر پر رکھو، ان سے سوال کر دو، اگر سوال کا جواب

اَوْ لَعْنَتِيْ! اَمِنْ تَوْتِيْ رَے بیچے جاتا ہی نہیں تھا تو زبردستی مجھے لے گیا تھا۔ تیسرا
ثَوَابٌ وَمَا دَلَّكَ النَّاسُ - تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَّاصِرِيْنَ
اور مددگار کوئی نہیں ہوگا۔

ہم علیؑ سے اسی لئے محبت کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ حُبِّ
عَلِيٍّ عِبَادَةٌ - علیؑ کی محبت عبادت ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ فرمایا کہ اَلنَّظَرُ رَاقِيٌّ
وَجِهٌ عِلِّيٌّ عِبَادَةٌ - کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ پھر
حضورؐ کو خیال آیا کہ ہر آدمی علیؑ کی زیارت نہیں کر سکے گا۔ جو علیؑ کے زمانے میں
نہیں ہوں گے وہ تو اس عبادت سے محروم رہ جائیں گے۔ تو حضورؐ نے ہماری
سہولت کے لئے فرمایا کہ جو علیؑ کا چہرہ نہ دیکھ سکے ذِکْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ کہ
علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ ایک دفعہ نعرہ حیدری لگا لینا بھی اللہ
کی عبادت ہے۔

پھر حضورؐ نے سوچا کہ ہر جگہ علیؑ کا نام بھی کوئی نہیں لینے دے گا۔ اس
وقت فرمایا جو علیؑ کا نام نہ لے سکے حُبِّ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ کہ علیؑ کی دل میں محبت
رکھ لینا بھی اللہ کی عبادت ہے۔ حضورؐ کا مقصد یہ تھا کہ نہ کسی مومن کی آنکھ نور علیؑ
سے خالی رہے نہ کسی مومن کی زبان ذکر علیؑ سے خالی رہے اور نہ کسی مومن کا
دل حُبِّ عَلِيٍّ سے خالی رہے۔

اب ذرا مجھے ایمان سے بتاؤ! کہ جس آنکھ میں نور علیؑ ہو، جس زبان پر
ذکر علیؑ ہو اور جس دل میں حُبِّ عَلِيٍّ ہو کیا ایسا بندہ جہنم میں جاسکتا ہے؟ نہیں نا
تو جب ایسا مومن جس کی آنکھ میں نور علیؑ ہوگا، جس کی زبان پر ذکر علیؑ ہوگا
جس کے دل میں حُبِّ عَلِيٍّ ہوگی وہ جہنم کی پل سے گزرے گا تو جہنم کی آواز آئے
گی کہ حَزْيًا مَّوْمِنًا تَوَاتَّكَ اَطْفُيْنَا بِمَا سَأَلْتَنَا

سے آئے ہو، تمہارے پاس کیا سامان ہے۔ اسی طرح ان سے بھی پوچھا گیا
تو انہوں نے کہا کہ اتنی آواز ہے، یہ یہ چیز لے کر آئے ہیں۔ کہا: کون ہو؟
کہا: میں یہود ہوں، یہود بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم۔ میں قربان جاؤں لکھا
ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کے سامنے وہ تحریر پیش ہوئی اور پڑھی گئی۔ پڑھنے
والے نے جب یہود بن یعقوب کا نام لیا تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ کہا
اس کو ایک مرتبہ پھر پڑھو، اس نے پھر پڑھا، فوراً کھڑے ہو گئے، فرمایا ان کے
لئے اچھے انتظامات کرو، ان کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ کیوں مسلمان!
لوگ سونامے کر گئے، تاج پہن کر گئے، کسی کو گندم ملتی ہے کسی کو نہیں لیکن ان
کی عزت ہو رہی ہے۔ گندم مل رہی ہے۔ اب ذرا بتاؤ!
یہاں دولت کی قدر ہو رہی ہے یا محبت کی قدر ہو رہی ہے۔ قیامت کے دن
علیؑ کا تخت لگا ہوا ہوگا جب مثل پیش ہوگی کہ یہ فلاں ہے جبار حیدر ہے، سو گوار حسین
ہے تو اگر امان خود اٹھ کے جنت کی پرچی نہ دے تو مجھے ملے گا نہ کہنا۔

فضائل علیؑ کے آخری فقرے ہیں، یہ تو آلِ محمدؑ کی محبت کا ثواب ہے
یہ جو دوسرے بزرگوں کی محبت کر کے دنیا سے گئے ہیں اگر کہو تو ان کی محبت کا
ثواب بھی عرض کر دوں۔ قرآن سے پڑھنا ہے اپنی طرف سے تو بنانا نہیں۔ دیکھو
سُورَةُ عَلِيٍّ عَلِيٍّ رَاحِمًا تَتَخَذُكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ اَوْثَانًا - جنہوں
نے باطل سے محبت کی، تجارتیں بنالیں، سوداگری بنالی۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ - عزیزوں سے محبت کرنے والے سوداگری کر کے
گئے، عزت کرا کے گئے تو قیامت کے دن ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تم نے
مجھے کافر بنایا تھا، تم نے ہم سے خیروں کی محبت کرائی تھی۔ خدا فرماتا ہے دوسرا
ثَوَابٌ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ - وہ ایک دوسرے پر لعنت کریں گے کہ

پر اللہ کا نور برسا تو وہ بیت اللہ ہو گیا اور جب قرآن کی سطروں پر اللہ کا نور برسا تو وہ کلام اللہ ہو گیا۔ پھر یوں کیوں نہ کہہ دوں کہ جب حیدر کرار کے چہرے پر اللہ کا نور برسا تو وہ وجہ اللہ ہو گیا۔

آپ کو پتہ ہے کہ ایک مرتبہ پاکستان میں کعبہ کا غلاف تیار ہوا تھا اور اس کو تمام پاکستان میں پھرایا گیا تھا کہ دیکھو! اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہے کعبہ کے غلاف کو دیکھنے کے لئے لوگ آئے، کئی آدمی پاؤں کے نیچے آکر گر گئے کہ کیا ہو رہا ہے؟ کعبہ کے غلاف کی زیارت ہو رہی ہے۔ تمام مولویوں نے فتوے دے دیئے تھے کہ یہ کعبہ کا غلاف ہے اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ کپڑا پاکستان کا ہے، دھاکہ پاکستان کا کارخانہ پاکستان کا، کاریگر پاکستان کے۔ ابھی یہ سمندر سے پار ہوا نہیں، ابھی یہ کعبے سے مس ہوا نہیں تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت کیسے ہو گئی؟ کہتے ہیں جی نیت جو ہو گئی کہ یہ کعبے کا غلاف ہے۔ جب نیت ہو گئی کہ یہ کعبے کا غلاف ہے تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہو گئی۔ تو میں کہتا ہوں کہ جب ایک معمولی سے کپڑے پر یہ نیت ہو جائے کہ یہ کعبے کا غلاف ہے اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہو جاتی ہے تو جین گھوڑے پر نیت کرنی جائے کہ یہ گھوڑا حسین کا ہے تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت کیوں نہیں ہوتی؟

بس عزیز و ختم کروں دو فقرے مصائب کے پڑھوں۔ ساری زندگی گذر گئی، رقعے آتے رہے اور سارے ہی پوچھتے رہے کہ مولوی صاحب! پیشنا کہاں لکھا ہے لیکن آج تک کسی نے یہ نہ پوچھا کہ زینب کو کونسا کہاں لکھا ہے، بعد شہادت حسین کے پانچ سال تک سادات کے گھروں میں آگ نہیں جلی، پانچ سال تک محلہ بنی ہاشم سے کسی نے دھواں نکلتے نہیں دیکھا، پانچ سال تک سیدانیاں ماتم

جلدی سے گذر جا کہ تیرے نور نے میری آگ بجھا رکھی ہے۔

ریاض النضرہ میں لکھا ہے بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے بابا جب بھی میرے گھر تشریف لاتے تو علی کے چہرے کی طرف دیکھتے رہتے۔ میں نے پوچھا بابا! آپ جب بھی میرے گھر آتے ہیں تو علی کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کیا بات ہے؟ تو فرمایا بیٹی! تمہیں پتہ نہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ انظر الی وجہ علی عبادۃ۔ کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ فرمایا جب میں اپنے گھر ہوتا ہوں تو قرآن صامت کی تلاوت کرتا ہوں اور جب تیرے گھر آتا ہوں تو قرآن ناطق کی تلاوت کرتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ تین چیزوں کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔

النَّظَرُ إِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ - النَّظَرُ إِلَى الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ - النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ - کہ کعبہ کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے، قرآن کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے اور حیدر کرار کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔

اگر آدمی کعبہ کا طواف نہ بھی کرے صرف کعبے کی طرف دیکھتا رہے تو عبادت ہوتی رہے گی، قرآن کو اگر نہ بھی پڑھے صرف سطروں کو دیکھتا رہے عبادت ہوتی رہے گی اور علی سے کوئی مسئلہ پوچھے یا نہ پوچھے صرف علی کے چہرے کی طرف دیکھتا رہے تو عبادت ہوتی رہے گی۔

فرمایا کیوں عبادت ہے؟ اس لئے کہ ان تینوں چیزوں پر اللہ کا نور برستا ہے۔ کعبہ کی چھت پر اللہ کا نور برستا ہے، قرآن کی سطروں پر اللہ کا نور برستا ہے اور حیدر کرار کے چہرے پر اللہ کا نور برستا ہے۔ جب کعبہ کی چھت

کرتی رہیں۔

سادات کے گھر میں چار عزا خانے تھے۔ پہلا حضرت عباس کی ماں کا، دوسرا حضرت مسلم کی بہنوں کا، تیسرا سکینہ کی ماں کا اور چوتھا اجڑی زینب کا، کہتے ہیں جب زینب نے صف ماتم بچھائی تو مستورات رونے لگیں۔ زینب نے ایک ہانسی عورت سے کہا کہ جا کر صفی کو کہہ کہ بچھو بھی زینب کہتی ہے اوّل کر سیئں کا ماتم کر لیں۔ وہ عورت کہتی ہے کہ جب میں گئی تو کیا دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی سہیلیوں کو اکٹھا کر کے صفی ماتم کر رہی ہے۔ میں نے کان میں جا کر کہا صفی! تیری بچھو بھی کہتی ہے کہ میرے ساتھ آکر ماتم کرو۔ صفی نے کہا بچھو بھی سے کہہ کہ پہلے میں کوئی تمہارے ساتھ ماتم کرتی تھی، پہلے بھی بابا کو اکیلے روتی تھی اب بھی اکیلے رو لیا کروں گی۔

عزا دارو! صفی کب سے ماتم کر رہی ہے، جب حسین کا قافلہ مدینہ سے چلنے لگا تو حسین صفی کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتے تھے۔ عورتوں کو کہا گیا کہ صفی کے ساتھ کوئی بات نہ کرنا صرف اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی چلی جاؤ۔ جب سب بیبیاں چلی گئیں تو آخر میں صفی نے زینب کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بچھو بھی اماں! تم بتاؤ یا نہ بتاؤ لیکن مجھے پتہ ہے کہ میرے بابا کا گھرا جڑ رہا ہے۔ فرمایا صفی! تجھے کیسے پتہ ہے کہ تیرے بابا کا گھرا جڑ رہا ہے۔ کہا بچھو بھی اماں! میں بیمار ہوں، ساری ساری رات مجھے نیند نہیں آتی۔ میں ہر روز دیکھتی ہوں کہ جب رات کا پچھلا پہر ہوتا ہے تو آسمان کی طرف سے ایک کالے بُرقعے والی بی بی اگر مکان کی چھت پر بیٹھ کر روتی ہے۔

طور بربادی کا معلوم مجھے ہوتا ہے
روز کوئی اس گھر میں پچھلے پہر روتا ہے

زینب اپنے بھائی کے پاس آئی۔ کہا بھتیجا! سب نے سفارش کی ہے لیکن میں نے سفارش نہیں کی آج سفارش کرتی ہوں کہ صفی بیمار ہے ہمارے بعد یہ اکیلی مر جائے گی اس کو ساتھ کیوں نہیں لے چلتے۔ میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گی۔ میں اس کی دیکھ بھال کرتی جاؤں گی۔ فرمایا زینب! مجھے مجبور نہ کریں مجبور ہوں۔ کیونکہ باقی میری بیٹیاں کوئی تیری شکل کی ہے کوئی میری شکل کی ہے اور کوئی بابا کی شکل کی ہے لیکن صفی کی شکل ماں زہرا کی شکل ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری ماں کی شکل شام کے بازاروں اور درباروں میں رلتی پھرے۔

بس عزیزو! آخری فقرہ۔ میں تمہاری قوم کا مشہور مبلغ ہوں۔ جب میں مرحاؤں تو میری کتابیں یاد نہ رکھتا، میرے مناظرے یاد نہ رکھتا مگر میری دو قصتیں یاد رکھتا "ایک خوں حسین نہ بھولنا دوسری چادر زینب نہ بھولنا" جب دسویں محرم آئے تو گھر میں آرام سے نہ بیٹھا۔ سر سے پگڑی اتارو، پاؤں سے بھونٹے اتارو بھان تغزیہ جا رہا ہو کندھا دیکر کہنا محمد کے بیٹے! تیرا جنازہ اٹھانے آیا ہوں کیونکہ تو تین دن تک کربلا کی گرم ریت پر پڑا رہا۔ بیبیو! سارا سال زینت کرو لیکن جب محرم کا چاند نکل آئے تو کوئی زینت نہ کرو، سروں میں تیل نہ ڈالو کیونکہ زینب رگ گئی ہے۔ بلکہ سر میں مٹی ڈال کر کہو کہ زینب! تیرے کھلے بالوں کا بڑا ارمان ہے کہ تو محمد کی بیٹی ہو کر درباروں اور بازاروں میں رلتی رہی

اللعنة الله على الظالمين

تو نے رسالت ہی نہیں پہنچائی واللہ یحکم من الناس۔ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچے گا۔
ان الله لا يهدي القوم الکافرين۔ تحقیق اللہ قوم کافر کو ہدایت نہیں کرتا۔

تیرہ سال قرآن مجھے میں اترا، دس سال قرآن مدینے میں اترا، نماز اتر چکی، روزہ اتر چکا، حج اتر چکا، تمام احکام اتر چکے۔ اب وہ مسئلہ کونسا ہے جس کیلئے محمدؐ کو کہا جا رہا ہے کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تو نے میری رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا۔

اس آیت کے چار جملے ہیں پہلا جملہ کہ اے میرے رسول! وہ چیز پہنچا جو تیری طرف نازل کی گئی ہے۔ دوسرا جملہ کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو محمدؐ لینا کہ تو نے میرا کوئی کام ہی نہیں کیا تیسرا جملہ کہ اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچالیکا۔ اور چوتھا جملہ کہ تحقیق اللہ قوم کافر کو ہدایت نہیں کرتا۔ اب پتہ یہ کرنا ہے کہ وہ رسول کون ہے جس کو اس مسئلہ کے پہنچانے کا حکم ہو رہا ہے اور وہ مسئلہ کیا ہے جس کے نہ پہنچنے سے اتنا بڑا نقصان ہوگا، وہ بندے کون ہیں جن سے اللہ بچانے کا وعدہ کر رہا ہے اور وہ کافر کون ہیں جن کو ہدایت نہیں ہوگی۔

خدا کے بندے! جنگ بدر ہو چکی، احد ہو چکی، خندق ہو چکی، خیبر ہو چکی، مہربہ ہو چکی، غنیمت کی مٹی پلید ہو گئی، ابو جہل واصل جہنم ہو گیا، ابولہب کی خاک اڑ گئی، عبد اللہ بن ابی رئیس المنافق تباہ و برباد ہو گیا، اسے توتاہ و برباد ہو گئے وہ نامراد بندے کون ہیں جن سے بچانے کا وعدہ ہو رہا ہے واللہ یحکم من الناس وہ ناس کون ہیں جو اسے ان کا۔ ستیا ناس۔ خدا فرماتا ہے میرے حبیب! تو تبلیغ کر لیکن اللہ نے ان کو ہدایت نہیں کرنی۔ میں کہتا ہوں یا اللہ! جب تو نے لوگوں کو ہدایت ہی نہیں کرنی تو خواہ مخواہ رسول کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔

اگر آپ کہیں کہ مولوی صاحب! آپ مجلس پڑھیں لیکن ہم نے مان نہ کیا تو

ولایت



يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ هـ

حضرات! یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے قرآن مجید کے چھٹے پارے سورۃ المائدہ کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ ولایت کو بیان فرمایا ہے۔ اسی لئے میں آج کی محفل میں آپ کے سامنے ولایت جناب امیر پڑھتا ہوں، اعلان خلافت کی تشہیر پڑھتا ہوں، واقعہ خم غدیر پڑھتا ہوں مستان ولا کے لئے جام مٹے غدیر کی تاثیر پڑھتا ہوں یعنی آج کی محفل میں یا ایہا الرسول بلغ کی تفسیر پڑھتا ہوں۔ نعرہ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں۔

میرا خالق فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اے میرے رسول! وہ چیز پہنچا جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف نازل کی گئی۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو

تھیں، ایک ایمان لانا، دوسرا رسول کا کلمہ پڑھوانا، تیسرا رسول کے معجزے دکھلانا۔ جب یہ تینوں چیزیں مفہم کر گئے ہیں تو اب میں ان کو ہدایت کیسے کروں۔

پہلے متوڑا یہ تہہ کر لیں کہ وہ بندے کون ہیں جن سے بچنے کا وعدہ ہو رہا ہے۔ ان بندوں کے نام تو مجھے بھی معلوم نہیں کیونکہ اللہ نے جو نہیں بتائے لیکن اللہ نشاندہی کرتا ہے پہچان تو لے۔ پہلا پارہ کھول، دوسرا رکوع کھول میرا خالق فرماتا ہے:-

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ
يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يُخَادِعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

کئی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور قیامت کے دن پر۔ لیکن خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ کہ وہ مومن نہیں ہیں، وہ بچا رہے تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن اللہ فرماتا ہے یہ نامراد ابھی مومن نہیں ہوئے۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا۔ یہ بات کہہ کر وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لیکن اللہ فرماتا ہے یہ ان کی غلطی ہے وہ ہمیں دھوکہ نہیں دیتے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن اس بات کا شعور نہیں رکھتے۔ وہ ایسا

کیوں کرتے ہیں اس لئے کہ فی قلوبہم مَرَضٌ کہ ان کے دلوں میں بیماریاں ہیں فَاذْهَبْهُمْ اللَّهُ مَرَضًا وہ جتنا قرآن سنتے ہیں ان کی بیماریاں بڑھتی جاتی ہیں

اللہ نے ان کو کیا فرمایا ہے؟ مریض۔ رسول کے لئے فرمایا اِنْسِ وَالْقَوَانِ الْحَسْبِ جِی کہ میرا حبیب حکیم ہے۔ بندے ہو گئے مریض اور حضور ہو گئے حکیم۔ لوگ

کہتے ہیں کہ جب حضور کو علم تھا کہ ان میں کئی لوگ ایچھے نہیں ہیں تو ان کو اپنے پاس کیوں بیٹھنے دیا۔ میں پوچھتا ہوں کہ نبی تو ہو گیا حکیم اور لوگ ہو گئے مریض۔

میں نہ پوچھوں گا کہ جب تم نے میری بات ماننی ہی نہیں ہے تو مجھے مجلس پڑھانے کی کیا ضرورت ہے آپ گھر تشریف لے جائیں۔

میں مجلس پڑھنے کے لئے کھڑا ہوں تو آپ کہیں کہ مولوی صاحب! آپ بے فکر ہو کر مجلس پڑھیں ان لوگوں کا فکر نہ کریں، تو میں نہ سمجھ جاؤں گا کہ اس مجلس میں سارے مومن نہیں ہیں کچھ دوسرے بھی ہیں۔ تو جب اللہ نے فرمایا کہ میرے رسول! تو تبلیغ کر لیکن ان لوگوں کا خیال نہ کرنا، تو رسول کو پتہ نہ چل گیا ہو گا کہ ابھی سارے مومن نہیں ہوئے ابھی نامراد کچھ باقی رہتے ہیں۔ میرے خالق نے فرمایا وہ بندے کیسے ہیں جن کو ہدایت نہیں کرنی۔ فرمایا کَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔ کہ اللہ کیسے ہدایت کرے اس قوم کو جو کافر ہو گئی ایمان لانے کے بعد، رسول کا کلمہ پڑھ کے مکرے رسول کے معجزے دیکھ کے مکرے، فرمایا یہ کافر نہیں یہ ظالم ہیں جو غیروں کا حق لینا چاہتے ہیں۔

ایک آدمی حکیم اجل خان کے پاس علاج کے لئے گیا کہ حکیم صاحب! مجھے یہ بیماری ہے تو حکیم صاحب نے دوا لکھ دی۔ جب اس نے دیکھا تو کہا کہ یہ دوا تو میں بہت استعمال کر چکا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کہا اچھا اور لکھ دیتا ہوں۔ جب وہ نسخہ دیکھا تو کہا کہ یہ دوا تو میں نے کچھ سال پی تھی تو حکیم صاحب نے کہا چلو کوئی بات نہیں اور لکھ دیتا ہوں۔ جب تیسرا نسخہ لکھا تو پھر اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ دوا تو میں ابھی راستے میں استعمال کرتا آیا ہوں مجھے تو کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ تو حکیم صاحب نے کہا کہ نامراد! پھر تو اپنے گھر جا تو میری ساری دکان پی بیٹھا ہے۔ میں تیرا کیا علاج کروں۔ خدا فرماتا ہے میرے پاس بھی تین چیزیں

مَالِي شَيْبًا طَلَبْتُهُمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَحْضِرُونَ جب وہ
مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور
جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں
ہم تو ان کے ساتھ ٹھہرے ہوئے رہے تھے۔

میرا خالق فرماتا ہے پتہ ہے ان کی مثال کیسی ہے۔ میری روایاں سن
قرآن خوانیاں سن۔ فرمایا: مَثَلَهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا
أُضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ
ان کی مثال ایسی ہے جیسے آگ روشن ہوئی اس کے ارد گرد روشنی ہو گئی
آگ بجھ گئی تو اندھیرا چھا گیا۔ اسی طرح وہ رسول کا وعظ سنتے ہیں، رسول کے
معجزے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں سبحان اللہ! اور جب گھر جلتے ہیں تو صفائیاں۔

ان کی دوسری مثال کیسا فرمایا۔ اَذْكَبَيْبٌ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ
ظُلُمَاتٌ وَ سَاعِدٌ وَ بَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَمْالَهُمْ فِي أَذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ
حَدَّثَنَا السُّوَيْدُ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ

ان کی دوسری مثال ایسی ہے جیسے اندھیرا ہوتا ہے آسمان سے بجلی چمکنی
ہے، روشنی بھاتی ہے تو ایک دو قدم اٹھاتے ہیں، جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو
پھر رک جاتے ہیں۔ فرمایا کہی کہی ان کے دلوں میں چمکیں پڑتی ہیں لیکن اکثر اندھیرا
ہی رہتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے، مثالیں تو ان کی بہت ہیں لیکن قسمیں ان کی تین ہیں صُمْ
بِكُمْ عَمِّي فَعَمُّهُ لَا يَزُجُّونَ فرمایا صُمْ کانوں سے بہہ رہے ہیں، میرا
محبوب! چاہے جتنے منی اوچے خطبے پڑھا انہوں نے سنا نہیں۔ بَكُمُ مِنْهُ
سے گونگے ہیں خواہ لاکھ دفعہ من کنت مولا کہہ، انہوں نے حق کی گواہی دینی نہیں

کبھی کسی نے سنا ہے کہ کوئی ڈاکٹر یا حکیم ہسپتال کے دروازے پر ڈنڈا لے کر کھڑا ہو
کہ میں نے مریض کی چار پائی اندر نہیں لے دینی۔ خدا کے بندے! وہ تو دعائیں مانگتا
ہے کہ کوئی نہ کوئی مریض آجائے اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے وہ لوگ بھی اسی
طرح بیٹھ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ میں انہیں ابھی نہیں نکالوں گا۔ یہ لوگ میرا وعظ سنتے
رہیں، قرآن پڑھتے رہیں، حج کرتے رہیں، نمازیں پڑھتے رہیں، من کنت مولا
سنتے رہیں، علی کا ہاتھ پکڑنا دیکھتے رہیں، بیچ بیچ بھی کریں اگر پھر بھی مسکرجاں
تَوْ قَوْمُوا عَمِّي کہہ کر دربار سے نکال دلا گا ایسے نہیں نکالوں گا۔

کئی مریض لا علاج ہوتے ہیں اور کئی مریض ہسپتال میں مر بھی جاتے ہیں،
جب کوئی مریض ہسپتال میں مر جاتا ہے تو ڈاکٹر اعلان کرتا ہے کہ اگر اس کا کوئی
وارث ہو تو لے جا کر دفن کر دو۔ اگر کسی کا وارث ہوا تو لے جاتے ہیں باعزت
کفن دفن کرتے ہیں اور اگر کوئی بے وارث ہو تو اس کو ہسپتال کے کسی کونے
میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص ہسپتال میں دفن ہے تو کیا یہ
کوئی فضیلت اور فخر کی بات ہے۔ نہیں بابا! یہ فخر کی بات نہیں ہے بلکہ ہسپتال
میں بے وارث دفن ہوتے ہیں وارثوں والا دفن نہیں ہوتا۔ صلوٰۃ دی چھیل
آدے میں عرض کر ان۔

میں عرض کر رہا تھا کہ خدا فرماتا ہے وہ ہمیں نہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو
دھوکہ دیتے ہیں وَ كُفُّوا عَذَابَ آيَاتِنَا ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔
آگے ارشاد ہوتا ہے وَ اِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِى الْاَرْضِ قَالُوا اِنَّمَا
نَحْنُ مُصْلِحُونَ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد نہ کرو، لڑائی نہ کرو
جنگ و جدل نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو بڑے مصلح ہیں، ہم تو بڑے نیک ہیں،
ہم تو بڑے مومن ہیں۔ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا قَالُوا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا

میں کعبہ بنا بیٹھا، مکان سجا بیٹھا، وہ رسول جس نے میرے بعد آئے ہیں اور میرے
اس بنے ہوئے کعبے میں آجائے تو تیری بڑی مہربانی ہوگی۔

جب حضرت موسیٰ کا زمانہ آیا تو اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الَّذِي
الَّذِي يُخْرِجُ مِنْهُ مَكَتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْحِيدِ وَالْإِيمَانِ يَا مَعْرُوفُ
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ
کہ میرے رسول کا نام تورات بھی تھا اور انجیل بھی تھا۔

جب حضرت عیسیٰ کا زمانہ آیا، وَ إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي إِسْرَءِيلَ
إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا
بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ حضرت عیسیٰ نے بشارت دی کہ اے
بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں اور میں تورات کی تصدیق
کرنے والا ہوں اور میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام ہوگا "احمد" علامہ احمد
نہیں ہوگا۔

میرے اللہ نے فرمایا۔ اے وہ میرے رسول! جس کو میں نے عالم ازل
میں رسول کہا، اے وہ میرے رسول! جس کو ابراہیم کی دعا میں میں نے رسول کہا
اے وہ میرے رسول! جس کو موسیٰ کی تورات میں میں نے رسول کہا، اے وہ
میرے رسول! جس کو عیسیٰ کی بشارت میں میں نے رسول کہا، اے وہ میرے رسول!
جس کو کلمہ طیب میں میں نے رسول کہا، اب وہ چیز پہنچا جو تیری طرف نازل
کی گئی ہے۔

اکیسواں پارہ کھول سورۃ احزاب کھول، خدا فرماتا ہے: وَ إِذْ
أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ وَ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَىٰ
عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ أَخَذْنَا مِنْهُمُ مِيثَاقًا غَلِيظًا لِّيَسْئَلَ الصَّادِقِينَ

عَمِّي أَنْتُمْ سَاسِئُونَ، میرا محبوب! خواہ بازو پکڑ پکڑ کر دکھا
انہوں نے دیکھنا نہیں۔

اب صرف دو مسئلے آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ رسول کون
ہے جس کو حکم ہو رہا ہے اور وہ مسئلہ کیا ہے جس کے پہچانے کا حکم ہو رہا ہے۔
دنیا جتنی ہے ہمارا بنی چالیس سال کے بعد نبی ہوا ہے، یاد رکھو! میں
اس نبی کو نبی نہیں مانتا جو چالیس سال کے بعد نبی بنے۔ ہمارا نبی عالم ازل سے
نبی ہے۔ آ! میری روایاں سن قرآن خوانیاں سن!
میرا خالق فرماتا ہے۔

وَ إِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَ حِكْمَةٍ
تُحْجَّاهُمْ كَمَا سَأَلَ رَسُولُ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا
بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ حضرت عیسیٰ نے بشارت دی کہ اے
بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں اور میں تورات کی تصدیق
کرنے والا ہوں اور میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام ہوگا "احمد" علامہ احمد
نہیں ہوگا۔

فرمایا اُس وقت کو یاد کرو جب زمین و آسمان بنے نہ تھے، شمس و قمر کے چرخ جہ نہ تھے
دنیا آباد نہ تھی، شاد نہ تھی۔ میں وعدے سے رہا تھا نبی وعدہ دے رہے تھے کہ تمہارے
بعد ایک نبی آئے گا اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا۔ اگر تم پھر گئے تو
یاد رکھنا مومنوں سے نام کاٹ کر فاسقوں میں لکھ دوں گا۔ اس آیت نے ثابت
کر دیا کہ باقی نبی اُمتوں کے نبی تھے اور محمد نبیوں کا نبی ہے۔

جب حضرت ابراہیم کا زمانہ آیا تو کعبہ بنا کر مکان سجا کر اللہ سے دعا کی۔
رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يَزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ کہ اللہ

مِنْ نَفْسِهِ قَالُوا بَلَىٰ قَالَ أَلَلَّهُمْ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْتُ مَوْلَاهُ - فرمایا
جس کا میں مولا بننا کرتا تھا اس کا حیدر کرار مولا ہے -

جب علی کا ہاتھ پکڑ کے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ کہا تو آواز قدرت الٰہی میرے محبوب!
ایسے نہیں کچھ ہاتھوں سے بھی کر کے دکھا۔ مسند ابو طیالسی سے پڑھتا ہوں، ص ۲۳
سے پڑھتا ہوں، حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے تبرکات کا مندرجہ منگایا کھول
کر اس سے ایک پگڑی نکالی عَنْ عَلِيٍّ عَمَّيْنِي رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ عَدِيْبٍ حَيْثُ مَوْلَا عَلِيٍّ
فرماتے ہیں کہ غدیر خم پر رسول خدا میرے سر پر پگڑی کے بیج آپ باندھ رہے تھے
جب آخری بیج باندھ رہے تھے تو عرش اعظم سے آواز آئی اَيُّوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ
دِيْنََكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا
کہ میں نے آج دین مکمل کر دیا اور نعمت پوری کر دی۔ تو خدا کے بندے! لَا اِلَهَ
اِلَّا اللّٰهُ دِيْنٌ هُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بِمَعْنَى دِيْنٌ هُوَ مگر کامل تب ہوتا ہے
جب عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ورنہ کامل نہیں ہوتا۔

کہتے ہیں مولا کے معنی وہ نہیں ہیں جو تم کہتے ہو، میں کہتا ہوں جب تک کہ ایسا
پتہ کرو کہ حضور کس معنی میں مولا ہیں جن معنی میں حضور مولا ہوئے اسی معنی میں علی بھی مولا
ہوں گے۔ بخاری شریف ص — پہلی جلد — صفحہ ۳۲۷

حضرت ابو ہریرہ راوی - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ مَا مِنْ مُّوْمِنٍ
إِلَّا وَ اَنَا اَوَّلِيُّ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ اِقْرَأُوا اِنَّ نِسْتُمْ النَّبِيَّ اَوْفَى
بِاُمُومِيْنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَيُّكُمْ مُّوْمِنٌ مَا تَزَكَّ مَا لَا فَاَيُّكُمْ
عَصَبْتُهُ مَنْ كَانُوا وَ مَنْ تَزَكَّ دِيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَلْيَا بَنِي فَاَنَا مَوْلَاهُ -
جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا، لوگ آتے کہ یا رسول اللہ! آپ اس کا جنازہ

مِنْ صِدْقِهِمْ وَ اَعَدَّ لَكُمْ فَرِيْنَ عَدَا اَبَا اِيْمَاً

فرمایا اے میرے محبوب! اس وقت کو یا کر جب میں نے نبیوں سے
تیرے لئے وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی وعدہ لیا تھا۔ اب ذرا بتا کہ نبیوں سے
تو محمدؐ کی رسالت کا وعدہ لیا گیا تھا لیکن محمدؐ سے کس کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔

تو تفسیر فتح القدیر سے پڑھتا ہوں ص ۵۵ سے پڑھتا ہوں، دوسری جلد
پڑھتا ہوں۔ عَنْ اَبِيْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا لَقِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ
بَلَغَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنْ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ -

عبداللہ بن مسعود کہتا ہے کہ ہم رسول خدا کے زمانے میں اس آیت کے ساتھ یہ بھی
پڑھتے تھے اَنْ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ کہ علی مومنوں کا سردار ہے۔ تو آج پتہ چلا
کہ تمام نبیوں سے محمدؐ کا وعدہ لیا گیا تھا اور محمدؐ سے حیدر کرار کا وعدہ لیا گیا تھا
کہ تم حیدر کی منادی کرو۔

جب آخری حج کر کے حضورؐ واپس آرہے تھے تو مقام غدیر خم پر جو لوگ
ساتھ تھے ان کو روک لیا گیا جو آگے نکل گئے تھے ان کو واپس بلایا اور جو پیچھے رہ گئے
تھے ان کا انتظار فرمایا، جب تمام جمع ہو گئے تو پلانوں کا منبر بنایا، کیا فرمایا۔

مشکوٰۃ شریف سے پڑھتا ہوں، ص ۵۶ سے پڑھتا ہوں، پانچویں سطر سے
پڑھتا ہوں، باتیں جانب سے پڑھتا ہوں، باب مناقب علیؑ سے پڑھتا ہوں، بنی کرم
کے فرمان سے پڑھتا ہوں، خم غدیر کے میدان سے پڑھتا ہوں، مولا علیؑ کی شان
سے پڑھتا ہوں، نعرہ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں آپ کے سامنے
فرمایا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا نَزَلَ
لَعَدِيْبٍ رَّحِمَ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوَّلِيُّ لِكُلِّ مُّوْمِنٍ

مچھرتے ہیں علی کا نام تو اگلی ہے لیکن علیؑ ولی اللہ تو نہیں آیا، تو بھڑسن!
مقتل نوازمی جلد دوم ص ۱۸ سے بڑھتا ہوں۔ عَنْ حُجَّابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
عَلَىٰ بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلَىٰ ذِي الْأَرْوَاحِ
حُضْرَةُ فرماتے ہیں جب میں معراج کی رات عرش پر گیا تو جنت کے دروازے پر کتب
لکھی تھیں کہ تین سطر یہ لکھی ہوئی ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلَىٰ

کہتے ہیں جی ! تم کلمہ میں عِنْدَی اللہ کیوں پڑھتے ہو، قرآن میں دکھاؤ
کہاں لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں چشم مارو سن دلِ ماشاء۔ پہلے ذرا تم بتاؤ آپ جو
ہر روز پانچ مرتبہ اذان پڑھتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر یہ کہاں لکھی ہوئی ہے۔
کہتے ہیں رسولِ کریمؐ نے فرمائی۔ چھ کلمے پڑھتے ہو کس پارے میں ہیں کہ رسولِ کریمؐ
نے فرمائے۔ سبحانک اللہم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ
جَدُّک و لا الہ غیرک۔ کس پارے میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میں

ولی اللہ - نعرۂ جیدری -

بابا! تو کہتا تھا کہ جس مکان پر عیٰ ولی اللہ لکھا ہو وہ شیعوں کا مکان ہوتا ہے، جس مسجد پر لکھا ہو وہ شیعوں کی مسجد تو اب جنت کے دروازے پر بھی علیؑ ولی اللہ لکھا ہے۔ اب بتا! جنت شیعوں کا ہے یا خیروں کا ہے۔

لوگوں کو علیؑ ولی اللہ سے بڑی ضد ہے۔ ایک مرتبہ میں منگوری گیا وہاں امام باڑے کے اوپر مسجد ہے۔ نماز کا وقت ہوا میں بھی نماز کے لئے مسجد میں چلا گیا تو ایک مولوی صاحب بھی اذان سن کر تشریف لے آئے، وضو کرنا شروع کیا، مؤذن نے کہا اللہ اکبر، ہاتھوں پہ پانی ڈالا، وضو کرتا رہا، ابھی وہ منہ پہ پانی ڈال رہا تھا کہ مؤذن نے کہا اَشْهَدُ اَنْ عَلِيًّا وَوَلِيَّ اللّٰہِ تَمُوْلُوْی کہتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ جوتے بغل میں دبائے اور باہر جانے لگا میں نے کہا مولوی صاحب! آپ آئے بھی اور جا بھی رہے ہیں نماز کیوں نہیں پڑھی، کہنے لگا یہ مسجد کوئی نماز کے قابل ہے؟ میں نے کہا اگر مرمت کی ضرورت ہو تو بتا دو کرا دیں گے۔ کہنے لگا نہیں مسجد تو اچھی ہے لیکن یہ اذان میں علیؑ ولی اللہ کیوں پڑھتے ہو۔ میں نے کہا صرف تمہیں نکالنے کے لئے کہ علیؑ والا آئے اور دوسرا ————— جلئے۔

جب سے میں نے کتابوں میں پڑھ لیا ہے نا۔ کہ جنت کے دروازے پر علیؑ ولی اللہ لکھا ہوگا تو مجھے ان مولویوں کی بڑی فکر ہے جو علیؑ ولی اللہ کو اچھا نہیں سمجھتے۔ جب ایسے ہی مولوی غلطی سے جنت کے دروازے پر جاتیں گے اور جنت کے دروازے پر دیکھیں گے علیؑ ولی اللہ لکھا ہو تو ایک دوسرے کو کہیں گے مولوی نظام دین صاحب! مولوی نور دین صاحب! داییں چلو یہ جنت نہیں یہ تو کوئی شیعوں کا امام باڑہ معلوم ہوتا ہے۔

ایک مولوی کہنے لگا تم ولی ولی بڑا کہتے ہو لیکن آج تک شیعوں میں تو کوئی ولی ہوا ہی نہیں۔ میں نے کہا چلو بات ہی ختم ہو گئی آج تک دنیا میں جتنے ولی ہوئے ہیں اگر علیؑ علیؑ کر کے ہوئے ہیں تو ہمیں دے دو اگر اور کسی کا نام لیکر ہوئے ہیں تو تم لے لو۔

کسی نے خواجہ نظام الدین اولیاء سے پوچھا کہ خواجہ صاحب! آپ کو بھی دنیا ولی کہتی ہے اور علیؑ کو بھی ولی کہتی ہے، آپ کے اور علیؑ کے ولی ہونے میں کیا فرق ہے؟ تو خواجہ صاحب نے فرمایا تو کہتی ہے یا زمیندار؟ کہنے لگا حضور! میں تو کہتی ہوں۔ کہا تو دلنے گندم کے کھاتے ہیں یا اور کسی چیز کے؟ کہا گندم کے، تو فرمایا یہ بتا! کہ تیرے گندم کھانے اور سرداروں کے گندم کھانے میں کیا فرق ہے۔ کہا خواجہ صاحب! سرداروں کی اپنی گندم ہوتی ہے ہم ان سے لے کر کھاتے ہیں، تو خواجہ صاحب نے فرمایا او عقل کے اندر! تمہیں اب بھی پتہ نہیں چلا کہ علیؑ خود مالک ولایت ہے میں گدا کر رہا ہوں جیدر کے دروازے سے۔

میں ایک دفعہ شہباز قلندر کے دربار سیون شریف گیا۔ دروازے پر لکھا دیکھا لکھا تھا۔

سرگرد ہے تمام رندانم
بادی سا لکای عرفانم

کہیں تمام رندوں کا سربراہ ہوں اور تمام سالکوں کا رہنما ہوں۔

میں نے پوچھا قلندر صاحب! یہ مرتباً کون کہاں سے آیا۔ فرمایا۔

کہ سب کوئے شیریز دانم
کہیں علیؑ کے دروازے کا گتا جو ہو گیا ہوں۔

نے فرمایا کہ زہیر! یہ حدیثیں مسننہ کا وقت نہیں ہے۔ زہیر نے کہا کہ میں اس وقت کا واقف ہوں جب حضرت امیر المومنینؑ نے جناب اُمّ البنین سے شادی کی خواہش کی تو عقیل سے کہا کہ میری شادی ایسی جگہ کرو جو بہادر خاندان ہو۔ بہادر خاندان کی لڑکی تلاش کرو، تاکہ اللہ مجھے ایک بچہ عطا فرمائے جو حسینؑ کی مصیبت کے وقت اس کی مدد کرے۔ جب جناب عباسؑ نے یہ سنا تو رونگٹے کھڑے ہو گئے اور فرمایا زہیر! تو نے ایسے وقت جوش رلا دیا، اسی حالت میں عباسؑ حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مولا! اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ عباسؑ زندہ ہو اور سکینہ پیالہ لئے کھڑی ہو۔ مجھے اب اجازت دیجئے تاکہ سکینہ کے لئے پانی لے آؤں۔ تو حسینؑ نے فرمایا عباس! تم نہ جاؤ تم تو میری فوج کے علمدار ہو۔ کہا مولا! جب فوج ہی نہ رہی تو علمداری کس کی کروں گا۔

بس عزیزو! جناب عباسؑ گئے مشکیزہ لیا، لکھا ہے کہ مقابلہ کر کے نہر کے کنارے پہنچ گئے پانی کے اندر قدم رکھ دیا، جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؑ نے پانی پی لیا تھا بالکل غلط ہے۔ تمام تاریخوں میں لکھا ہے کہ عباسؑ نے پانی کا چلو بھرا اور کہا عباس! تیرے ہاتھ پانی تک پہنچ گئے ہیں اور سکینہ پیاسی پھر رہی ہے۔ پانی پھینکا اور خشک لب ہی دیا سے باہر آ گئے۔ دس ہزار آدمیوں نے حملہ کیا، کہا کہ پانی خیموں تک نہ پہنچنے پائے۔ ادھر عباسؑ کی کوشش تھی کہ کسی طرح پانی سکینہ تک پہنچ جائے۔ ایک ظالم نے چپک کر دار کیا ایک بازو قلم ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرا بازو بھی قلم ہوا تو مشکیزہ دانتوں سے پکڑا، آواز دی سکینہ! میں پانی لے آ رہا ہوں۔

میں قربان جاؤں! ایک تیر مشک میں اگر لگا، سارا پانی بہہ گیا، اب عباسؑ کی آس ٹوٹ گئی۔ سوچا اگر میں خالی ہاتھ گیا تو سکینہ کو کیا منہ دکھاؤں گا، تو عباسؑ نے

پھر میں نے پوچھا قلندر صاحب! مجھے یہ پتہ تو چل گیا ہے کہ آپ کو تمام مرتبے علیؑ کے دروازے سے ملے ہیں لیکن یہ بتائیں! کہ آپ کا مذہب کیا ہے کیا آپ شیعہ ہیں، سنی ہیں، شافعی ہیں، حنبلی ہیں، دیوبندی ہیں، چکرالوی ہیں، نقشبندی ہیں آپ کا مذہب کیا ہے۔ فرمایا نہ میں شیعہ ہوں نہ سنی ہوں بلکہ

عیدریم قلندریم مستم
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

مولانا شمس الدین پانی پتی تفسیر نظری کی دوسری جلد میں فرماتے ہیں
مَا بَلَغَ أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ السَّابِقَةِ يَدْرُسَ جَعْلًا الْأَوَّلِيَّ إِلَّا بِتَوَسُّطِ
رُوحِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ کہ ان ائمہ کو چھوڑ دو۔ آج تک پہلی ائمہ میں
بھی کوئی ولی نہیں بن سکا۔ جب تک عیدر کرار کی رُوح نے مدد نہیں کی کوئی
ولی نہیں بن سکا۔

حضرت علیؑ نے اپنی زندگی میں بڑے ولی بنائے ہیں لیکن حسینؑ نے میدان
کر بلا میں صرف شب عاشور بہتر ولی بنا دیے۔ رسولؐ کے بھی ولی تھے حسینؑ کے بھی ولی
تھے۔ لیکن رسولؐ اور حسینؑ کے ولیوں میں بڑا فرق ہے۔ رسولؐ کہتے تھے مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ
لیکن حسینؑ شب عاشور فرماتے ہیں کہ ان کو تم سے دشمنی نہیں ہے مجھ سے ہے لہذا تم
چلے جاؤ لیکن نہیں جانتے بلکہ کہتے تھے کہ ہم آپ کے قدموں میں اپنی جانیں قربان کر
دیں گے۔ ہر آدمی چاہتا تھا کہ میں پہلے میدان میں جاؤں۔ لیکن ایک سستی ایسی تھی جس کو
حسینؑ میدان میں جانے کی اجازت نہیں دیتے وہ مولا غازی عباسؑ ہے۔

لیکن جب سکینہ پیالہ لیکر حضرت عباسؑ کے پاس آئی کہ چچا! اب پیاس
برداشت نہیں ہوتی ایک گھونٹ پانی لائے دے دو تو عباسؑ کا دل بے چین ہو گیا
زہیر ابن قین نے کہا کہ عباس! آج میں نہیں ایک حدیث سناؤں، تو جناب عباسؑ

کی شہرت سارے عرب میں پھیل گئی تو میں سوچتی تھی کہ بابا ٹھیک فرماتا تھا، مال نہ ہرا
بھی صحیح فرماتی تھیں لیکن جس بہن کا عباس جیسا بھائی ہو اس کی چادر کون چھین سکتا
ہے؟ اسی لئے جب حسین نے مدینہ چھوڑا اور عباس ساتھ چلے تو زینب کو کوئی
فکر نہیں تھا۔ تمام بیبیوں کو فرماتی تھیں کہ فک نہ کرو میں تمہارے پردے کی ذمہ دار
ہوں۔ دسویں محرم تک زینب یہی فرماتی رہیں۔ لیکن جب میدانِ کربلا سے آواز آئی
قَدْ قَتَلَ الْعَبَّاسُ كَهَّاسَ شَهيداً ہو گئے تو تمام بیبیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا اپنی اپنی
چادریں اتار دو ہمارے پردے بچانے والا مارا گیا، عباس شہید ہو گیا۔

اللعنة الله على الظالمين

زین سے زمین پر آتے ہوئے آواز دی یا مولا اداس کنی، مولا! میری مدد
کیجئے۔ جب حسین نے آواز سنی تو کمر سے اٹھے، کمر پہ ہاتھ رکھ کر کہا اَلَا نَ
اِنْكَسَرَ ظَهْرِيْ اَبِ مِيرِيْ كَرُوْثُ گئی۔

شیعو! حضرت امام حسین وہاں آئے جہاں حضرت عباس زین پر گرے
ہوئے تھے۔ حضرت آگے بڑھے عباس کا سر اٹھا کے زانو پر رکھا، کہا عباس!
آنکھیں کھول کر دیکھ کہ میں کون ہوں۔ عرض کی میرا مولا و آقا ہے حسین نے
فرمایا میں کوشتن کوتا ہوں کہ تیری لاش اٹھاؤں۔ بس او عزیزو! یہ سننا تھا
کہا مولا! میری لاش نہ اٹھانا کہ اول تو میں برداشت نہیں کرتا کہ آغا غلام کی لاش اٹھائے
دوسرا یہ کہ ابھی تک ساری فوج کو پتہ نہیں چلا کہ عباس شہید ہو گیا ہے، فوجیں جو
زینب کے خیمے پر حملہ نہیں کرتیں میرے جلال کی وجہ سے نہیں کرتیں، میرے
رعب کی وجہ سے نہیں کرتیں۔ اس لئے جب آپ میری لاش اٹھا کے لے جائینگے
تو سب کو پتہ چل جائے گا کہ عباس شہید ہو گیا ہے تو زینب کا خیمہ ٹوٹ لیا جائے گا
اُس وقت امام حسین نے فرمایا کہ عباس! تیری یہ جوانمردی ہے کہ آپ دنیائے چلا جا رہا
ہے مگر زینب کا خیال دل میں لئے جا رہا ہے۔

صلیٰ قویان! عباس کی روح پرواز کر گئی، حسین نے ایک ہاتھ میں علم لیا،
دوسرے ہاتھ میں مشکیزہ لیا خیموں کی طرف چلے، ادھر خیمے میں جب علم کو بلند دیکھا تو پیالہ
ہاتھ میں لیا کہ چچا پانی لے آیا ہے تو حسین نے رد کر فرمایا سکینہ! تیرا چچا فرت
کے کنارے شہید ہو گیا ہے۔

بس عزیزو آخری فقرے! لکھ بے جناب زینب فرماتی ہیں کہ جب میں بچتی ہوا
کرتی تھی تو میرے بابا اور اماں فرمایا کرتے تھے کہ زینب! تجھے ایک دن بے ردا کیا
جائے گا، تیرا چچا زینبی جائے گی۔ لیکن جب بھیا عباس جوان ہو گئے اور ان کی بہادری

مَجْلِسِ نِہَم

تَطْهِیر



إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
(پا۔ سورہ احزاب۔ آیت ۳۳)

حضرات — ! میں آج کی مجلس میں آپ کے سامنے ذکر اہل بیت کرتا ہوں، آل محمد کا ذکر کرتا ہوں، رسول کے گھر والوں کا ذکر کرتا ہوں، محمد کے خاندان کا ذکر کرتا ہوں، ذی القربی کا ذکر کرتا ہوں، فی القربی کا ذکر کرتا ہوں، اولوالارحام کا ذکر کرتا ہوں، جن کے گھر قرآن نازل ہوا ان کا ذکر کرتا ہوں، جن پر صلوٰۃ حرام ہے ان کا ذکر کرتا ہوں، جن پر خمس واجب ہے میں ان کا ذکر کرتا ہوں، جہاں پر نبوت ختم ہوئی ہے میں ان کا ذکر کرتا ہوں اور جہاں سے امامت شروع ہوئی ہے میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

شیعہ کو آپ جب بھی دیکھیں گے تو اہل بیت کا ذکر کریں گے، اگر نذر دنیا زدیں گے تو اہل بیت کی، اگر اپنے بچوں کے نام رکھیں گے تو اہل بیت

کے ناموں پر، اس لئے کہ برتن سے دہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ اگر شیعوں کے گھر میں سوائے اہل بیت کے کچھ ہو تو نکلے اگر نہ ہو تو نکلے کیسے؟ ہمارا مذہب اہل بیت کا مذہب ہے۔ اسی لئے ہم جو کچھ کرتے ہیں اہل بیت کے لئے کرتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، روتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، ماتم کرتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، لڑتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، مرتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، کسی کو مانتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، کسی کو نہیں مانتے تو اہل بیت کے لئے، بابا کسی پر رحمت کرتے ہیں تو اہل بیت کے لئے، کسی پر لعنت کرتے ہیں تو وہ بھی اہل بیت کے لئے کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں اہل بیت کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے۔ پہلی مرتبہ آیۃ التَّحِيَّاتِ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ سَاحَمَهُ اللَّهُ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ دوسری مرتبہ آیۃ اُدْنِكُمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ اور تیسری مرتبہ آیۃ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

جہاں پہلی مرتبہ اہل بیت کا ذکر آیا وہاں حضرت ابراہیم کے اہل بیت کا ذکر ہے، جہاں دوسری مرتبہ اہل بیت کا ذکر آیا ہے وہاں حضرت موسیٰ کے اہل بیت کا ذکر ہے اور جہاں تیسری مرتبہ اہل بیت کا ذکر آیا وہاں رسول کریم کے اہل بیت کا ذکر ہے۔

جب حضرت ابراہیم کا زمانہ آیا تو ہر چیز ابراہیم کی وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ بتوت ابراہیم کی رَفِئًا جَاعِلًا لِلنَّاسِ إِمَامًا۔ امامت ابراہیم کی۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ

جب سے میں یہاں آیا ہوں یا جہاں کہیں بھی جاتا ہوں، اگر روٹی مانگوں تو گھر والوں سے جنہوں نے ہمیں بلایا ہوتا ہے، اگر پانی کا گلاس مانگیں تو گھر والے دیتے ہیں۔ اگر آپ سے پانی مانگیں تو آپ کہیں گے کہ مولوی صاحب! ہم تو مجلس سننے آئے ہیں گھر والوں سے مانگو۔ تو پتہ چل گیا کہ جب ہمیں گھر والوں کے بغیر پانی کا گلاس کوئی نہیں دے سکتا تو اہل بیت کے سوا میں جنت کون دے گا کوثر کون دے گا۔

یہ جو مجلس ہو رہی ہے اس کا بھی کوئی انتظام کرنے والا ہے اگر اس کا انتظام کرنے والا نہ ہو تو یہ مجلس کیسے ہو سکتی ہے، نہیں ہو سکتی نا، جب ہمارے لحاظ سے یہ ایک چھوٹی سی مجلس ہے اس کا بھی کوئی انتظام کرنے والا ہے تو جب اسلام کی سب سے پہلی مجلس ہوئی تھی بتاؤ! اس کا انتظام کرنے والا کون تھا، اس کا بانی مہمانی کون تھا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اسلام کی پہلی مجلس محمد کے گھر میں ہوئی، اس کا انتظام کرنے والے محمد کے چچے تھے، کھانا پکانے والی بی بی خدیجہ تھیں اور اصحاب بیٹھ کر کھانے اور سننے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَحَدَ لَكَ غَايِلًا فَاعْنِي۔ میرے محبوب کے پاس مال نہ تھا، میں نے اس کو مال دے کر غنی کر دیا۔ حضرت ابوطالب نے حضور کی خدمت تلوار سے کی اور بی بی خدیجہ نے حضور کی خدمت مال سے کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے محبوب! میرے دین کی خدمت کی ہے دو ہستیوں نے ایک ابوطالب نے دوسری خدیجہ الکبریٰ نے۔ میرے محبوب! لوگ انصاف نہیں کریں گے۔ ابوطالب کو کہیں گے کہ اس نے کلمہ نہیں پڑھا اور خدیجہ الکبریٰ کی بیٹی کا کہیں گے اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ فرمایا میں انصاف کر دیتا ہوں۔ میرے پاس صرف دو چیزیں تھیں، ایک میرے پاس نبوت تھی اور دوسری امانت تھی

كَأَلِ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ آلَ مُحَمَّدٍ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى صَحِيفَةُ اِبْرَاهِيمَ كَا ، مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مِلَّتِ مُحَمَّدٍ اِبْرَاهِيمَ كَا ، اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ بَيْتُ اللَّهِ مُحَمَّدٍ اِبْرَاهِيمَ كَا ، اِنْ نَارَاضِ نَارِ مُحَمَّدٍ اِبْرَاهِيمَ كَا ، اِنَّ مِنْ شَيْعَتِهِ لِبَرَاءِ اِبْرَاهِيمَ شَيْعَةُ مُحَمَّدٍ اِبْرَاهِيمَ كَا ۔

جب حضرت موسیٰ کا زمانہ آیا تو وا ذکر فی الکتاب موسیٰ نبوت موسیٰ کی، تورات موسیٰ کی۔ سب اشخاص کی مدد ہی ویسے ہی امری واحلل عقدہ من لسانی یفقهوا قوی واجعل لی ذبیحاً من اہلی، خلافت موسیٰ کے مہمانی ہارون کی، فَاَسْتَعَاثَ الَّذِیْ مِنْ شَیْعَتِهِ شَیْعَةُ مُحَمَّدٍ اِبْرَاهِيمَ كَا ۔ تو بابا! جب ابراہیم کا زمانہ آیا تو ہر چیز ابراہیم کی، موسیٰ کا زمانہ آیا تو ہر چیز موسیٰ کی لیکتے جب رسول کریم کا زمانہ آیا تو خلافت غیر کی کیوں ہے امامت غیر کی کیوں ہے۔

اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے اور اصحاب کے معنی ہیں محبت میں بیٹھنے والے، گھر والے اور ہوتے ہیں محبت میں بیٹھنے والے اور ہوتے ہیں کہتے ہیں ہر آدمی اہل بیت ہے اصحاب بھی اہل بیت ہیں۔ میں کہتا ہوں اصحاب کو اہل بیت کے ساتھ نہ ملاؤ۔ اگر کوئی کسی جگہ نلکہ لگا دے اس نیت سے کہ لوگ پانی پئیں گے تو اس کا ثواب ہوگا، اور اگر وہی پانی دودھ میں ڈال کر بیچنا شروع کر دے تو پھر بھی ثواب ہوگا، نہیں ناں۔ بلکہ اگر پولیس کو پتہ چل جائے کہ شخص دودھ میں پانی ڈال کر بیچتا ہے تو اس کا چالان ہو جائے گا۔ بابا! جب دودھ میں پانی ملانے والے کا چالان ہو جاتا ہے تو جو نور میں خاک ملاتا ہے اس کا چالان کیوں نہیں ہوتا۔

کہتی ہیں کہ یہ وہ موتی ہیں جو میں نے فاطمہؑ کی شادی کے دن چُنے تھے۔
 حوا عقی محرقہ میں ہے کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم درخت طوبی کے پتے چُن لو۔ فرشتوں نے پتے چُنے تو کیا دیکھا کہ ان پتوں پر کچھ نام لکھے ہوئے ہیں۔ فرشتوں نے عرض کیا یا اللہ! یہ کن لوگوں کے نام ہیں، فرمایا یہ جدارانِ فاطمہ کے نام ہیں۔ جن لوگوں کے نام ان پر لکھ دیئے گئے ہیں قیامت کے دن وہ جنت میں جائیں گے غیر نہیں جاسکتا۔

بیت سے مراد تین بیت مراد لگے ہیں پہلا بیت اللہ شریف دوسرا بیت عرشِ اعظم اور تیسرا بیت مدینہ والی مسجد۔

کیا ہم اہل بیت ہو سکتے ہیں اگر ماں وقتِ ولادت بچہ قرآن پڑھ رہی ہو تو قرآن کو پھوڑنا پڑے گا کہ بچہ پیدا ہو رہا ہے، اگر وقتِ ولادت بچہ ماں نماز پڑھ رہی ہو تو مصلے سے دور ہونا پڑے گا، اگر ماں وقتِ ولادت بچہ کعبہ کا طواف کر رہی ہو تو پیچھے ہٹ جائے گی مگر اہل بیت وہ ہوتا ہے کہ اگر ماں طواف کعبہ کر رہی ہو اور وقتِ ولادت بچہ آجائے تو دیوار کعبہ شق ہو جائے کہ اندر آجائے اہل بیت پیدا ہو رہا ہے۔

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَبْلَ هٰذَا فٰسِقِيْنَ۔ (سورۃ الاحزاب)۔ جہاں اِنَّمَا آجائے وہ چیز غیر کے ساتھ نہیں ملتی۔ جس طرح میرا خالق فرماتا ہے: اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَسْرَارُ رَجِيسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ۔ فرمایا شیطانی عمل اور بھی بہت ہیں لیکن جیسا شراب اور بخواسیطانی عمل ہے ایسا کوئی اور شیطانی عمل نہیں ہے۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنَازِيْرِ۔ حرام اور بھی بہت ہیں لیکن جیسے مردار اور خنزیر حرام ہیں ایسی کوئی اور چیز حرام

میرا محبوب! نبوت تو تجھ پر ختم کر چکا ہوں تیرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، باقی رہ گئی امامت، اب اگر میں امامت ابوطالب کو دوں تو خدیجہ الکبریٰ محروم رہتی ہے، اگر خدیجہ کو دوں تو ابوطالب محروم رہتا ہے۔ میرے محبوب! ایسا کیوں نہ کر دیا جائے کہ بیٹا ہو ابوطالب کا اور بیٹی ہو خدیجہ الکبریٰ کی، دونوں کی شادی عرش پر کر کے امامت کے موتی میں کیوں نہ پیدا کر دوں۔

میں قربان جائفِ ریاض النضر میرے ہاتھ میں ہے اس کے ص ۲۲۲ جلد دوسری سے پڑھ رہا ہوں کہ عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ فِي الْمَسْجِدِ اِذْ قَالَ لِعَلِّيْ هَذَا رَجُلًا يُبَلِّغُنِيْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ زَوَّجَكَ فَاطِمَةَ وَاشْهَدَ عَلٰى تَزْوِيجِكَ اُمًّا بَعِيْنٌ اَلْفَ مَلٰٓئِكَةٍ اَوْحٰٓى اِلٰى شَجَرَةٍ طُوْبٰى اَنْ اُنْتَبِىْ عَلَيْهِمُ الدَّسَّ وَالْيَا قُوْتٌ فَتَنَّتْ عَلَيْهِمُ الدَّسَّ وَالْيَا قُوْتٌ فَابْتَدَسَتْ اِلَيْهَا الْخَوَرُ الْعَيْنُ يَلْتَقِطْنَ مِنْ اَلْبَاقِ الدَّسَّ وَالْيَا قُوْتٌ فَهَمَّ يَسْمَا دُوْنَهُ بَيْنَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

انس بن مالک کہتا ہے کہ دربار محمد مصطفیٰ لگا ہوا تھا، پروانے قربان ہو رہے تھے، دربار محمدی جگہ گار ہا تھا کہ جبرئیل فرشتہ نازل ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو! کہ خداوند عالم نے فاطمہؑ کی شادی علیؑ کے ساتھ عرش پر چالیس ہزار فرشتوں کی گواہی میں کر دی ہے اور درخت طوبی کو حکم دیا کہ تو در اور یا قوت نچھاور کر کیونکہ آج فاطمہؑ کی شادی ہے۔ درخت طوبی نے در اور یا قوت نچھادر کئے، خوروں کو حکم ہوا کہ یہ در اور یا قوت تم چُن لو۔ خوروں نے طبق بھر بھر کر اپنے پاس رکھ لئے اور جب کسی کوئی خوشی کا دن آتا ہے تو خوریں وہ در اور یا قوت ایک دوسرے کو تحفہ دیکر

حضور کے کندھے پر جناب حسن کا لعاب گرا۔ حضور نے دیکھا کہ حسن کھجور کھا رہا ہے۔ حضور نے حسن کے منہ سے کھجور کا دانہ نکال کر فرمایا اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ۔ کہ بھئی! حسن تمہیں پتہ نہیں کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز لیکر آتا تو پوچھتے کہ اے لانے والے! ہدیۃ ام صدقۃ کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر وہ کہتا کہ حضور! ہدیہ ہے تو خود کھا لیتے اور اگر کہتا کہ صدقہ ہے تو قَالَ لَا صَحَابَہُ کُلُّوْا۔ تو صحابہ کرام سے کہتے کہ تم کھا لو کیونکہ صدقہ ہم پر حرام ہے تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ جن کے منہ سے ایک خرما کا دانہ نکال لیں وہ اور ہوتے ہیں اور کھجوروں کے ٹوکروں کے ٹوکے چٹ کر جانے والے اور ہوتے ہیں۔

اہل بیت تو وہ ہوتے ہیں جو مشکل وقت میں بھی صدقہ نہیں کھاتے۔ جب جناب زینب کوفہ کے بازار میں آئی، کونے کی عورتوں کو تیرہ چلا کر بہ زینب ہے اور اس کے سر پر چادر نہیں تو انہوں نے چادریں اور کھجوریں پھینکیں تو جناب زینب نے ہاتھ بلند کر کے فرمایا لَا اَقَاتُ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ۔ ربیبو! چادریں نہ پھینکو ہم نبی زادیاں ہیں، صدقہ ہم پر حرام ہے۔

کہتا ہے میں بھی اہل بیت کو مانتا ہوں، ”بھی“ مانتا ہوں، بتا! کیا مانتا ہے؟ ماننے کا مطلب ہے کہ کسی مرتبے سے مان، نبی سمجھ کے مان، امام سمجھ کے مان، خلیفہ سمجھ کے مان، محمد کے۔۔۔ نائب سمجھ کے مان کیا مانتا ہے؟ اگر امام سمجھ کے مانا تو غیر کو امام بنایا کیوں؟

کہتا ہے جی ہم اہل بیت کو ”بھی“ مانتے ہیں، ”یہ بھی“ کا پتہ مجھے ایک دفعہ ضلع جھنگ سے لگا۔ ایک جگہ میں گیا تو میری روٹی آٹی پلاؤ، زردہ، قدمہ میں نے کہا ان طالب علموں کو بھی روٹی دو۔ انہوں نے کہا قلیہ! آپ تو کھائیں ان کو ”بھی“

نہیں۔ اِنَّمَا الشُّرُكُوْنَ يَخْسُوْنَ۔ نجاستیں تو اور بھی بہت ہیں لیکن جیسی شرک نجاست ہے ایسی کوئی اور نجاست نہیں ہے۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰی اِلَیَّ۔ فرمایا بشر اور بھی بہت ہیں لیکن جیسا میں محمد بشر ہوں ایسا کوئی اور بشر نہیں ہے۔

اِنَّمَا نَطْعُكُمْ يُوْجِبُہُ اللّٰہُ لَا تُؤَيِّدُ مِنْكُمْ جَزَاءٌ وَلَا شُكْرٌ۔ دعوتیں تو اور بھی بہت سی ہیں لیکن جیسی سورۃ دہر کی دعوت ہے ایسی کوئی اور دعوت نہیں ہے۔ اِنَّمَا وَلِيَّكُمْ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوٰۃَ وَهُمْ ذٰكِرُوْنَ وَلٰی اُوْرَیجُ بہِیْ لَیْکِن جِیْیَ اللّٰہِ اس کا رسول اور رکوع میں زکوٰۃ دینے والے ولی ہیں ایسا کوئی اور ولی نہیں ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِيُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَ کُمْ تَطْہِیْرًا۔ فرمایا پاک اور بھی بہت ہیں لیکن جیسے پختن پاک ہیں ایسا کوئی اور پاک نہیں ہے۔ ذرا سگون میں آؤ، توجہ فرمائے، قرآن پڑھ رہا ہوں۔

ایک مولوی کہنے لگا ساری دنیا اہل بیت ہے۔ تو بھی اہل بیت ہے میں بھی اہل بیت ہوں۔ میں نے کہا مولوی صاحب! ساری دنیا اہل بیت بنتی ہے تو بننے دو مگر تم اہل بیت نہ بننا، کہنے لگا وہ کیوں؟ میں کیوں نہ بنوں۔ میں نے کہا کہ رسالت نائب کا فرمان ہے کہ صدقہ میری اہل بیت پر حرام ہے اور مسجد میں جو روٹی آتی ہے وہ صدقہ کی ہوتی ہے۔ اگر تو اہل بیت بنے گا تو کھلے گا کہاں سے۔

ایک مرتبہ ایک شخص صدقہ کی کھجوریں لے کر آیا۔ حضور صحابہ میں وہ کھجوریں تقسیم فرما رہے تھے، ایک کندھے پر حضرت امام حسن علیہ السلام تھے،

جنگ موتہ میں جب ان کے بازو کاٹ گئے تو خدا نے انہیں پر عطا فرمائے۔
بخاری شریف میں رسول خدا فرماتے ہیں کہ اِنِّیْ مَآئِیْتُ جَعْفَرًا فِی الْجَنَّةِ
یَطْبُوْهُ مَعَ الْمَلَائِکَةِ کہ میں نے جعفر کو جنت میں دیکھا کہ وہ فرشتوں کے
ساتھ پرواز کر رہا ہے۔ اب پوچھو کہ یا رسول اللہ! جعفر کی بھی بڑی شان ہے
لیکن جعفر اور علی کی شان میں کیا فرق ہے تو حضور فرماتے ہیں کہ علی متی و اذا
منه ، افسنا و الفسک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ فرمایا
فرشتوں کے ساتھ اُڑنا اور بات ہے اور نفس رسول ہو کر معراج کی رات
ساتھ جانا یہ اور بات ہے۔

غیروں کی کیا حقیقت ہے رسالت مآب نے علی کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے
مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۲ میں ہے کہ جب رسول خدا مدینہ میں تشریف لائے
چونکہ مدینہ میں مسلمان کم تھے تو تمام صحابہ میں بھائی چارہ کیا یعنی ایک دوسرے
کا بھائی بنایا۔ ابوبکر کو عمر کا بھائی بنایا، طلحہ کا زبیر کے ساتھ بھائی چارہ کیا
یوں سمجھ لو کہ جن جن بزرگوں کا آپس میں جوڑ ملتا تھا ان کا آپس میں بھائی چارہ
کر دیا تو جَعْفَرُ عَلِیٌّ مَعَ عِیْنَاءَ۔ اسی اثنائیں حضرت علی روتے ہوئے آئے
اور عرض کی یا رسول اللہ! اَحَبِّتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَ لَمْ تُوَاخِ بَيْنِیْ وَ
بَيْنَ اَحَدٍ۔ آپ نے اپنے تمام صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کر دیا کیا میں
اس قابل نہیں تھا کہ میرا کسی کے ساتھ بھائی چارہ نہیں کیا تو رسول خدا نے فرمایا
کہ رو نہیں، ناراض نہ ہو۔ میں نے ساری دنیا پر نظر دوڑا کر دیکھا لیکن دو آدمیوں
کا کوئی جوڑ نہیں ملا، ابکیسرا اور ایک تیرا۔ اَنْتَ اَجِبِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ
کہ اے علی دنیا و آخرت میں تو میرا بھائی ہے۔ نعرہ حیدری
حضرات! اہل بیت اور اصحاب میں بڑا فرق ہے، کہتے ہیں نہیں جی

کبھی گھر کا بندہ بھی یار ہوا ہے۔ اگر دو بھائیوں میں محبت ہو تو کسی نے یار کہا ہے
سُسر اور داماد کو کسی نے یار کہا ہے، باپ بیٹے میں محبت ہو تو کسی نے یار
کہا ہے، یار تو بیگانے ہوتے ہیں۔ دیکھ ذرا علی کی فضیلت اور علی کا مقام
کیا ہے۔ یہ میرے سامنے ریاض النضر ہے اس کی دوسری جلد ص ۲۷۵
سے پڑھ رہا ہوں۔ لکھا ہے کہ :-

کسی نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ مجھے صحابہ کرام کے درجے بتائیں
تو اس نے کہا کہ پہلا مرتبہ خلیفہ اول کا ہے، دوسرا مرتبہ خلیفہ دوم کا اور تیسرا
خلیفہ ثالث کا ہے۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت!
آپ نے چوتھی جگہ پر علی کا نام کیوں نہیں لیا۔ تو اس نے کہا کہ تو نے مجھ سے صحابہ
کے درجے پوچھے ہیں اہل بیت کے تو نہیں پوچھے۔ علی کوئی اصحاب ہے
جو علی کا نام توں علی تو اہل بیت ہے۔

غیر تو غیر رہ گئے علی کے ساتھ تو علی کے بھائی نہیں مل سکتے غیروں
کی حقیقت کیا ہے۔ علی کے تین بھائی اور بھی ہیں۔ سب سے بڑا طالب ہے جس
کے نام پر حضرت ابوطالب کی کیفیت ہے، اس سے چھوٹا عقیل ہے، اس سے
چھوٹا جعفر طیار ہے اور سب سے چھوٹا — حیدر کرار ہے۔

طالب اور عقیل بھی بھائی ہیں ان کی بڑی شان ہے اور جعفر طیار کی بھی بڑی
شان ہے۔ شیعوں تمہارے لئے تو یہی کافی ہے کہ جعفر طیار علی کے بھائی ہیں۔
جناب زینب کے چچا بھی ہیں اور سُسر بھی۔ غیروں کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ
جعفر طیار اول المؤمنین میں داخل ہیں، مدینہ والی ہجرت میں بھی شامل تھے۔ جب
حبشہ کی طرف ہجرت کی تو جعفر طیار ان کے قائد تھے۔ شاہ حبشہ کو مسلمان کرنے
والے بھی یہی تھے۔ جنگ خیبر کے مجاہد بھی ہیں اور جنگ موتہ کے شہید بھی،

افرن دیا جائے پہلے نہ جاؤ کہ تم کھانے کا انتظار کرتے رہو وَلٰكِنْ اِذَا
دُعِيتُمْ فَادْخُلُوْا لَیْسَ جِبْتُمْ كُوْبِلَا جَائے تو رسول کے گھر میں داخل
ہو جاؤ فاذا طعتم فانقشوا ولا مستالنسین الحدیث جب
تم کھانا کھاؤ تو فوراً چلے جاؤ وہاں بیٹھ کر باتیں نہ کرو، اس لئے کہ ات ذلکم
کان یوذی النبی تمہارا اتنی دیر بیٹھنا رسول کو تکلیف دیتا ہے فیستحی
منکم۔ پس وہ تم سے حیا کی وجہ سے نہیں کہتا واللہ لا یستحی من الحق
لیکن حق بات سب سے اللہ جینا نہیں کرتا اللہ فرماتا ہے نکل جاؤ
اللہ فرماتا ہے کہ رسول کے گھر میں زیادہ دیر تک بیٹھنے سے رسول کو تکلیف
ہوتی ہے۔ اگر نہ کہے کہ بیٹھنا تو بیٹھنا رہا میں نے تو سونا بھی آج یہیں ہے
پھر کہے کہ اگر میں یہ تو دفن بھی یہیں ہوں گا۔ تو پھر یاد رکھ لو کہ جو رسول کے
گھر میں اذن۔ ساتھ آئے اس پر رحمت ہوتی ہے اور جو بغیر اذن کے
تشریف لے آئے وہ لعنت کا سزاوار ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے،
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ : رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْآٰخِرَۃِ الْ
تَحْقِیْقُ جَوَلُکَ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں
بھی اور آخرت میں بھی۔ نعرہ حیدری

ایک مولوی کہنے لگا کہ تم ہر وقت پنجن پاک پنجن پاک کا رٹا لگاتے
رہتے ہو، رسول کی توہین نہ کیا کرو۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ کہا کہ رسول رحمتہ للعالمین
ہو کر آیا ہے۔ اتنا رحمت کا دریا آیا، اتنے رحمت کے دریا سے کل پانچ ہی پاک
ہوئے۔ میں نے کہا ذرا تم بتاؤ کہ اللہ فرماتا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خَلِیْقٍ عَظِیْمٍ کہ
اے میرا حبیب! تو خلق عظیم کا مالک ہے، اتنے خلیق کے کل چار ہی یار
بنے ہیں میں یار تو ہم بدخلقوں کے بھی بن جاتے ہیں۔ کہنے لگا آپ سمجھ نہیں

ہمارے لئے سب برابر ہیں۔ میں نے بڑا سوچا کہ یہ برابر والا لفظ کہاں سے چلا ہے
تو بڑی دیر کے بعد پتہ چلا کہ یہ کیوں کے گھر سے چلا ہے۔ دو رئیس آپس میں لڑ پڑیں
اگر کسی کئی سے کوئی پوچھے کہ زیادتی کس کی تھی تو وہ کہتا ہے کہ ہم کچھ نہیں کہتے،
ہمارے لئے سب برابر ہیں۔

نہ بابا غلطی نہ کر! سب برابر نہیں ہیں ذرا قرآن پڑھ! میرا خالق فرماتا
ہے لا یستوی الا علی والبصیر۔ اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں
ولا الظلمات ولا النور۔ اندھیرا اور روشنی برابر نہیں

ولا الظل ولا الجور۔ دھوپ
اور سایہ برابر نہیں تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض فی سارے
برابر نہیں، قرآن کے پاس برابر نہیں، آسمان کے تارے برابر نہیں اور
اصحاب۔ سارے برابر نہیں۔

یار کے معنی کا تو مجھے بچپن میں ہی پتہ چل گیا تھا جب میں بچہ ہوتا تھا۔
میرے بھی یار تھے۔ میں ایک دن اپنے یاروں کو گھر لے آیا تو میرے والد صاحب
نے فرمایا او اسماعیل! ان کو اپنے گھر نہ لایا کر۔ میں نے کہا بابا جان!
کیوں نہ لاؤں یہ میرے یار ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ خواہ تیرے یار ہی ہیں لیکن
ان کو اندر نہ لایا کر، مجھے تو اُس دن ہی پتہ چل گیا تھا کہ یار وہ ہوتے ہیں جو
دروازے کے اندر پیر بھی نہیں رکھ سکتے اور اہل بیت وہ ہوتے ہیں جو
بغیر اجازت کے اندر آ جاتے ہیں۔

غلطی نہ کر میرے خالق کی آواز آئی یا ایہا النبی آمنا ولا تذخروا
بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طہار غیر ناظرین انا
اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ مگر جب تم کھانے کے لئے

آئے وہ بھی داخل ہو گئے، پھر فاطمہؑ آئیں ان کو بھی داخل کر لیا پھر علیؑ آئے ان کو بھی داخل کر لیا پھر انصاریہؑ اللہ کی آیت پڑھی۔

تفسیر ابن کثیر میرے ہاتھ میں ہے اس کی جلد سوم ۵۸۵ پر لکھا ہے کہ اُم سلمہؓ پاس کھڑی تھیں کہا جب پانچوں چادر کے نیچے آگئے تو آسمان سے نور کی بارش برسنے لگی۔ میں نے چادر اٹھا کر عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں بھی اندر آسکتی ہوں تو حضورؐ نے میرے ہاتھ سے چادر کا پلہ چھین کر فرمایا پیچھے ہٹ جا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں اہل بیتؑ میں سے نہیں ہوں۔ تو حضورؐ نے فرمایا اَنْتِ عَلٰی خَيْرٍ كِه اُمِّ سَلَمَةَ تُو نیک ہے لیکن اَنْتِ مِنْ اَزْوَاجِ النِّبِيِّ وَ هُوَ لَدَى اَهْلِ بَيْتِي تُو میری بیوی ہے اور یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ بیویاں اور ہوتی ہیں اور اہل بیتؑ اور ہوتے ہیں۔

جبرائیل فرشتہؑ پاس کھڑا تھا عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں اس کے نیچے آسکتا ہوں تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ وقت یاد کرو جب معراج کی رات پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اگر معراج کی رات ساتھ گیا تھا تو اب بھی بیٹھ جا اگر نہیں گیا تھا تو پیچھے ہٹ جا کیونکہ یہاں وہ بیٹھ سکتے ہیں جو عرشِ اعظم تک ساتھ جاسکتے ہیں۔

آلِ محمدؑ کی محبت کو رسالتِ مآبؐ نے اتنا واضح کر دیا کہ اس بارے میں کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ ایک حدیث جو صحاح ستہ میں نہیں ملتی کہ تَوَكَّلْتُ فِيكُمْ اَمْرٌ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّتِي كِه میں تم میں کتاب اور سنت چھوڑ کے جا رہا ہوں یہ صحاح ستہ میں نہیں ہے، چلو کسی دوسری کتاب میں ہوگی۔ تو فرما! کہ اس میں ایک لفظ ”سنت“ آگیا تو اس پر ایک پورا مذہب اور چار امام ظہور میں آتے ہیں، مذہب بن جاتے ہیں اور جمہوریت اسی کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔

کیوں اور خدا کے بندے! جو حدیث صحاح ستہ میں نہیں آئی اس پر

یا تو اور بھی بہت ہیں لیکن یہ سب سے بڑے یا ہیں۔ تو میں نے کہا بات ہی ختم ہو گئی کہ پاک تو اور بھی بہت ہیں لیکن یہ سب سے بڑے پاک ہیں۔

عزیزو! بتاؤ کیا قرآن اور کتابیں ایک جیسی پاک ہیں؟ نہیں، کتابوں میں غلطی بھی ہو سکتی ہے لیکن قرآن میں غلطی نہیں ہو سکتی۔ جو قرآن کو غلط کہے وہ کافر ہے۔ قرآن آسمان سے آیا ہے کتابیں یہاں بنتی ہیں۔ اسی طرح اہل بیتؑ وہاں سے آتے ہیں اور اصحابؓ یہاں بنتے ہیں اور اصحابؓ ایسے پاک ہیں جیسے کتابیں پاک ہیں اور اہل بیتؑ ایسے پاک ہیں جیسے قرآن پاک ہے۔

جب میں قرآن کو کھولتا ہوں تو آپ قرآن پر غلاف دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ قرآن ہے اور جو بغیر غلاف کے ہیں وہ کتابیں ہیں۔ تو جن پر چادرِ تطہیر کا غلاف آگیا تھیں پتہ ہی نہ چلا کہ اہل بیتؑ کون ہیں اور اصحابؓ کون ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ چادرِ تطہیر آئی ہی نہیں تو سن! مشکوٰۃ شریف سے پڑھتا ہوں ۵۶۸ سے پڑھتا ہوں، باب مناقب اہل بیتؑ سے پڑھتا ہوں، دائیں جانب سے پڑھتا ہوں، آٹھویں سطر سے پڑھتا ہوں، محمدؐ کے فرمان سے پڑھتا ہوں اہل بیتؑ کی شان سے پڑھتا ہوں، نعرہ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں۔

عَنْ عَالِشَةَ قَالَتْ حَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً عَلَيْهِ وَرُطٌ مَرَحَلٌ مِنْ شَعْرِ اسْوَدَ فَبَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَادْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَادْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَادْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ اپنے اوپر کالی کالی اور رے ہوئے نیکلے حسنؑ آئے ان کو چادر کے نیچے داخل کر لیا، پھر حسینؑ

کیا دیکھ رہا ہے! قَطْعَ کَلَامَ الْحُسَيْنِ کہ حسین کی کلام کو قطع کر دے۔ اس ملعون نے تین نوک والا تیر کمان میں ڈالا۔ تیر چلانے کا ارادہ کیا تو تیر زمین پر گر پڑا، دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ عمر سعد نے کہا حرم ملہ! تو تو بڑا تیر انداز تھا تجھے کیا ہو رہا ہے۔

میں قربان جاؤں۔۔۔ حرم ملہ نے کہا کہ جب میں تیر چلانے کا ارادہ کرتا ہوں تو درخیمہ پر ایک کالے برقعہ والی بی بی آکر کہتی ہے خالم! میری چھ مہینے کی کمائی برباد نہ کر۔

خالم نے زہراؑ کو تیر چلایا جو علیؑ اصغر کی گردن سے ہوتا ہوا حسینؑ کی کلائی میں جا لگا۔ علیؑ اصغر کے خون کو حسینؑ نے ہاتھوں پر لیا۔ زمین پر پھینکنے کا ارادہ کیا، زمین سے آواز آئی حسینؑ! اگر اس ناسخ خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرے تو قیامت تک کوئی چیز پیدا نہیں ہوگی۔ آسمان کی طرف ارادہ کیا تو آواز آئی حسینؑ! قیامت تک بارش نہیں ہوگی۔ حسینؑ رو کے کہتے ہیں۔

انکار آسمان کو ہے راضی زمیں نہیں

اصغر تنہا ہے خون کا ٹھکانہ کہیں نہیں

لکھا ہے کہ آسمان کی طرف سے ایک بی بی کی آواز آئی حسینؑ! یہ خون مجھے دے دے میں اپنے بالوں پر ملوں گی اور قیامت کے دن بابا کو دکھاؤں گی کہ بابا! دیکھ تیری اُمت نے میرے اصغر کا کیا حال کیا ہے۔

پھر حسینؑ نے علیؑ اصغر کے لاشے کو اٹھایا ارادہ کیا کہ خیمے میں لے جاؤں پھر سچا اگر ماں دیکھی کہ تو مرجائیگی کئی مرتبہ خیمے کی طرف گئے پھر واپس ہوئے آخر یہ نصیحتی سب قمر کھود کے اصغر کو گاڑ کے تشییر اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو بھاڑ کے

جہورت کی اتنی بڑی جماعت بن سکتی ہے اور اتنا بڑا مذہب بن سکتا ہے تو جو حدیث صحاح ستہ کے اندر آئی ہے کہ میں قرآن اور اہل بیتؑ چھوڑ کے جا رہا ہوں تو اہلیت پر مذہب کیوں نہیں بن سکتا۔

فرمایا، میں قرآن اور اہل بیت چھوڑ کے جا رہا ہوں اور حضورؐ نے اہل بیت کو اپنی جانب مضاف کیا کہ کتاب اللہ کی ہے اور عترت میری ہے تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ اگر قرآن چھوڑ دیا جائے تو اللہ کا منکر ہے اور اگر اہل بیت کو چھوڑ دیا جائے تو رسول اللہ کا منکر ہے۔

تو بتا! کیا مسلمانوں نے اہل بیت کے ساتھ تمسک کیا؟ اگر دنیا اہلیت کے ساتھ تمسک کرتی تو خامس آلِ عباد آج میدانِ کربلا میں اکیلا کھڑا ہو کر یہ کیوں فرماتا کہ: هَلْ مِنْ دَاجِرٍ يَنْصُرُنَا۔ کوئی ہے جو مجھ غریب کی مدد کرے جب میرے مولائے یہ استغاثہ بلند کیا تو نہر فرات سے ایک لاشہ تڑپا۔ کہا مولائے!

میرے بازو نہیں در نہ میں حاضر تھا۔ درخیمہ سے زینبؑ کی آواز آئی بھتیجا! مدد نہ مانگ زینبؑ کی چادر حاضر ہے۔ علیؑ اصغر بھڑے میں تڑپا بابا! میں حاضر ہوں جب خیمے سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں تو حسینؑ خیمے میں آئے کہا زینبؑ! کیا بات ہے۔ کہا بھتیجا! جب سے آپ نے استغاثہ کی آواز بلند کی ہے اصغر بھڑے میں نہیں رہتا۔ امامؑ نے فرمایا زینبؑ! لاؤ اصغر مجھے دے دو۔ شاید نانا کی اُمت اصغر کو گھوٹ پانی دے دے۔ حسینؑ نے علیؑ اصغر کو

ہاتھوں میں لیا، اوپر عبا کا دامن دیا اور میدان میں آئے، لشکرِ یزید کے سامنے آکر فرمایا، اے مسلمانو! تمہاری نظریں اگر خطا کار ہوں تو میں ہوں لیکن اس بچے کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ تین دن کا پیاسا ہے، اس کی ماں کا دودھ بھی خشک ہو چکا ہے اس کو ایک گھوٹ پانی پلا دو۔ پھر سعدؑ نے حرم ملہ سے کہا

علیٰ اصغر کا۔ جب گھوڑے قریب آئے تو جھپک گئی لاش حسین کی اوپر لاش علیٰ اصغر کے۔ کہا بیٹا اصغر! میں نے تو چارے بہت کئے مگر تو نچ نہ سکا اور تیری لاش بھی گھوڑوں کے سبکوں تلے پامال ہو گئی۔

أَلَا لعنة الله على الظالمين



میں نے ساری زندگی مذاہب کا سروے کر دیا ہے
آدم سے لیکر خاتم تک اگر کسی نبی کے بعد اس کے یار وارث
ہوتے ہیں تو میں منبر چھوڑ دوں گا۔ اگر نہ نبی کی آل ہی وارث ہوئی
ہے تو تو ایک نبی کا منکر نہیں بلکہ ایک لاکھ بچہ بیس ہزار انبیاء
کا منکر ہے۔

(مبلغ اعظم)

شیعوہ کو بلا کے سارے شہید ایک مرتبہ شہید ہوئے لیکن علیٰ اصغر و مرتبہ
شہید ہوا۔ حسین کو تہ تھا کہ میری شہادت کے بعد ہماری لاشوں کو پامال کر دیں
گے لیکن علیٰ اصغر کا لاشہ گھوڑوں کے سبک برداشت نہیں کر سکے گا اس لئے دفن کر دیا
لیکن شیعوہ! بتاؤ! علیٰ اصغر کی لاش نچ گئی؟

میں قربان جاؤں مگر برداشت نہیں کرتا۔ بعد شہادت کے ظالموں نے جب
سروں کو نیزوں پر بلند کیا تو کیا دیکھا کہ ایک سر کم ہے۔ عمر سعد نے کہا یہ اکبر سر پر
بہتر ہونے چاہئیں۔ اصغر کا سر نہیں ہے۔ جب کسی کو تہ نہ چلا کہ اصغر کا لاشہ
کہاں ہے تو حکم دیا کہ نیزے ہاتھ میں لیکر زمین پر مارو۔ ظالم نیزے زمین پر مارتے
جارہے تھے۔ برداشت نہیں کر سکو گے، ایک ظالم کا نیزہ جب اوپر آیا تو
علیٰ اصغر کی لاش ساتھ آگئی، سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا۔ جب سر علیٰ اصغر
نیزے پر بلند ہوا تو حسین کی آواز آئی علیٰ اصغر! تیری قسمت

بس آخری فقرہ! لکھا ہے جب شہادتیں ہو گئیں، ریاض القدس میں
لکھا ہے کہ جب پامالی کا وقت آیا تو سواروں کو حکم ہوا کہ لاشوں کو پامال کر دو
اس حکم کا سننا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی، عمر سعد! عباس کی لاش پر
گھوڑے نہ دوڑانا۔ عباس کی ماں کو فتنے کی رہنے والی ہے وہ ہمارے
خاندان کی ہے۔ کہا عباس کی لاش اٹھاؤ۔ دوسری طرف سے آواز آئی
علیٰ اکبر کی ماں لیلیٰ ابو سفیان کی نواسی ہے ہم علیٰ اکبر کی لاش کو پامال نہیں
ہونے دیں گے۔ کہا علیٰ اکبر کی لاش بھی اٹھاؤ، صحر کے رشتہ دار آئے
کہا صحر کی لاش بھی اٹھاؤ۔

اوین قربان! ہر ایک شہید کے رشتہ دار آتے گئے اور لاشیں
اٹھاتے گئے مگر دولاشے رہ گئے ایک لاش حسین کی اور دوسرا چھوٹا سا لاشہ

حُسَيْن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا طَحَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ
 كُرْهًا وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَ
 بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ
 عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهَا وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي
 إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ رَبِّ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ هـ

حضرات! یہ اُتیتیں جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں پارہ چھٹیں
سُورۃ احقاف کی اُتیتیں ہیں۔ اس میں حضرت امامِ مہدیین کی سیرت، شہادت، مرتبے
اور منزلت کو بیان فرمایا ہے۔

یہ سارا سال جو ہم مجلسیں کرتے ہیں امام حسینؑ کی مجلسیں ہوتی ہیں۔ دوستو! میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہماری مجلسوں میں ذکرِ خدا و رسولؐ نہیں ہوتا، قرآن و حدیث نہیں پڑھی جاتی۔ ہماری مجلسوں میں ذکرِ خدا بھی ہوتا ہے، ذکرِ رسولؐ بھی ہوتا ہے، قرآن بھی پڑھا جاتا ہے، اہلبیاد کا ذکر بھی ہوتا ہے لیکن ان تمام ذکروں کے باوجود اس کو مجلسِ حسینؑ کہتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ذکرِ خدا دنیا سے مٹ رہا تھا، اسلام اُدنیا سے جا رہا تھا۔ حسینؑ نے سردیکر، گھردیکر اس کو بچایا اسی لئے اس کو ہم مجلس

حُصَیْنُ کہتے ہیں۔

لہذا ہمیں چاہیے کہ ہر مجلس میں حضرت امام حسینؑ کی سنت کو، حضرت کے منصب کو، حضرت کی شان کو اور حضرت کے مطمح نظر کو سامنے رکھ کر پڑھیں کہ حسینؑ کیا چاہتے تھے اور اتنی بڑی شہادت کس مقصد کیلئے ہے۔

حضرت کی سیرت، حضرت کا مقصد یہ ہے، میرا اللہ فرماتا ہے رَبِّ
 اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ،
 توبہ فرمائیے گا! خدا حسینؑ کی سیرت خود بیان فرما رہا ہے۔ لوگ مجھ سے
 پوچھتے ہیں کہ مولوی صاحب! فرمائیے کہ حسینؑ کی شہادت تو بعد میں ہوئی اور قرآن
 پہلے نازل ہوا ہے، آپ کس طرح یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حسینؑ کی سیرت اور شہادت
 قرآن میں ہے۔

اد اللہ کے بندے! محمد جو خاتم النبیین ہے محمد کے بعد کوئی نبی نہیں، قرآن کے بعد کتاب نہیں، جب قرآن قیامت تک ہے جب اس میں قیامت کے حالات بھی ہیں، بہشت کے بھی ہیں، تیری خلافتوں کے بھی ہیں تو نبی کے نواسے کا ذکر کیوں نہیں آسکتا۔

جب اس میں قیامت تک کی ہر چیز موجود ہے تو فرما! حضرت امام حسینؑ کی شہادت اس میں کیوں نہ ہو، منصب کیوں نہ ہو اور نصب العین کیوں نہ ہو۔ آپ صلوات پر جس میں بیٹیں کرتا ہوں۔

فرمایا ربّ اوزعنی ————— حتی اذا بلغ أشده وبلغ
 اربعین سنۃ۔ جب حضرت امام حسینؑ جوان ہوئے اور چالیس سال کے
 ہو گئے تو کہا ربّ اوزعنی ان اشکر نعمتک الّتی انعمت علیّ کہ خداوند
 مجھے توفیق دے تاکہ میں ظاہر کروں تیری فضیلتوں کو اور ان نعمتوں کو جو تو نے

کیوں مسلمان! جب حسینؑ سارے گھر کا سودا کر کے امامت کیلئے آئے ہیں تو میں کیسے مان لوں کہ شہید حسینؑ ہو اور امامت غیر کے گھر کی ہو، ان کا کیا حق بنتا ہے۔

میرے خیال میں آپ سمجھ گئے ہیں، دیکھو! شہادت دیکر منصب لینا اور چیز ہے اور اجماع کر کے حلال کرنا اور چیز ہے۔

کیوں شیعو! عالمو! فاضلو! دانشمندو! یہ قرآن ہے، یہ اصول کافی ہے، اس حدیث کی کتاب سے تمہاری بڑی کوئی کتاب نہیں ہے اور قرآن سے بڑی آسمانی کتاب کوئی نہیں۔ ان دونوں کتابوں میں دعویٰ حسینؑ یہی ہے کہ میں آلِ محمد کے لئے شہید ہو رہا ہوں، فضائل محمد کے لئے شہید ہو رہا ہوں، تو جس کے لئے حسینؑ شہید ہوئے ہیں منبر سر آ کے وہ بیان کیا کر رہے ہیں۔

باقی رہے ہمارے برادرانِ اسلام ————— خدا انہیں خوش رکھے ————— میرا مقصد کسی کی دلآزاری نہیں۔ یہ سب سے بڑی آپ کی کتاب ہے "الہدایہ والنہایہ" علامہ ابن کثیر دمشقی کی، اس کے اندر لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ جب عراقی جارہے تھے تو لوگوں نے کہا آپ تفریق بین المسلمین پیدا کر رہے ہیں، فرمایا وہ تفریق بین المسلمین نہیں کرتا جس کی شان اللہ نے بیان فرمائی ہو۔ فرمایا میری دعوت اللہ کی ہے، میری دعوت قرآن کی، میری دعوت اسلام کی، میرا بیان قرآن میں، میری سیرت قرآن میں، جو اللہ نے کہاہے میں وہ کر رہا ہوں تفریق نہیں کر رہا ہوں۔

فرماؤ تم کہتے تھے کہ اہل بیت میں "فلا نا" داخل ہے مگر حسینؑ نے ترجمہ کر دیا ربنا وارضعنا ان اشکر نعمتک الّتی انعمت علیّی وعلیّ والدتی

اے اللہ میں تمہیں شکر کرتا ہوں بلکہ تمہیں شکر کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

میری ذات پر کہیں دعویٰ کیا گیا اور میرے والدین پر کہیں، مجھے توفیق دے تاکہ میں وہ فضائل، وہ نعمتیں اور وہ مرتبے دنیا کو سنا دوں اور سمجھا دوں کہ میرے فضائل یہ ہیں، میری والدہ کے فضائل یہ ہیں، میرے باپ کے فضائل یہ ہیں، میرے نانا کے فضائل یہ ہیں واصلح لی فی ذلک بیتی اور میری نسل کے نو اماموں کے فضائل ————— یہ ہیں۔

کوئی کہتا ہے حسینؑ جمہوریت کے لئے شہید ہو گئے، کوئی کہتا ہے سیاست کے لئے، نہیں بلکہ حسینؑ قرآن کے لفظوں میں فرماتے ہیں، اللہ فرماتا ہے کہ حسینؑ کا مقصد نبوت نہیں ہے، فرمایا اَلنَّبِیُّ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَامُ وَنَعْمَتِیْ ہِیَ جو میری ذات پر، میرے والدین پر اور میری اولاد پر ہیں۔ آج پتہ چلا کہ حسینؑ آپ، حسینؑ کی والدہ، حسینؑ کا باپ، حسینؑ کا نانا اور حسینؑ کی نسل کے نو امام ان کو کہتے ہیں اہل بیت، حسینؑ کی فضیلت کا ذرہ ذرہ کائنات کو سب کچھ بتا رہا ہے۔

یہ اصول کافی ہے، شیعوں کی کتاب ہے، صفحہ اس کا ۴۶۴ ہے، اس میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر آئی اور ولادت کے ساتھ آئی، آواز آئی محمد! اللہ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا، نواسہ ہو گا مگر امت اس کو قتل کر دے گی، تو رسالتِ مآبؐ نے کہا کہ جب اس کو امت ہی قتل کر دے گی تو ایسا بیٹا عطا کیوں فرمایا جاتا ہے؟ آواز آئی رَبِّیْ ذَرْنِیْہِمْ اِلَّا مَا حَتَّ وَالْوَلَایَۃُ وَالْوَصِیَّتَۃُ۔ شہادت کے بدلے میں امامت ان کے گھروں، ولایت ان کے گھروں، وصیت ان کے گھروں۔ فرمایا شہادت کے بدلے میں تمام چیزیں اس خاندان کو دے دی جائیں گی۔ رسولِ خداؐ نے کہا میں مان گیا، سیدؑ نے کہا میں مان گئی، علیؑ نے کہا میں مان گیا حسینؑ نے عالم ارواح میں کہا میں مان گیا،

کسی کو ماننا ہوں۔ میں اگر جانتا ہوں تو آل محمد کو اور ماننا ہوں تو آل محمد کو، جو ان کا ہے وہ میرا ہے۔ جو ان کا نہیں وہ میرا بھی نہیں۔ جو ان کا ہے اس پر رحمت ہے جو ان کا نہیں اس پر۔

تو تیرا ہو گئی! فرمایا رب اوزعنی الخ یا اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں تیری وہ نعمتیں ظاہر کروں جو تو نے مجھ پر رکھی اور میرے والدین پر رکھی۔ سبحان اللہ! بڑے عارف مومن ہیں، جھگڑا تو ختم ہو گیا۔ یہی جھگڑا ہے ناکہ مرا ط مستقیم مل جائے سیدھا راستہ مل جائے، تہتر وں میں سے۔ ناجی فر فرل جائے۔

یہی تمنا ہے نا۔ تو دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ روزانہ نماز پڑھتے ہو، مسجد میں آئے وضو کیا کھڑے ہوئے، کھڑے ہو کر نماز شروع

کی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمن بھی ہے اور رحیم بھی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ کے لئے جو عالمین کا رب ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رحمن و رحیم ہے، صَلَیْکَ یَوْمَ الدِّیْنِ ہے اَیَاکَ نَعْبُدُ تیری ہی خالص عبادت کرتے ہیں وَ اَیَاکَ نَسْتَعِیْنُ تیری ہی ذات سے مدد چاہتے ہیں۔ اس کے بعد اگلا فقرہ پڑھو، سب کچھ پڑھ کے کہا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہم کو سیدھا راستہ دکھلا دے کہن کا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ان کا راستہ دکھلا جن پر تیری نعمتیں ہوئیں، جن پر تیرے انعام ہوئے، تو یہ قرآن کہتا ہے۔ حَسْبُنَا نِعْمَتُ عَلَیْ وَ عَلَیْ وَالِدَیْ النِّعَمِ میری ذات پر ہے، میرے بابا پر ہے تو پتہ کہ انعام کس پر ہے اور لعنت کس پر ہے۔ فرمایا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ان کا راستہ دکھلا جن پر تیرے انعام ہوئے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ ان کا نہ دکھلا جن پر تو ناراض ہو گیا، تیرا غضب ہو گیا۔ او اللہ کے تابع ہمارے!

فرمایا اہل بیت میں، اہل بیت میری والدہ، اہل بیت میرا نانا، اہل بیت میرا بابا اہل بیت میری نسل کے نو امام۔ اب تو قرآن کے لفظوں میں حسین نے سارا خاندان رگن دیلا ہے۔ اس کے اندر باپ حسین کا آیا ہے، ماں حسین کی آئی ہے، ذات حسین کی آئی ہے۔ بابا آیا ہے، ماں آئی ہے، اولاد آئی ہے، جیسا رکائے نہیں تو ملائے کیوں جا رہے ہیں۔ نعرہ حیدری

تو تیرا ہو گئی۔ کیوں عزیران میں! یہ فرمائیے کہ قرآن شریف سے مستند کتاب کوئی اور ہو اور حضرت امام حسین کے اپنے بیان سے کوئی اور بڑا بیان ہو، اللہ جیسے راوی سے کوئی بڑا راوی ہو، نہیں نا۔ تو جب قرآن سے کوئی مستند کتاب نہیں، اللہ سے بڑا کوئی راوی نہیں، حسین سے بڑی کوئی ذات نہیں تو جو اس قرآن میں آیا ہے وہ پیش کر، یہ پکی روٹی کیسے پڑھی جا رہی ہے۔

فرمایا رب اوزعنی ان اشکر نعمتک الّتی انعمت علیّ و علیّ والدی۔ فرما حضرت امام حسین نے ایک ایک فرد گن دیا ہے۔ حسین نے تیرا جھگڑا ختم کر دیا ہے۔ حسین فرماتے ہیں انعمت علیّ، میں و علیّ والدی، میرے والدین، و اصلح لی فی ذرّتی میری اولاد میری نسل کے نو امام۔ ایمان سے کہو قرآن کو ہاتھ لگا کے کہ جو تیرے قصے کہانیاں سننے بنا! ماں تو آئی ہے، بیوی کہاں آئی ہے۔ نعرہ حیدری

حضرت امام حسین نے فرمایا انعمت علیّ و علیّ والدی۔ تو پھر غلطی نہ کر حضرت امام حسین کا جو منصب ہے، آل محمد کے فضائل بیان کرنا، آل محمد کی امامت پر ایمان رکھنا یہ ہے ہمارا مذہب، یہ قرآن میں ہے۔ لہذا ہمارا مذہب اہل بیت کا مذہب ہے۔

میری نسبت یہ یاد رکھو! کہ میں آل محمد کے سوا نہ کسی کو جانتا ہوں نہ

پہلا گروہ نبیوں کا، دوسرا گروہ صدیقیوں کا، تیسرا گروہ شہیدوں کا اور چوتھا صالحین کا۔ اب حسینؑ کہتے ہیں انعمت علی و علی والدی کہ انعام ہے مجھ پر اور میرے والدین پر۔ دوسرا مرتبہ صدیقیوں کا، اب فرماؤ! اگر حسینؑ کا باپ صدیقی نہ ہوتا تو دوسرے مرتبے میں حسینؑ نام کیوں لیتے۔ حسینؑ نے فیصلہ کر دیا کہ نانا میرا نبی ہے بابا میرا صدیق ہے غیر صدیقی ہو نہیں سکتا۔

کسی کی دلا زاری نہیں کرنا چاہتا جس کا جی چاہے صدیقی کہلائے یا صدیقی بنے ورنہ ہر شہر میں دس پندرہ آدمی محمد صدیقی نام کے ہوتے ہیں۔

مگر یہ فرماؤ کہ صدیقی ہوتا کون ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے ترجمہ فرمایا کہ اَلصِّدِّیقُ مَنْ يَكُونُ فِي أَحْلِ فِطْرَتِهِ شَيْئًا يَلَا نَبِيًّا، کہ وہ نبی تو نہیں ہوتا مگر نبیوں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کی فطرت میں نبوت کے جوہر ہوتے ہیں۔ تو پھر محمدؐ کے بعد کوئی ایسا بندہ پیش کر: جس کی ذات میں، صفات میں، صفاتِ انبیاء پائے جاتے ہوں۔ خدا کے بندے! صدیقی وہ ہے جس کی فطرت میں صداقت ہو۔ کفر نہیں، شرک نہیں، بت پرستی نہیں بلکہ صداقت ہوتی ہے۔ فرمایا صدیقی وہ ہوتا ہے جو نبی تو نہیں ہوتا مگر نبیوں کے مشابہ ہوتا ہے کوئی بندہ ایسا دکھا جو نبی نہ ہو مگر نبیوں کے مشابہ ہو یا میں دکھاتا ہوں، ریاض النضرہ سے پڑھنا ہوں:-

نبی کریمؐ نے فرمایا:- مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى آدَمَ فِي عِلْمِهِ وَ إِلَى نُوحٍ فِي فَهْمِهِ وَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ فِي خَلْقِهِ وَ إِلَى مُوسَى فِي بَطْشِهِ وَ إِلَى عِيسَى فِي زُهْدِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى وَجْهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ فرمایا جس نے آدمؑ کا علم دیکھنا ہو، نوحؑ کا فہم دیکھنا ہو، ابراہیمؑ کی خلقت دیکھنی ہو، موسیٰؑ کی طاقت

اللہ کے فرمانبردارو! یہ فرماؤ غیور المغضوب علیہم کہ اللہ تو ناراض ہو گیا اور توحی اللہ بڑھتا رہا۔

جن پر اللہ کی نعمتیں ہیں وہ تو یہ گھر ہے باقی رہ گیا غیور المغضوب علیہم جن پر تو ناراض ہو گیا۔ یہ فرماؤ! اللہ کو تو غضب آتا ہی نہیں، غضب تو ہے کہ دل کے اندر خون جوش مارے، غضب ہے۔ جب اللہ کیلئے بدن نہیں بدن کیلئے دل نہیں، دل میں خون نہیں تو اللہ کا غضب کیسا۔

اللہ کو تو غضب آتا ہی نہیں اگر غضب آجائے تو یہ کیفیت ہے وہ تکلیف ہو جائے۔ یہ عرض ہے وہ معروض ہو جائے۔ بتاؤ! کہاں غضب آتا ہے۔ فرمایا غلطی نہ کر مجھے غضب نہیں آتا فرمایا كَالَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَأْسُوْكُمْ۔ جس پر میرے محمدؐ کو غضب آجائے اس پر میرا غضب ہے۔ صحیح بخاری میرے ہاتھ میں ہے۔ محمدؐ فرماتا ہے مَنْ أَعْضَبَهَا فَأَعْضَبَنِي جِسْماً فَرَأْسُكَ كَوَغْضَبِ أَجَائِي مِثْلَ غَضَبِ اس پر ہوتا ہے۔

اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہتا۔ عقلمندوں کیلئے اشارہ کافی ہے۔ صحیح بخاری صفحہ ۳۳۵ پہلی جلد، ماں مومنوں کی راوی۔ (صلوٰۃ دی چل آوے میں عرض کراں)۔

حضرت امام حسینؑ کا یہ مشن ہے۔ ربّ اوزعنی ان اشکر نعمتك التي انعمت علی و علی والدی یا اللہ نظر ہر کان نعمتوں کو جو میری ذات پر کہیں اور میرے والدین پر کہیں۔ قرآن تیرے سامنے ہے، خدا فرماتا ہے۔ چار مہستیاں ہیں جن پر میرے انعام ہیں، فرمایا وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (سورۃ نساء آیت ۶۹)

دیکھتی ہو، عیسیٰ کا دم درود دیکھنا، اگر اس نے سارے نبی نہیں دیکھے تو ایک دفعہ حیدر گڑا کا چہرہ دیکھ لے تو سارے نبی نظر آجائیں گے۔

حضرت فرماتے ہیں نعمت والے چار گھر میں، نبی ہے، صدیق ہے، شہید ہے اور صالحین ہیں۔ فرمایا نبی میرا نانا، صدیق میرا بابا، شہید میں اور باقی رہ گیا صالحین تو وہ میری نسل کے نو امام ہیں۔

جتنے نبی مرتے رہے وہ مرتے وقت یہ کہتے رہے کہ سَہَابًا ثَوَابًا مَسْلُوعًا وَالْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ وَاللَّهُ سَيُحْكِمُكُمْ كَرَكَةِ مَارِ اَوْ مَبِیْنِ صالحین کے ساتھ ملا دے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ تو صالحین ہے۔ نہ بابا! یہ وہ صالحین ہیں۔ حسینؑ فرماتے میری نسل کے نو امام وہ صالحین ہیں جن کے ساتھ مرنے کے بعد ابراہیمؑ اور موسیٰؑ تمنا کر رہے ہیں کہ ہمیں ان کے ساتھ ملا دے۔

لہذا یہ ہستیوں ممتاز، یہ ہستیوں مخصوص اور یہ ہستیوں محصور ہیں اور ابتداء سے انتہا تک ان کے فضائل جو ہیں یہ ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اعمال فضائل کا نتیجہ ہیں۔

میرے خیال میں آپ سمجھ گئے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نیکی کر کے بڑا بن جاتا ہے مگر یہ فرماؤ! کہ جن کے اپنی پیدائش سے پہلے فضائل ظاہر ہو رہے ہوں ابھی وہ خود ظہور میں نہ آیا ہو تو پھر فضائل اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اعمال اس کے فضائل کا نتیجہ ہیں۔

معاف کرنا! میرا جہاں تک مطالعہ ہے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی سیرت پر، حضرت کی شہادت پر اور ایک ایک عمل پر ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہوں۔ سبب شہادت کا اسی فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ كَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوَدَّاعِ وَالْإِجْمَالِ وَالْقُرْآنِ۔ صلوٰۃ پڑھیں عرض کرتا ہوں۔

لوگ کہتے ہیں رسولؐ کی چار بیٹیاں ہیں تو فاطمہؑ اپنے اعمال سے تو آگے نہیں بڑھ گئی، فاطمہؑ تو سب سے چھوٹی تھی جاتی ہے بڑی بیٹیوں نے تو عمل زیادہ کئے ہوں گے نا! جو پہلے پیدا ہوئیں انہوں نے نمازیں زیادہ پڑھی ہوں گی، روزے زیادہ رکھے ہوں گے۔ مگر وہ اتنی نمازیں پڑھ کے، روزے رکھ کے فاطمہؑ نہ بن سکیں، تو یہ اعمال کی بات تو نہ ہوئی فضائل کی بات ہے۔

حسینؑ ہما میں سعیدین شریفین سات آٹھ سال کے ہوں گے نبیؐ رسالت آئے دنیا سے تشریف لے گئے تو آٹھ سال کے تو وہ بچے تھے یہ جتنے فضائل کے انبار لگے ہوئے ہیں، حدیثیں بھری ہوئی ہیں فرماؤ! حسینؑ کو آٹھ سال کی عمر تک اعمال کرنے کا تو کوئی موقع نہیں ملا کیونکہ وہ نابالغ تھے۔ یہ محمد رسول اللہؐ نے جو قبل بلوغت فضائل بیان فرما دیئے ہیں یہ کس کا نتیجہ ہیں؟

خدا پر چھ مسلمانان عالم سے کہ سرکارِ دو عالم کے لئے آپؐ بڑا کچھ بیان فرماتے ہیں اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ ہیں مگر آپؐ کی کتابیں کیا کہتی ہیں یہ مستدرک حاکم ہے کہ كَانَ يَتَوَضَّأُ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَرَبِّ رَسَالَتِهِمْ نَمَازِ پڑھتے تھے فو حنین ہما میں سعیدین شریفین دائیں بائیں کھڑے ہو جاتے تھے اور باری باری حضورؐ کی پشت پر سوار ہوتے تھے۔ اگر کچھ دیر حسنؑ زیادہ رہ جاتے تو حسینؑ کہتے بھتیجا! نیچے آؤ اب میری باری ہے، فرما! محمدؐ کی نماز ہو رہی ہے اور حسینؑ کی کھیں ہو رہی ہے۔

تو یہ کیا تھا؟ تاکہ نمازی دیکھ لیں کہ حسینؑ کے فضائل میری نگاہ میں ہیں اور ان کی عظمت میری نگاہ میں یہ ہے۔ بخاری جیسی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ رسالت آئے خطبہ پڑھ رہے ہیں اور حسینؑ تشریف لا رہے ہیں تو ان کا کرتہ

سمجھا کہ میں جلدی کروں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے۔

دیکھ خدا کے لئے غور فرما! جب محمد کی نماز حسین کے لئے لمبی ہو سکتی ہے
سجدے کو طویل ہو سکتا ہے تو ماتم حسین میں تیری اذان ذرا آگے کیوں نہیں
ہو سکتی۔

کہتے ہیں شیعہ ماتم کرتے ہیں اور ماتم میں نماز چھوڑ جاتے ہیں، نہیں!
نماز چھوڑتے نہیں جمع کر کے پڑھتے ہیں اور نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا قرآن کا
مسئلہ ہے، حدیث پاک کا مسئلہ ہے۔

کہتا ہے جی کیوں جمع کرتے ہو؟ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جب آپ حج کے لئے
جلتے ہیں اور مقام عرفات میں نماز کا وقت آتا ہے، نماز ظہر آتی ہے، نماز عصر
آتی ہے تو آپ وہاں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ شام کو جمع کر کے پڑھتے ہیں۔
وقت ظہر گیا، عصر گیا، شام کے وقت جمع کر کے پڑھیں، وہاں جمع کرنے کی علت
مجھے سمجھا کہ کیا وجہ تھی ہم کہتے ہیں کہ آج حج ہو رہا ہے، حج کیا ہے؟ کہ اسماعیل
کی قربانی کی یاد دہانی جارہی ہے۔ اور خدا کے بندے! اسماعیل تو قربان ہوا ہی نہیں
صرف چھری رکھی گئی ہے چلی نہیں ہے۔ تو جہاں چھری رکھی گئی ہے اگر اس کی یاد میں نمازیں
جمع ہو سکتی ہیں تو جہاں چلی گئی ہے وہاں کیوں نہیں جمع ہو سکتیں۔

بس عزیزو! مختصر عرض کروں، ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے کسی
نے کہا کہ حضور! اگر آپ محمد کے حقیقی بیٹے ہوتے تو اسے نہ ہوتے تو لوگ آپ کا بڑا ادب
کرتے، احترام کرتے۔ مگر چونکہ درمیان میں ایک واسطہ آگیا ہے اس لئے آپ کے
بارے میں کچھ لوگ تردد کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ بات تیری معقول ہے میں اسے تسلیم
کرتا ہوں کہ لوگ میرا احترام اس نے نہیں کرتے کہ میں بیٹا نہیں بلکہ نواسہ ہوں۔ فرمایا بتا
میں تو نواسہ ہوں لیکن میری ماں تو محمد کی حقیقی بیٹی تھی اس کا لوگوں نے کتنا احترام کیا۔

پاؤں میں اٹک گیا، گرنے لگے تو حضور نے خطبہ کو چھوڑ دیا اور منبر سے اتر کے حسین کو
اٹھایا، اٹھا کے منبر پر لائے اور اس کے بعد فرمایا کہ میرا بیٹا ہے یہ گورہا تھا
فَلَمْ أَصْبِرْ مِیں صبر نہ کر سکا۔ کیوں مسلمان! لفظ تو ہے لَمْ أَصْبِرْ کا کہ میں
صبر نہ کر سکا۔ مسجد بھی اپنی، نماز بھی اپنے، ماحول بھی اپنا، لیکن ان کو گرتے
دیکھ کہ محمد صبر نہ کر سکے تو یہ فرما! جب کہ بلا میں گھوڑے سے گرے تو شیعہ
کیسے صبر کریں۔

لہذا جہاں تک میرا مطالعہ ہے ساری زندگی رسالت مآب کی وقتاً فوقتاً ان
کی تبلیغ میں گزری ہے۔ کبھی اپنے دوش مبارک پر ان کو سوار کر لیا، کبھی نماز کی حالت
میں پشت پر سوار کر کے دکھلایا۔ یہ آخر بچے تھے نا! تو بچے کو اٹھا کے نماز نہیں
ہوتی تو پھر مان جا کہ یہ عام بچے نہ تھے بلکہ ان کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی تھی۔

کتاؤں میں موجود ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام رسالت مآب کی پشت
مبارک پر سوار ہو گئے اور حضور نے سجدے کو طویل دیا۔ ایک صحابی کہتا ہے کہ کافی
وقت گزرنے کے بعد مجھے خیال آیا کہ شاید میں نے تکبیر کی آواز نہیں سنی اور حضور
نے سر اٹھالیا ہو گا تو میں نے سجدے سے سر اٹھا کر کیا دیکھا کہ غلامِ خدا اکبر علی
ظہر رسول اللہ، بچہ حضور کی پشت پر سوار تھا تو میں نے سجدے میں سر رکھ دیا
میں نے دو تین مرتبہ ایسا کیا لیکن حسین اپنی مرضی سے اترے، حضور نے سلام
پھیرا تو سارے نمازی جمع ہو گئے، عرض کی یا رسول اللہ! کیا آج نماز لمبی ہو گئی تھی
یا کوئی اور بات ہے۔ فرمایا نہیں، نماز اتنی ہی ہے جتنی میں پڑھا کرتا تھا مگر رات
ابنی اَرْتَحِلْنِی میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تھا اور مجھے اللہ نے یہ فرمایا
تھا کہ محمد! نماز لمبی ہوتی ہے تو ہو جائے مگر اس بچے کو اس وقت اتارنا جب
یہ خود اترے فَكِرْتُ اَنْ اَعْلَجَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ تو فرمایا میں نے مکوہ

جب حسینؑ نے دیکھا کہ میرا آخری وقت ہے تو گھوڑے کو قریب کیا، اپنا خون لیکر گھوڑے کی پیشانی پر لگایا اور فرمایا ذوالجناح! خیموں کی طرف چلا جا بتلنے کی ضرورت نہیں، تجھے دیکھ کر زینبؓ خود سمجھ جائے گی کہ میرا بھائی مارا گیا ہے گھوڑا آیا درخیمہ پر، زینبؓ نے باہر آکر دیکھا تو گھوڑے کی پیشانی خون سے رنگیں ہے زینؓ دھلکی ہوئی ہے وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، ہلے میرا بھتیجا حسینؑ مارا گیا۔

بس او موہنا! جب تم شبیہ ذوالجناح نکالو تو کچھ دیر کے لئے ذوالجناح کو مستورات کے حلقے میں بھیجو، اور میری بہنو! بیٹو! اب تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب ذوالجناح تمہارے حلقے میں آئے تو ایک چار سال کی بچی تلاش کرو جو سیدوں کی ہوا امتیوں کی نہ ہو۔ اس کے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام دیکر شام کی طرف منہ کر کے کہو کہ سکیئہ تیرے بابا کا بڑا ارمان ہے۔ ماتم حسینؑ

اللعنة الله على الظالمين

سید بیٹے ہو مومن بیٹھے ہو اب برداشت نہ کر سکو گے۔ یہ فرمان تھا، کیا دیکھا کہ ایک بی بی کے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام ہے کہا بھتیجا حسینؑ! گھبرا نہیں اگر عباسؑ نہیں تو زینبؓ جو موجود ہے تجھے گھوڑے پر میں سوار کراتی ہوں، رکاب میں پکرتی ہوں۔ حسینؑ گھوڑے پر سوار ہوئے، میدان کی طرف چلے، ایک جگہ گھوڑا رک گیا، حسینؑ نے فرمایا میرے نانکے گھوڑے مجھے پتہ ہے تو تین دن کا بھوکا پیاسا ہے لیکن میں حسینؑ وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد تجھ پر سوار نہیں ہوں گا مجھے صرف میدان تک پہنچا دے۔ گھوڑے نے سر سے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔ کیا دیکھا کہ ایک چار سال کی بچی ہے جو گھوڑے کے پاؤں سے لپٹ کر بیٹھی ہے اور کہہ رہی ہے میرے بابا کے گھوڑے! بابا کو نہ لے جا، ورنہ میں یتیم ہو جاؤں گی۔ حسینؑ گھوڑے سے اترے سکیئہ کو گود میں لیا پیار کیا پھر فرمایا جاسکیئہ اب خیمے میں چلی جا۔ تو سکیئہ رو کے کہتی ہے بابا! آپ تو جارہے ہیں لیکن میں کس کے سینے پر سوؤں گی۔ تو حسینؑ نے فرمایا بیٹی! تو اپنی ماں کے سینے پر سونا۔ کہا بابا! میری ماں کے سانفہ تو بھیا علی اصغر سوتا ہے۔ فرمایا نہیں سکیئہ، علی اصغر آج کے بعد میرے پاس سویا کرے گا۔

مختصر کردہ سید بیٹھے ہو برداشت نہ کر سکو گے۔ میں نے خود پڑھا ہے کہ جب حسینؑ میدان میں آئے تو چار ہزار تیرہ لکھ انوں سے نکل کر بتول کے لعل کی طرف آئے۔ راوی کہتا ہے میں قربان جاؤں حسینؑ کے اس نازک بدن پر جو رسولؐ کی گود اور بتولؑ کی آغوش میں ناز و نعم سے پلا تھا، چار ہزار تیرہ لکھ انوں کے نازک بدن نے کیسے برداشت کیا ہو گا۔ جناب سیدؑ تجارت سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے بابا کے جسم پر کتنے زخم تھے تو تجارت نے ہاتھ سے انگشتری اتاری اور فرمایا کہ میرے غریب بابا کے جسم پر اس گینے جتنی بھی جگہ خالی نہیں تھی جب تیرا اور تچھر لگ رہے تھے تو حسینؑ فرما رہے تھے وضاً بقضائہ وتسلیم لا امرہ

حضرات! ماتم تو سارا سال ہوتا ہے مگر یہ ماتم کے خاص دن ہیں۔
کیونکہ یوم میں آکے ہر چیز دو چند ہو جاتی ہے۔

سال میں اسلامی نقطہ نظر سے تین عشرے منائے جاتے ہیں۔ پہلا عشرہ
رمضان شریف کا آخری عشرہ ہے جو نزول قرآن کا عشرہ ہے، لیلتہ القدر کا عشرہ ہے
اسکاف کا عشرہ ہے اور شہادت علی کا عشرہ ہے۔ اگرچہ پوچھ تو قرآن صامت کے
نزول کا عشرہ ہے اور قرآن ناطق کے عروج کا عشرہ ہے۔

دوسرا عشرہ ماہ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ یہ حضرت اسماعیل کا عشرہ ہے
آل ابراہیم کا عشرہ ہے، رضا و تسلیم کا عشرہ ہے، حضرت باجوڑ کی یاس کا عشرہ ہے
اور حضرت اسماعیل کی یاس کا عشرہ ہے۔ الغرض یہ ذیہ عظیم کے خواب کا عشرہ ہے
تعبیر خواب کا عشرہ اور ذیہ عظیم کے مصداق کا عشرہ اس کے جس دن کے بعد
آتا ہے۔

و تیسرا عشرہ محرم الحرام کا عشرہ ہے جو شہیدانِ کربلا کی غریب و کربت کا
عشرہ ہے۔ آلِ محمد کی وطن سے فرقت کا عشرہ ہے، حسین کی شہادت کا عشرہ ہے
زینب کی بے روائی کا عشرہ ہے۔ یہ وہ عشرہ ہے جس میں زینب کے بالِ تحمل گئے
حسین کے نو نہال رل گئے، سید زوایاں جنگل میں بے سہارا ہو گئیں، محمد کی بیویوں
بے چارہ ہو گئیں یعنی اس کی پہلی سے لیکر دسویں تک چیستانِ محمد اُبھر گیا۔

مگر ملے افسوس! جب ماہ رمضان کا عشرہ آیا، نزول قرآن کا عشرہ آیا تو
ہم تمام مسلمانوں کے ساتھ تھے، مساجد میں مختلف تھے، ترک لذات کے معترف
تھے اور جب ذوالحجہ کا عشرہ آیا تو یاد ابراہیم و اسماعیل میں ہم دوش بدوش تھے۔
لیکن جب محرم کا عشرہ آیا تو حسین کی یاد منانے میں ہم شیعہ تنہا رہ گئے۔ شیعیان
حیدر کو آدھی ہیں جو یادِ امام مظلوم منار ہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ رسول کا نواسہ

مجلسِ یازدہم

اثباتِ عزاداریِ امام حسین علیہ السلام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالْكَائِلِ إِذْ أَتَىٰ مَجْلِدًا
فِي إِلَٰكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (پہلا سورہ الفجر)

حضرات! خدا فرماتا ہے قسم ہے فجر کی اور دس متبرک اور بزرگ راتوں کی
جفت اور طاق یعنی دسویں اور نویں کی اور اس رات کی جو مشکل سے گزری اس میں
صاحبانِ عقل کیلئے بڑی قسم ہے۔

یہ سورہ فجر کی آیت ہے۔ شیعہ تفسیروں میں اس سورہ کا نام سورہ حسین
آیا ہے۔ تفسیر برہان جلد چہارم ص ۲۵۵ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ اپنے فراتس اور نوافل میں سورہ فجر کو پڑھا کر یہ حسین ابن علی کی سورہ
ہے۔ جس نے اس کو پڑھا وہ روزِ قیامت جنت میں حضرت امام حسین علیہ السلام
کے ساتھ ہوگا۔

حضرات! آج یوم عاشورہ ہے اسی لئے میں نے اس دن کی مناسبت سے
یہ آیت پڑھی ہے کہ قسم ہے دس راتوں کی۔ اور صبح عاشورہ کی تمام تفسیروں میں ہے کہ
اس سے مراد محرم کی دس راتیں اور صبح عاشورہ ہے۔

تو کہتا ہے یہ بیچارہ سچا پیٹ رہا ہے۔

اول اللہ کے بندے! تیرے چار برتن ٹوٹے جائیں تو تو سچا پیٹ رہا ہے اور محمد کی بیٹیوں کا سارا گھرا گھرا گیا تو ہم غریب شیعہ غلط پیٹ رہے ہیں۔

یہ آل محمد سے محبت اور تعلق ہی ہے جو روزِ عاشورِ خوشیاں منانے کی تلقین کی جاتی ہے۔ یہ تمہاری مشکوٰۃ شریف ہے اس کے منہ میں لکھا ہے: مَنْ وَ سَعَعَتْ عَنْ عِيَالِهِ يَوْمَ عَاشُورَا وَسَعَّ اللَّهُ عَلَيْهِ كَجَبِ دَسُوسٍ مَاهِجْمِ آئے تو بچوں کو اچھے کھانے کھلاؤ، نئے کپڑے پہناؤ۔ او مسلمان! ہم کس دن اچھے کھانے کھائیں جس دن سیکینہ بیالہ لئے پھرتی تھی کہ مسلمانو! مجھے پانی دے دو میں حسین کی بیٹی ہوں۔

اب بتاؤ! کیا محبتِ آلِ محمد یہی ہے کہ جس دن نواسۂ رسولؐ شہید ہو گیا اس دن عید منائی جائے۔

کسی نے رقعہ لکھا ہے کہ قتلِ حسین کا سارا سامان تمہارے گھروں سے نکلتا ہے لہذا قاتل بھی تم شیعہ ہو اور روتے بھی تم ہو۔

اس کے جواب میں میری گزارش ہے کہ اگر یہ بات ہے تو بتا! جب حضرت یوسفؑ کے گیارہ بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکا تو دُجاء و عَنقِ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَثِيرٍ کہہ کر تے پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے اور حضرت یعقوبؑ نے وہ کرتے لیا تھا اور اس کو دیکھ دیکھ کر روتے تھے۔ جب حضرت یعقوبؑ روتے تھے تو وہ مارنے والے، ظلم کرنے والے کہتے تھے بابا! نہ روؤ، رونے سے تمہاری آنکھوں کی بینائی جا رہی ہے لیکن یعقوبؑ نبیِ روئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میرے بیٹے کی نشانی ہے۔ تو آج پتہ چلا کہ ظالموں کے دد کام ہوتے ہیں پہلے ظلم کرتے ہیں پھر مظلوم کو رونے سے روکتے ہیں۔

جے یارو مددگار مارا گیا لیکن پھر بھی دعویٰ محبت و مودت ہے۔ آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی بغیر محبت رو رہا ہو۔ جہاں محبت نہ ہو وہاں رقت تو آہی نہیں سکتی اور تعلق کے بغیر کوئی روتا ہی نہیں۔ جب آپ بازار سے گذرتے ہیں تو ایک مکان سے رونے کی آواز آتی ہے لیکن باقی سارا بازار خاموش ہے تو آپ سمجھ نہیں لیتے کہ اس گھر میں کوئی صدمہ ہے تو جس گھر کا تعلق ہے وہ رو رہا ہے باقی سب خاموش ہیں۔

تو حضرات! تعلق تین قسم کے ہوتے ہیں یا تعلق جسمانی ہوتا ہے یا تعلق روحانی ہوتا ہے یا تعلق ایمانی ہوتا ہے، یا ایمان کا تعلق ہو تو تب جا کے کوئی روتا ہے یا رُوح کا رُوح سے تعلق ہو تو تب جا کے کوئی روتا ہے یا قرابت کا تعلق ہو تب روتا ہے۔ اب بتا! تعلق کے بغیر تو کوئی روتا نہیں۔ محرم کا چاند جب سے تو نے دیکھا ہے ان شیعہوں کے گھروں سے مستورات کی ساری ساری رات شب بیداریاں، ہائے حسین! ہائے زینب! ہائے سیکینہ کی آوازیں آرہی ہیں۔ بچے۔ نوجوان رو رہے ہیں، پیٹ رہے ہیں، ماتم کر رہے ہیں اور باقی تمام بہتر لڑتے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں تو نیری سمجھ میں نہ آیا کہ آلِ محمد سے تعلق کس کا ہے؟

اس سوال کو آلِ محمد سے کوئی تعلق بھی ہوتا تو ایم حسینؑ کو زندہ کرنے کی کوشش نہ کرتے۔ مجھ سے ہر روز سوال ہوتے ہیں، رقعے آتے ہیں کہ مولوی صاحب! بیٹنا کہاں لکھا ہے، مگر افسوس! کہ آج تک ایک رقعہ بھی نہ آیا کہ زینبؑ کو ٹوٹنا کہاں لکھا ہے۔

کہتے ہیں روتے کیوں ہو، پیٹتے کیوں ہو۔ کیوں او مسلمانو! مجھے ایمان سے بتاؤ! کہ اگر تمہارا چھوٹا سا گھر ٹوٹا جائے تو مکان کی چھت پر چڑھ کر کہتے ہو کہ لوگو! میں برباد ہو گیا، میں تباہ ہو گیا تو سارا محکمہ اکٹھا ہو جاتا ہے اگر دیکھا ہے

لَفَيْضٌ مِّن لَّدُنِّي مِمَّا عَمَرَ قَوْمًا مِّنَ الْحَقِّ كَرَجِبٍ وَهَسْتُمْ هِيَ جَوَانًا رَّاكِبًا
طرف رسول کی تودہ حق پہچان پہچان کر رو رہے ہیں۔ یہ رونے کی آیت ہے
حق کو پہچان کے رونا قرآن سے ثابت ہے۔

کہتے ہیں رونا تو جائز ہے لیکن یہ جو تم ہائے وائے کرتے ہو کہاں لکھا ہے
تو چھٹا پارہ کھول پہلی آیت دیکھ خدا فرمانا ہے لَا يَحِبُّ اللَّهُ الْجَاهِلَ بِالسُّوءِ
مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظَلِمَ کہ اللہ تعالیٰ بُری بات بکھا کر کہنے کو پسند نہیں کرتا
مگر جہاں کوئی مظلوم ہو جائے خدا کی اجازت ہے۔ کیوں میرے عزیز! حسین مظلوم ہے
یا نہیں؟ اگر حسین مظلوم ہے تو میں رو لینے دے اگر مظلوم نہیں تو ہم نہیں
روتے۔

پھر کہا جاتا ہے کہ زنجیر زنی کہاں لکھی ہے۔ بارہواں پارہ سورۃ یوسف
پڑھو فرمایا فَلَمَّا دَايَتْهُ الْكَوْبَةُ وَقَطَعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ
مَا هَذَا الْبَشْرُ إِن هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ کہ جب مصر کی عورتوں نے حضرت
یوسف کو دیکھا تو محبت میں آکر چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اگر محبت یوسف
میں بھریاں چل جائیں تو جائز ہو جاتا ہے اور اگر محبت حسین میں زنجیر چل جائیں تو بدعت
ہو جاتا ہے۔

کہتے ہیں وہ تو کافر عورتیں تھیں ان کا فعل ہمارے لئے حجت نہیں ہے
چلو مل لیتا ہوں، خدا فرمانا ہے وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ
جَهَنَّمَ کہ جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے تو فرما
جب حضرت ابراہیم کو تپہ تھا کہ کسی کو قتل کرنا حرام ہے تو اس نے نبی ہو کر اپنے بیٹے
اسماعیل کے گلے پر بھری کیوں رکھی، کہتے ہیں جی وہ تو محبت کی بات ہے تو پھر تمہیں
تپہ نہ چل گیا کہ شریعت کی رسمیں ادا ہوتی ہیں اور محبت کے تقاضے ادا ہوتے ہیں۔

جب کوئی قتل ہو جاتا ہے تو اس میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک قاتل
کے وارث ہوتے ہیں اور دوسرے مقتول کے۔ قاتل کے وارث اپنا پورا زور
لگاتے ہیں کہ وہ بری ہو جائے لیکن مقتول کے وارث کہتے ہیں کہ خواہ ہمارا سارا گھر
بیک جلے اگر پہلی پیشی پر ہی قاتل کو پھانسی نہ دی جاتی تو ہم وارث کیسے ہیں؟ اب
مجھے ایمان قرآن سے بتاؤ کہ وہ سامان جس سے قتل ثابت ہوتا ہے وہ عدالت میں
قاتل کے وارث پیش کرتے ہیں یا مقتول کے وارث۔ اواللہ کے بندے! قاتل
کے وارث تو اس سامان کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ قتل کا کوئی ثبوت نہ رہے
اور مقتول کے وارث عدالت میں ہر پیشی پر وہ سامان پیش کرتے ہیں تاکہ قتل چھپ نہ
جلے۔ تو یاد رکھو! ہم شیعہ عاشور اور اربعین کی عدالت میں گلیوں اور بازاروں
میں اُس وقت تک یہ سامان پیش کرتے رہیں گے جب تک عدالت الہی سے قاتل کو
سرعام سزا نہ مل جائے اور اس فیصلے تک جو بھی اس کو روکنے کی کوشش کرے گا وہ قاتل
کا حمایتی ہوگا اور جو دکھاتے رہیں گے وہ مقتول کے حمایتی ہوں گے۔

بس میرے عزیزو! مختصر کردں تاکہ آپ کو ماتم حسین کرنے میں دیر
نہ ہو جائے۔

کہتے ہیں کہ یہ جو تم روتے ہو، ماتم کرتے ہو، زنجیر زنی کرتے ہو،
ہٹنے وائے کرتے ہو قرآن میں دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ تو میں تمام مسلمانوں سے
بوجھتا ہوں کہ شراب حرام ہے قرآن میں لکھا ہے، جوا حرام ہے قرآن میں لکھا ہے
جو ری حرام ہے قرآن میں لکھا ہے، زنا حرام ہے قرآن میں لکھا ہے۔ مجھے کوئی
ایک آیت دکھا دے جس میں لکھا ہو کہ ماتم حرام ہے میں آج ماتم چھوڑ دوں گا۔

کہتے ہیں دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ ساتواں پارہ کھولو، پہلی آیت دیکھو
میرا اللہ فرمانا ہے کہ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ الرَّسُولِ فَوَلَّىٰ أَعْبُسُ

دیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو خوشی کی وجہ سے لیکرائی تھی اور آپ نے رونا شروع کر دیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا اُم الفضل تو حسینؑ کو لیکرائی دجاءِ جبارِ نبیلؑ یَتَوَبَّہُ کَرَّ بَلَدًا اور جبرائیلؑ کہلا کی مٹی لیکر آگیا اور کہا کہ اے محمد! اس بچے کو دل بھر کر پیاکر لے سَتَقَاتِلُ اَصْنٰکَ کہ کسی دن تیری اُمت کا خنجر ہوگا اور حسینؑ کا حقوق ہوگا۔

وہ مٹی حضورؐ نے اُم سلمہ کو دیکر فرمایا اُم سلمہ! اس کو محفوظ رکھ لے۔ جس دن یہ مٹی خون ہو جائے سمجھ لینا میرا حسینؑ شہید ہو گیا ہے۔ اُم سلمہ فرماتی ہیں جب حسینؑ مدینہ سے چلے تو میں ہر روز اس شیشی کو دیکھتی تھی جس میں مٹی تھی۔ لیکن جب دسویں محرم کا دن آیا تو دوپہر کے وقت میرا دل بہت گھبرایا۔ میں کبھی اندر جاتی تھی کبھی باہر آتی تھی آخر مجھے غش آگیا۔ نیند کی حالت میں میں نے کیا دیکھا کہ رسول خداؐ تشریف لارہے ہیں ان کے سر میں بھی مٹی ہے اور ڈاڑھی پاک میں بھی مٹی ہے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے آ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا مَا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللہ کہ یا رسول اللہ! کیا بات ہے۔ فرمایا اِنَّ مَشْهُدَاتِ قَتْلِ الْحُسَیْنِ مِیْنِ حُسَیْنٍ کِی قَتْلِ کَاہِ سَے آ رہا ہوں میرا حسینؑ مارا گیا۔

اب بتا! حسینؑ کو زونا اور سروں میں خاک ڈالنا سُنّت ہے یا بدعت ہے؟ سو باقی رہا تعزیر، ہندوستان میں تعزیر لانے والا امیر تہو رہے اور اس تعزیر بنانے والے کی عزت و عظمت ملاحظہ کرو۔ یہ میرے ہاتھ میں صواعقِ محرقہ ہے اس کے صفحہ ۲۴ پر ہے کہ جب امیر تہو کی موت کا وقت قریب آیا تو کیا دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر رنگ اسی طرح ہو گیا۔ تو عزیز و اقارب نے پوچھا کہ ابھی ابھی آپ کا رنگ بالکل سیاہ

ایک مودی کہنے لگا کہ حسینؑ شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتے ہیں ان کو درجہ مل گیا، یہ حسینؑ کے درجے کو روتے ہیں کہ کیوں مل گیا۔ میں نے کہا مجھے یہ بتا! کہ یعقوب جو یوسفؑ کو چالیس سال تک روتا رہا وہ زندہ سمجھ کر روتا تھا یا مردہ سمجھ کر زندہ سمجھ کر روتا تھا نا! تو پھر تیری عقل میں نہ آیا کہ زندہ کو رونا نبیوں کی سُنّت ہے۔

باقی رہا کہ حسینؑ کو درجہ مل گیا ہم اس کے درجے کو روتے ہیں تو بتا! کہ جب یعقوب بنی روتا تھا تو کیا اس لئے روتا تھا کہ وہ بادشاہ کیوں بن گیا۔ حالانکہ حضرت یوسفؑ مصر کے بادشاہ تھے، ساری دنیا کو گندم تقسیم فرما رہے تھے، کیا وہ یوسفؑ کی بادشاہی اور سرداری کو روتا تھا۔ تبہیں مسلمان غلطی نہ کر! یعقوبؑ رو کر کہتے تھے بیٹا یوسفؑ! میں تیری بادشاہی اور سرداری کو نہیں روتا بلکہ روتا اس لئے ہوں کہ تو نبی کا بیٹا تھا تجھے طلبہ مارے کیوں، رستی کاٹی کیوں، کنوئیں میں پھینکا کیوں اور چالیس کھوٹے درہموں سے بیچا کیوں، روتا اس لئے ہوں تو ہم غریب شیعہ بھی حسینؑ کے درجے کو نہیں روتے بلکہ روتے اس لئے ہیں کہ حسینؑ تو نبی کا بیٹا تھا تجھ سے مدینہ چھڑا کیوں، تیرا پانی بند کیا کیوں، تجھے شہید کیا کیوں، سلیمہ کو طلبہ مارے کیوں۔

زندہ حسینؑ کو صرف ہم نہیں روتے بلکہ زندہ حسینؑ کو رسولؐ رویا، زندہ حسینؑ کو علیؑ رویا اور زندہ حسینؑ کو تولاؑ روئی۔ ہم تو حسینؑ کو اس وقت روتے ہیں جب حسینؑ جنت میں زندہ ہے۔ لیکن رسولؐ حسینؑ کو اس وقت رورہے ہیں جب حسینؑ ان کی گود میں زندہ ہے۔ مشکوٰۃ شریف میرے ہاتھ میں۔ باب مناقب اہل بیتؑ میں لکھا ہے حضرت اُم الفضلؑ فرماتی ہیں کہ جب حسینؑ پیدا ہوئے تو میں ان کو لیکر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے حسینؑ کو حضورؐ کی گود میں رکھ

بِسْ عَزِيزًا! آخری جگہ میں، میرے پاس ماتم کے ہزاروں ثبوت ہیں۔ اگر چاہو تو بڑے بڑے بزرگوں کے ماتم دکھلا سکتا ہوں حضرت بی بی عائشہ کا ماتم دکھلا سکتا ہوں، حضرت عمر کا ماتم دکھلا سکتا ہوں لیکن مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ کوئی ماتم کرے یا نہ کرے میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ لاش حسین پر زینب جو ماتم کر رہی ہے۔

تاریخ ابن کثیر کی اشعری جلد میرے ہاتھ میں ہے اس میں لکھا ہے کہ بعد شہادت حسین کے جب بیبیاں لاش حسین پر آئیں تو لاش کے ارد گرد حلقہ باندھ کر ماتم کیا۔ یہ پہلا حلقہ ماتم کا تھا جو محمد کی بیٹیوں نے لاش حسین پر باندھا۔ زینب نے ایسا ماتم کیا ایسا ماتم کیا، لکھا ہے کہ اَنْكَلَتْ كُلُّ عَذْرَاءٍ وَصِدِّيقٍ وَدُوسْتٍ اَوْ دُشْمَنِ رُوِيْرَے اور زینب نے لاش حسین پر کھڑے ہو کر مرنے پر بھا کیا یا مُحَمَّدًا اَذِيًا مُحَمَّدًا اَصَلًا عَلَيَّكَ اَللّٰهُ وَصَلَّكَ السَّمَاءُ - نانا! دنیا تجھ پر صلوٰۃ پڑھتی ہے اور میں قید ہو کر جارہی ہوں هَذَا حَسِيْنٌ مَّرْمَلٌ بِالْاَيْدِ عَمَاءٍ اور یہ تیرا حسین خون میں لت پت ہے۔ لکھا ہے جب لشکر کو تیرا جنازہ ماتم کرنے والی محمد کی بیٹی زینب سے تو انہوں نے اپنی اپنی پگڑیاں اتار کر چھیننا شروع کر دیں زمین تو ہا گیا تھا کہ جوانوں کے ساتھ جوانوں کی جنگ ہے مگر یہاں تو محمد کی بیبیاں ہیں۔

جب عمر سعد نے دیکھا کہ اگر تھوڑی دیر اور ماتم شروع رہا تو میری فوج باغی ہو جائیگی تو شمر کو کہا کہ شمر! کسی طرح زینب کو ماتم سے روکو۔ تو شمر نے کہا کہ اور تو کوئی طریقہ نہیں۔ زینب کے ہاتھ گردن سے باندھ دو تاکہ شام تک ماتم نہ کرتی جائے۔ جب ہاتھ پس گردن بندھ گئے تو رو کر کہتی ہے بھیا حسین! اب تو مجھے رونے بھی کوئی نہیں دیتا۔ زیارت ناحین میں ہمارا بار ہوا امام فرماتا ہے کہ میرا سلام ہوا ان عصمت کی پٹیوں پر جن کے ہاتھ گردن سے باندھے ہوئے تھے۔

هَاتِمِ حَسِيْنٍ! يَا حَسِيْنٍ يَا حَسِيْنٍ

ہو گیا تھا پھر ٹھیک ہو گیا کیا بات ہے۔ تو امیر تمور نے جواب دیا کہ میں بادشاہ ہوں میں نے بڑی جنگیں لڑی ہیں، مجھ سے کئی بے گناہ بھی مارے گئے ہوں گے مجھ سے اور گناہ بھی سرزد ہوتے ہوں گے۔ چونکہ میں گنہگار تھا اس لئے عذاب کے فرشتے جہنم کا لباس لے کر میرے پاس آ رہے تھے تو میرا رنگ متغیر ہو گیا پھر کیا دیکھا کہ رسول خدا کے ہاتھ میں جنت کا لباس ہے وہ اگر فرشتوں کو فرماتے ہیں اَدْخَبُوا عَنْهُ کہ او عذاب کے فرشتو! اس سے دور ہٹ جاؤ۔ اگرچہ یہ گناہ گار ہے لیکن میرے حسین کا تعزیر دار تو ہے۔

رسول خدا نے فرمایا کہ كَانَ نَجَبٌ ذُرِّيَّتِي کہ یہ میری اولاد کا خیر دار تھا اور میری اولاد پر احسان کرنا تھا۔ تو تجھے تیرے چل بیا کہ حسین کا تعزیر دار ہے اسی شفاعت کیلئے خود رسول خدا تشریف لاتے ہیں۔

اسی صواعق محرقہ میں ہے کہ جب امیر تمور مر گیا تو ایک قاری قرآن کی عادت تھی کہ وہ جب بھی امیر تمور کی قبر کے پاس سے گذرتا تو یہ آیت پڑھتا تھا کہ خُذْ وَكَا فَعَلَوْكَ ثُمَّ اَلْجَحِيْمُ مَصْلُوْكَ کہ اے فرشتو! اس کو پکڑو اور اس کو طوق پہناؤ پھر اس کو جہنم میں داخل کر دو۔ وہی قاری کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ سویا ہوا متفاریں نے خواب میں جناب رسالتاب کو دیکھا کہ وہ تشریف فرما ہیں اور حضور کے ایک طرف امیر تمور بیٹھا ہوا ہے تو مجھے غصہ آگیا۔ میں نے کہا کہ او دشمن خدا! تو یہاں کیوں بیٹھا ہے۔ میں نے ابھی اس کا ہاتھ پکڑنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اس کو یہاں سے اٹھا دوں تو حضور نے فرمایا او قاری! اس کو چھوڑ دے، کیونکہ یہ میری آل کا جہاد ہے میرے حسین کا تعزیر دار ہے، تو قاری کہتا ہے کہ میں نے اس کے بعد کبھی بھی امیر تمور کی قبر پر عذاب والی آیت نہیں پڑھی۔ تو عزادار حسین کی یہ شان ہے کہ رسول خدا اس کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔

عباس بک الجنبی کی اردو مطبوعات

قرآن مجید مترجم مولانا فرمان علی صاحب	قرآن مجید مترجم مولانا فرمان علی صاحب
(قسم دوم جلی حروف سادہ) ۱۴/۰	(قسم اول جلی حروف رنگین) ۱۴/۰
صرف ایک راستہ عبدالکریم مشتاق (پاکستان)	صحیفہ کاملہ (جلی حروف)
حقائق القرآن امتیاز حیدر پرتاب گروہی	مترجم مولانا محمد ہارون صاحب نئی پوری ۵۵/۰
وظائف القرآن (آرٹ میسر رنگین)	وظائف الاربار (جلی حروف) مولانا فرمان علی صاحب ۵۵/۰
علوم القرآن مولانا سید محمد ہارون صاحب	استعاذہ دست غیب شیرازی ۴۰/۰
قرآن اور سائنس مولانا سید کلب صادق صاحب	توبہ " " ۱۸/۰
قرآن اور جدید سائنس نورس بوکانی	تربیت اولاد مولانا جان علی شاہ کاظمی ۲۵/۰
امامیہ نماز با تصویر	اولین موزن اسلام حضرت بلال سعید عین آبادی ۵/۰
اسلام اور جنسیات ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی	جناب فقہ راحت حسین ناصری ۴/۰
کائنات روشن مرانی با قرطبی خاں روش لکھنوی	مجالس عظیم مولانا سید کلب صادق صاحب ۲۵/۰
اسلام اور عوامی ادارہ (مجموعہ مجالس کراچی)	سیرت امیر المومنین (جلد اول) صفحات ۷۲۰ ۱۲/۰
طاہر جرولی صاحب	سیرت امیر المومنین (جلد دوم) صفحات ۳۶۸ ۷۵/۰
منازل آخرہ (مرنے کے بعد کیا ہوگا؟)	حضرت عائشہ کی تاریخی حیثیت فروغ کاظمی ۲۵/۰
شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ	اخلافار (حصہ اول و دوم) " " ۱۰/۰
انطبوا خون حسین کا انتقام لوسیدہ عابدہ نرجس	تحفۃ الاربار ترجمہ جامع الاخبار شیخ صدوق علیہ الرحمہ ۵/۰
مولانا علی کوثر نیازی (پاکستان) و سید کلب صادق صاحب	تفسیر کربلا فروغ کاظمی ۷۰/۰
خطبات حضرت زینب علامہ ابن حسن نجفی	عرفان امامت (حالات امام زمانہ) نظیر عباس کشمیری ۷۰/۰
گناہان کبیرہ (مکمل سیٹ دو جلدوں میں) دستغیب شیرازی	آل محمد کا دیوانہ ہلول دانا سیدہ عابدہ نرجس ۲۰/۰
قلب سلیم (اول دوم و سوم مکمل سیٹ ایک جلد میں) " "	درگاہ حضرت عباس تاریخ کی روشنی میں
خطبات نماز جمعہ مولانا سید کلب صادق مترجم علی عباس	مرتبہ حسن لکھنوی ۲۵/۰
حیات بعد از موت احیاء امتیاز حیدر پرتاب گروہی	البيان (تفسیر سورہ حمد) سید ابوالقاسم انصاری ۳۰/۰
مجالس اجتہادی علامہ نصیر اجتہادی (پاکستان)	حیات القلوب (تین جلدیں) علامہ مجلسی علیہ الرحمہ
معجزہ اور قرآن (مجموعہ مجالس) ضمیر اختر نقوی (پاکستان)	مکمل سیٹ ۵۰۰/۰
بحار الانوار (جلد ۱) حالات احمد حسین و واقعات کربلا علامہ مجلسی	اوم اور علی سید محمود گیلانی (سابق اہل حدیث) ۸/۰
تفسیر اسلام (ابتدائے آفرینش سے ظہور پیام تک کے	ایلیا " " " " " " ۱۲/۰
مصدقہ و مکمل حالات) فروغ کاظمی	اہل ذکر ڈاکٹر محمد تنجانی سماوی ۷۰/۰
فتنہ و ابیہیت (وابیہیت کی مفصل وکیل تاریخ) " "	انتقام خونیں یا خروج مختار سید محمد علی انصاری ۱۰/۰
الامام (بجواب المرتضیٰ) مولانا ادیب الہندی صاحب	انسان معاصر اور قرآن علامہ طالب جوہری ۶۰/۰
روحوں کا سفر آتائے سید حسن نجفی، قوجانی	حقیقت دین (مجموعہ مجالس کراچی) مولانا کلب صادق جلد ۸۷/۰
تعقیبات نماز (بڑی سائز) مع دعائے عہد وغیرہ	خاندان رسالت (مجموعہ مجالس) مبنی مولانا نماز محمد طاہر ۸۰/۰
زاد آخرت (منتخب تعقیبات)	اسلام کا نظام خانوادگی مولانا سعید اختر صاحب ۳۶/۰